بحمد اللہ والمنۃ کہ رسالہ نافعہ موسومہ بہ قاطع اساس مبتدعین

السکین لقطع

حبل المتین

اس رسالہ میں اصول حدیث کے متعلق بحث ہے اور احادیث آمین بالجہر کی نسبت جو شوق صاحب نے کلام کیا تھا اسکا مفصل جواب اور ثبوت آمین بالجہر کا

اچھی طرح سے ثبوت دیا گیا ہے از تالیفات مولانا

محمد سعید صاحب بنارسی

مطبع سعید المطابع واقع بنارس محلہ دارانگر میں

طبع ہوا

سنہ ۱۳۱۲ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی ارسل الینا رسولا وداعیا الی اللہ وسراجا منیرا وامرنا باتباعہ وعد المتبعین وعدا موفورا والصلوٰۃ والسلام علی افضل الرسل محمد الذی ھو شفیع المذنبین فی یوم الدین وکان اذا قرأ ولا الضالین جہر بآمین وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ الذین یقتفون بآثارہ فیرفعون صوتہم بآمین ؛

امابعد خاکسار راجی رحمۃ ربہ المجید محمد سعید بنارسی گذارش کرتا ہے کہ ایک صاحب نے عنایت فرمانے رسالہ حبل المتین مؤلفہ مولوی ظہیر احسن صاحب شوق مع اشتہار میرے پاس بھیجکر لکھا کہ اس رسالہ کو ملاحظہ کرکے اسکے مالہا وما علیہا سے اطلاع دیجئے اگر مضامین رسالہ کے ٹھیک ہوں تو تصویب فرمائی جاوے ورنہ تکذیب خاکسار نے رسالہ حبل المتین کو ابتداسے انتہا تک بغور تمام دیکھا تو بقول مؤلف ظہیر احسن شوق رسالہ کو تحقیق سلف خلف سے خالی پایا اس رسالہ میں مؤلف نے جو اپنے زعم میں تحقیق کی داد کھینچی ہے تو مبالغہ کا رنگ بھر کر بقول خود زمین آسمان کے قلابے ملا دئے ہیں او اخبار وں میں اشتہار دیکر ایک عالم میں شور مچا رکھا ہے بعض متعصب تو اس

قول مؤلف چونکہ اِس رسالے مین جابجا وہ مفید باتین لکھی گئی ہین جس سے کتب سلف وخلف خالی ہین ۔

مین کہتا ہون الحمد للہ کہ جو امر حق تھا وہ ہمارے مخاطب کی زبان سے اللہ تعالے نے نکلوا دیا یعنی رسالہ حبل المتین مین ایسے مضامین مندرج ہین جو کتب سلف وخلف مین نہین پائے جاتے محض مؤلف نے اپنے خیال سے تکبندی فرمائی ہے جس کتاب یا رسالے کے مطالب کتب سلف اور خلف سے نہ ماخوذ ہون اوسکا اعتبار و مرتبہ عامہ مسلمین کے نزدیک کچھ ہے ...
کیونکہ کسی خاص شخص غیر معروف کے خیالات شاعرانہ کسی پر حجت نہین ہین تو اب بقول حضرت نیموی صاحب یہ رسالہ پایہ اعتبار سے ساقط ہوا وللہ الحمد۔ **قول مؤلف** اور اثبات مدعا مین آسمان وزمین کے قلابے ملا دیے ہین ۔

مین کہتا ہون بیشک اِس رسالے مین آپ نے اسقدر مبالغہ اور داؤ پیچ کا کلام کیا ہے کہ زمین آسمان کے قلابے ملا دیے ہین کوئی تحقیقی بات نہین لکھی فقط قلابے ہی ملائے ہین اب ذرا نظر انصاف سے اِس جواب کا ملاحظہ فرمائے کہ کس خوبی وحسن اسلوب سے آپکی اقوال کی تردید کی گئی ہے دودھ کا دودھ پانی کا پانی علیحدہ کر دیا گیا ہے امید ہے کہ آپ یا جن صاحب تحقیق کی نظروں سے یہ جواب گذریگا انشاء اللہ خیالات اونکے پلٹ جاینگے ۔

قول مؤلف متواتر وہ حدیث ہے جسکے راوی ہر طبقے مین اِس کثرت سے ہون جنکے اجتماع علی الکذب کا گمان نہین ہو سکتا ایسی حدیثین قطعی الصحۃ ہین مگر کتب احادیث مین انکا وجود بہت کم ہے ۔

مین کہتا ہون مناسب مقام تو یہ تھا کہ آپ کسی کتاب اصول حدیث سے تعریف متواتر کی نقل فرماتے کیونکہ یہان تو بحث حدیث اور اوسکے اصول

[illegible] مغلطین بچا رہے ہیں [illegible] کا نعرہ مار رہے

[illegible] حدیث و

[illegible] لہذا بعض احباب شبدیز قلم کو میدان جواب مین جولان کر کے

[illegible] تحقیق کے سامنے [illegible] پیش کرتا ہون گر قبول افتد زہے عز و شرف وما توفیقی الا باللہ

علیہ توکلت والیہ انیب + **واضح** ہو کہ اقوال مؤلف رسالہ حبل المتین کو **قول**

مؤلف سے تعبیر کیا گیا ہے اور جواب کو **مین** کہتا ہون سے -

قول مؤلف الحمد للہ الذی جعل لنا آمین طابعا للدعا **مین کہتا ہون**

[illegible] تحقیق حضرت شوق صاحب کی [illegible] والی تحقیق کا اندازہ اسی پاؤ سطر

خطبے سے کرلین کیون حضرت شوق صاحب سلمہ اللہ تعالی نے کہان آمین کو خاتم دعا

فرمایا ہے اوسکا ذرا اپتہ بتا دیجئے اگر نہ ہو سکے تو ایسی صریح جھوٹہ سے پرہیز

فرمائیے اللہ تعالے پر بہتان نہ لگایئے - اس آپکے قول سے معلوم ہوا کہ آپ کو

غلط فہمی [illegible] پہلی سطر مین

[illegible] خدا حافظ **قول مؤلف** والصلوۃ علی من قال [illegible]

[illegible] اوجب +

مین کہتا ہون اللہ تعالی نے فرمایا ہے یا ایہا الذین امنوا صلوا

علیہ وسلموا تسلیما سورہ احزاب پارہ ۲۲ - **ترجمہ** اے ایمان

والو درود بھیجو حضرت ﷺ پر اور سلام بھیجو سلام بھیجنا - اللہ تعالے نے اس آیت

مین دو باتون کا ارشاد فرمایا ہے ایک **صلوۃ** دوسرے **سلام** بھیجے

کا حضرت ﷺ پر حضرت شوق صاحب نے خالی صلوۃ ہی پر اکتفا کیا اور سلام

کو ترک فرما کر قول اللہ تبارک وتعالے کا خلاف کیا اگر آپ یون لکھتے (والصلوۃ

والسلام علی من قال الخ) تو مورد طعن نہ بنتے +

فی الاخبار المتواترۃ مرتبا علی الابواب واورد فیہ کل حدیث باسانید من خرجہ وطرقہ ثم لخصہ فی جزء لطیف سماہ الازھار المتناثرۃ فی الاخبار المتواترۃ مقتصرا فیہ علی عزو کل طریق لمن خرجہ واورد فیھما احادیث کثیرۃ منھا حدیث الحوض من روایۃ نحو نیف وسبعین صحابیا ومنھا حدیث المسح علی الخفین من روایۃ نحو سبعین صحابیا ومنھا حدیث رفع الیدین فی الصلوۃ من نحو خمسین صحابیا الی اخرہ

ترجمہ حافظ سیوطی نے بھی اونکی متابعت کی اور احادیث متواترہ کے وجود کی نسبت یقین کیا پہلے تو اس بارے مین ایک کتاب مرتب ابواب پر مسمی بہ (الفوائد المتکاثرہ فی الاخبار المتواترہ) تالیف کی اور اوسمین ہر حدیث کو مع اوسکے اسانید اور مخرجین اور طرق کے ذکر کیا پھر اوس کتاب کو ایک جز نفیس مین ملخص کیا اور نام اوسکا الازہار المتناثرہ فی الاخبار المتواترہ رکھا اور اوسمین ہر طریق سکے مخرج کے طرف حدیث کو نسبت کرنے پر اقتصار کیا اور بہت سے احادیث کو اوسمین قرار رکھا اونمین سے حدیث حوض کی بروایت کچھ اوپر ستر صحابی کے اور اونمین سے حدیث مسح موزون کی روایت سے ستر صحابی کے اور اونمین سے حدیث رفع یدین کی نماز مین بروایت پچاس صحابی کے آخر تک - عبارت حافظ ابن حجر وآپ کے مجدد مولوی عبدالحی صاحب مرحوم سے معلوم ہوا کہ احادیث متواترہ کتب احادیث مین بہت ہین اور یہی ہمارا مقصود تھا سو بحمدہ تعالی ثابت ہوا -

قول مؤلف کتب احادیث مین احاد ہی زیادہ ہین انکی صحت محض ظنی ہے -

مین کہتا ہون یہ قول صاحب جبل کا اس پر دلالت کرتا ہے کہ کتب

سے ہونی چاہئے نہ اصول فقہ سے اور یہ جو آپ نے لکھا ہے کہ احادیث متواترہ کا وجود بہت کم ہے اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ نظر آپکی کتب محققین پر نہیں ہے اور نہیں تو ذرا شرح نخبہ کو ہی دیکھا ہوتا حافظ ابن حجر شرح نخبہ مین فرماتے ہین ومن احسن ما یقرر بہ کون المتواتر موجودا وجود کثرۃ فی الاحادیث ان الکتب المشہورۃ المتداولۃ بایدی اہل العلم شرقا وغربا المقطوعۃ عندہم بصحۃ نسبتہا الی مصنفیہا اذا اجتمعت علی اخراج حدیث وتعددت طرقہ تعددا تحیل العادۃ تواطؤہم علی الکذب الی آخر الشروط افاد العلم الیقینی بصحۃ نسبتہ الی قائلہ ومثل ذلک فی الکتب المشہورۃ کثیر **ترجمہ** بہت اچھی تقریر احادیث متواترہ کے کثرت سے موجود ہونے کی یہ ہے کہ کتب مشہورہ حدیث کی جو اہل علم کے ہاتھون مین پورب پچھم مین ہین اور اونکے نزدیک نسبت ان کتب کی اونکے مصنفون کی طرف یقینی ہے جب کسی حدیث کی تخریج پر مؤلف ان کتب کے مجتمع ہون اور اِس حدیث کے طریقے اس کثرت سے ہون کہ عادت انکے کذب پر مجتمع ہون ہونے کو محال سمجھتی ہو آخر شروط تک تو بیشک علم یقینی اِس بات کا حاصل ہوگا کہ نسبت حدیث کی اوسکے قائل تک صحیح ہے اور مثالین اسکی کتب مشہورہ مین بہت ہین — یہ عبارت شرح نخبہ مطبوعہ مطبع فاروقی کے صفحہ ۸ مین ہی اور ایکے اوستاد مولوی عبدالحی صاحب رحہ جنکی نسبت آپ اوشعۃ الجید صہ ۱۶ مین یہ لکھ چکے ہین (مجدد العصر اوستاذنا المکرم مولانا محمد عبدالحی محدث لکھنوی قدس سرہٗ) انھون نے اپنے رسالہ ظفر الامانی صہ ۱۶ مین کلام ابن حجر و اوسکے تلمیذ کا نقل کرکے لکھا ہی وتبعہم الحافظ السیوطی فجزم بوجود الاخبار المتواترۃ فالف فی ذلک اولا کتابا سماہ الفوائد المتکاثرۃ

ونووی کے ہے لفظی قرار دیا ہے شائقین تحقیق کے لئے عبارت حافظ ابن حجر
کی نقل کی جاتی ہے شرح نخبہ مطبوعہ مطبع فاروقی صـ۱۲ وصـ۱۳ مین ہے وقد یقع
فیہما ای فی اخبار الاحاد المنقسمۃ الی مشہور وعزیز وغریب مما
یفید العلم النظری بالقرائن علی المختار خلافا لمن ابی ذلک والخلاف
فی التحقیق لفظی لان من جوز اطلاق العلم قیدہ بکونہ نظریا وہو
الحاصل عن الاستدلال ومن ابی الاطلاق خص لفظ العلم
بالمتواتر وما عداہ عندہ ظنی لکنہ لا ینفی ان ما احتف بالقرائن
ارجح مما خلا عنہا والخبر المحتف بالقرائن انواع منہا ما اخرجہ
الشیخان فی صحیحیہما مما لم یبلغ حد التواتر فانہ احتف بہ قرائن
منہا جلالتہما فی ہذا الشان وتقدمہما فی تمییز الصحیح علی غیرہما
وتلقی العلماء لکتابیہما بالقبول وہذا التلقی وحدہ اقوی من افادۃ
العلم من مجرد کثرۃ الطرق القاصرۃ عن التواتر +

ترجمہ

کبھی اخبار احاد مین جو منقسم ہین طرف مشہور وعزیز وغریب کی واقع ہوتی ہے وہ خبر
جو فائدہ دیتی ہے علم نظری کا بباعث ملنے قرائن کے مذہب مختار پر اسمین
خلاف ہے اوسکا جس نے اسکا انکار کیا ہے خلاف نظر تحقیق مین لفظی ہے
کیونکہ جسنے اطلاق علم کا جائز رکھا ہے اوسکو مقید کیا ہے نظری ہونے کے
ساتھ اور وہ استدلال سے حاصل ہوتا ہے اور جس نے اطلاق کا انکار کیا ہے
لفظ علم کو متواتر کے ساتھ خاص کیا ہے ماسوا متواتر کے اوسکے نزدیک ظنی
ہے لیکن وہ اس امر کی نفی نہین کرتا کہ جو خبر احاد منضم بالقرائن ہو وہ راجح
ہے اوس خبر احاد سے جو اس سے خالی ہے حدیث منضم بالقرائن کی چند
اقسام ہین اونمین سے وہ احادیث بھی ہین جنکو بخاری ومسلم اپنی

اصول حدیث سے بالکل اونکو مہارت نہین جو تمام احادیث کی صحت کو ظنی بتایا ہے حالانکہ جمیع کتب اصول حدیث مین اس بحث کو طے کردیا ہی کہ احادیث صحیحین کی صحت قطعی ہے نہ ظنی حافظ ابن صلاح کے قول سے صاحب حبل نے چند جگہہ استدلال کیا ہے وہ اپنے مقدمہ صہ ۱۲ مین فرماتے ہین واعلاھا الاول وھو الذی یقول فیہ اہل الحدیث کثیرا صحیح متفق علیہ یطلقون ذلک ویعنون بہ اتفاق البخاری ومسلم لا اتفاق الامۃ علیہ لکن اتفاق الامۃ علیہ لازم من ذلک وحاصل معہ لاتفاق الامۃ علی تلقی ما اتفقا علیہ بالقبول وھذا القسم جمیعہ مقطوع بصحتہ والعلم الیقینی النظری واقع بہ الخ ترجمہ اعلی اقسام حدیث صحیح کی اول ہے اور وہ وہ ہے کہ اوسمین اہلحدیث اکثر کہتے ہین یہ حدیث صحیح متفق علیہ ہے اہلحدیث اسکو مطلق کہتے ہین اور مراد اونکی یہ ہوتی ہے کہ اس حدیث کے اخراج پر بخاری ومسلم نے اتفاق کیا ہی اتفاق سے امت کا اتفاق مراد اونکی نہین ہے لیکن امت کا اتفاق اس سے لازم اور حاصل ہے اس باعث سے کہ جس حدیث پر بخاری ومسلم نے اتفاق کیا ہے اوسکو امت نے قبول کیا ہے اور اس قسم کی سب حدیثون کی صحت یقینی ہے اور علم یقینی نظری اوس سے حاصل ہوتا ہے عبارت حافظ ابن صلاح سے معلوم ہوا کہ متفق علیہ احادیث کی صحت یقینی ہے۔ اگر کوئی یہ کہے کہ امام نووی نے کلام حافظ ابن صلاح پر اعتراض کیا ہے تو اوسکے جواب مین گذارش ہے کہ کلام نووی کو محققین اس فن نے رد کردیا ہے دیکھو فتح المغیث شرح الفیہ عراقی مطبوعہ مطبع انوار محمدی صہ ۱۸ وصہ ۱۹ سخاوی مولف فتح المغیث کے استاد حافظ ابن حجر نے اس نزاع کو جو درمیان حافظ ابن صلاح

الاسناد المعنعن لاخلاف بينهم فی ذلك اذ اجمع شروطا ثلاثة العدالة واللقاء مجالسة ومشاهدة والبراءة من التدليس قال وهو قول مالك وعامة اهل العلم **ترجمہ** احادیث معنعنہ جنمین تدلیس نہین ہے وہ باجماع ائمہ نقل کے متصل ہین ایسا ہی خطیب نے کہا ہے کہ اہل علم کا اسپر اتفاق ہے کہ قول محدث غیر مدلس کا (فلان عن فلان) صحیح لائق عمل کے ہے جب کہ اوس راوی نے اپنے شیخ سے ملاقات کی ہے اور اوس سے سنا ہے ابن عبد البر نے اپنی کتاب تمہید کے مقدمہ مین کہا ہے کہ اہل حدیث نے قبول کرنے اسناد معنعن پر اجماع کیا ہے اس بارہ مین اونکے درمیان خلاف نہین ہے جب کہ وہ حدیث معنعن تین شرطون پر جامع ہو اول عدالت دوم ملاقات صحبت سننے یا مشاہدہ سے سوم تدلیس سے بری ہونا ابن عبد البر نے کہا کہ یہ قول امام مالک اور اکثر اہل علم کا ہے۔ حافظ ابن صلاح نے بھی مقدمہ مین ایسا ہی فرمایا ہے حاصل کلام یہ ہے کہ اسناد معنعن مین انقطاع کا احتمال اوسی صورت مین ہوگا جب کہ راوی مدلس ہے نہ مطلقًا حضرت نیموی صاحب کا مطلقًا و عمومًا احادیث معنعنہ مین انقطاع کا احتمال پیدا کرنا یا تو خوبی فہم ہے یا عدم ممارست کتب اصول کی وجہ سے یہ قول اون سے صادر ہوا ہے یا کسی نیچری کی صحبت کا یہ اثر ہے۔

قول مؤلف متن حدیث مین نقل بالمعنی اور راویون کے بھول چوک کا کھٹکا لگا رہتا ہے۔

مین کہتا ہون نقل بالمعنی مین بھول چوک کیسی یہ کیسی بات آپ بول رہے ہین کیا کچھ مزاج مین نیچریت تو نہین آگئی۔

قول مؤلف۔ ماہران علم حدیث پر خوب روشن ہے کہ بہت سی حدیثین ایسی مروی ہوئی ہین کہ آنحضرت صلعم نے اور لفظون مین اونکو ارشاد فرمایا

کتابون جامع صحیح مین لائے ہین اور وہ حد تواتر کو نہین پہونچی بیشک سند اوسکا قرائن نے گھیر لیا ہے اونمین سے جلالت شان بخاری و مسلم کی اس فن مین اور تمییز صحیح مین مقدم ہونا اونکا غیر پر اور ماننا علماء کا اونکی کتابون کو قبولیت ساتھہ اور یہ قبولیت اکیلی زیادہ قوی ہے سے مسلم کے حاصل ہونے مین بہ کثرت طرق سے موجود تواتر سے قاصر ہین عبارت حافظ ابن حجر سے معلوم ہوا کہ جو نزاع درمیان حافظ ابن صلاح و اونکے مخالفین کے ہے وہ لفظی ہے اور احادیث صحیحین سے افادہ علم کا ہوتا ہے گو وہ نظری ہو ۔ اور حضرت میان صاحب کے مجدد العصر نے عبارت حافظ ابن حجر کو نقل کرکے اوسپر سکوت کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حافظ ابن حجر کی تحقیق کو وہ بھی پسند کرتے ہین جسکو ہمارے کلام مین شک ہو وہ رسالہ الظفر الامانی مؤلفہ مولوی عبد الحی صاحب کے صفحہ ۲۲ کا ملاحظہ کرے ۔ اس ہماری تحقیق سے معلوم ہوا کہ صاحب جبل کی نسبت مطلقاً نہین فقط دعوی ہی دعوی ہے ۔

قول مؤلف سلسلہ اسناد معنعن مین انقطاع سند کا احتمال رہتا ہے ۔

مین کہتا ہون یہ قول بھی صاحب جبل کا اس پر دال ہے کہ انکو علم اصول حدیث سے ممارست نہین ہے اور نہ کتب قوم پر نظر ہے محققین نے صاف لکھدیا ہے کہ حدیث معنعن متصل ہے ہان اگر یہ عنعنہ مدلس کا ہے تو اوسمین البتہ کلام ہے اگر راوی ثقہ ہے تو اوسکا عنعنہ حکم مین اتصال کے ہے حافظ سخاوی فتح المغیث صفحہ ۶۲ مین فرماتے ہین ۔ الاحادیث المعنعنة التی لیس فیها تدلیس متصلة باجماع ائمة النقل وکذا قال الخطیب اهل العلم مجمعون علی ان قول المحدث غیر المدلس فلان عن فلان صحیح معمول به اذا کان لقیه وسمع منه وابن عبد البر فی مقدمة تمهیده اجمعوا ای اهل الحدیث علی قبول

شنا ہے اوسکو بعینہٖ اونھین الفاظ سے بغیر تبدیل کے روایت کرے ہان
جب کہ وہ راوی جاننے والا واقف کار ان امور کا ہو پس یہ وہ ہے جسمین
سلف کے لوگون واصحاب حدیث و ارباب فقہ اصول نے اختلاف کیا ہے
اکثرون نے تو روایت بالمعنی کو جائز رکھا ہے بعض محدثین اور ایک گروہ فقہا
اور اصولیین نے شافعیہ وغیرہ سے جائز نہین رکھا ہے بعض نے حدیث رسول
صلعم مین روایت بالمعنی کو منع کیا ہے اور غیر حدیث مین جائز رکھا ہے صحیح تر
یہ ہے کہ جب راوی عالم اوسکا ہے جسکو ہم نے بیان کیا ہے تو اوسکو سب مین
روایت بالمعنی جائز ہے حافظ ابن صلاح کی تحقیق سے چند امر معلوم ہوئے
اول یہ کہ روایت بالمعنی کرنا اوسی آدمی کو جائز ہے جو عالم عارف امور تغیر کا ہو
دوسرے اگر راوی اس طرح کا ہے جو سفہوم یا قالب خبر کو بدل ڈالیگا تو اوسکو روایت
بالمعنی کرنا جائز نہین ہے سوم واقف کار کے بارے مین بھی اختلاف ہے ایک
طائفہ محدثین وفقہا کے نزدیک روایت بالمعنی کسی طرح سے جائز نہین چہارم حدیث
مین تو روایت بالمعنی ایک طائفہ کے نزدیک بالکل منع ہے - افسوس کی
بات ہے کہ جس شخص کو اتنی بھی ممارست کتب اصول سے نہ ہو وہ اتنا بڑا دعوے
کرے کاشکے اگر ہمارے مخاطب اپنے مجدد العصر مولوی عبدالحی صاحب مرحوم
کے رسالے کو ہی دیکھ لیتے تو بھی یہ بات زبان قلم پر نہ لاتے آپکے مجدد العصر
محدث لکھنوی ظفر الامانی مین فرماتے ہین ان لم یکن الراوی عالما بمدلولات
الالفاظ ومقاصدھا عارفا بما یختل بہ معانیھا خبیرا بمقدار التفاوت
بین ما یودیہ وبین اصل المدلول لم تجز لہ الروایۃ بالمعنی بل یجب علیہ
ان یودی تلک الالفاظ الخاصۃ وھذا مما لا خلاف فیہ - ترجمہ
اگر راوی مدلولات الفاظ ومقاصد الوکے سے عالم نہ ہو اور جس سے

تھارا ویون نے الفاظ بدل کے نقل بالمعنی کی اور یہ اظہر من الشمس ہے کہ بعض
اوقات ناقل ہرچند اپنی دانست مین پورے معنی کو ادا کرنا چاہتا ہے مگر پھر
بھی تغیر الفاظ سے اصل مفہوم مین کچھہ نہ کچھہ فرق ہو ہی جاتا ہے بلکہ بعض
دفعہ تو نقل در نقل ہونے سے خبر کا قالب ہی بدل جاتا ہے الی ان قال
بلکہ اونکی صحت محض ظنی ہے ۔

مین کہتا ہون یہ قول بھی آپ کا دلالت کرتا ہے کہ آپ کو علم اصول سے
کچھہ خبر نہین ہے محققین علم اصول نے اس امر کی تصریح کردی ہے کہ جو راوی اصل
مفہوم و مقصد کو ادا نکر سکے اوسکو روایت بالمعنی جائز نہین ہے ۔ حافظ ابن
صلاح مقدمہ مین فرماتے ہین الخامس اذا اراد روایۃ ما سمعہ علی معناہ
دون لفظہ فان لم یکن عالما عارفا بالالفاظ ومقاصدھا خبیرا بما یحتمل
معانیھا بصیرا بمقادیر التفاوت بینھا فلا خلاف انہ لا یجوز لہ ذلک
وعلیہ ان لا یروی ما سمعہ الا علی اللفظ الذی سمعہ من غیر تغییر فاما اذا
کان عالما عارفا بذلک فھذا مما اختلف فیہ السلف واصحاب الحدیث
وارباب الفقہ والاصول فجوزہ اکثرھم ولم یجوزہ بعض المحدثین وطائفۃ
من الفقھاء والاصولیین من الشافعیین وغیرھم ومنعہ بعضھم فی حدیث
رسول اللہ صلعم واجازہ فی غیرہ والاصح جواز ذلک فی الجمیع اذا کان عالما
بما وصفناہ **ترجمہ** (پانچوین تفریع) جب کوئی راوی اوس حدیث کا جسکو اوسنے
سنا ہے بالمعنی روایت کرنیکا ارادہ کرے بدون اوسکے لفظ کے پس اگر وہ راوی
واقف کار الفاظ اور مقاصد کا نہو اور نہ خبردار اوسکے ساتھہ جس سے معنی
بگڑ جاتے ہون اور نہ دانشمند ہو مقدار فرق سے پس اسمین خلاف نہین
کہ ایسے آدمی کو روایت بالمعنی جائز نہین ہے اوسکو یہ چاہئے کہ جو اوسنے

راسخ الایمان تو یہ بات ہرگز نہین کہہ سکتا ۔

قول مؤلف مین دونون کی ایک ایک مثال پیش کرتا ہون تفاسیر مین ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سورہ نجم کی وحی نازل ہوئی جب آپ اس آیت پر پہونچے افرءیتم اللت والعزیٰ ومنوۃ الثالثۃ الاخریٰ شیطان نے آپکی زبان مبارک سے یہ جملہ نکلوا دیا تلک الغرانیق العلیٰ وان شفاعتھن لترتجی یعنی یہ بت عالی ومعزز ہین انکی شفاعت کی امید کیجا سکتی ہے آپکی زبان سے یہ کلمات نکل گئے اور آپ کو خبر نہ ہوئی اور بعد کی آیتین تلاوت فرمائین تو قریش اوسوقت موجود تھے بہت خوش ہوئے کہ ان بتون کے اختیار مین مارنا جلانا رزق دینا تو نہین ہے مگر انکی شفاعت کی امید ہے پھر جھگڑا کیا رہا ۔ پھر دوسرے وقت یا دوسرے روز حضرت جبرئیلؑ آئے اور کہا کہ مین نے تو آپ کو یہ کلمات نہین سکھائے تھے یہ شیطان کا القا تھا آپ کو نہایت حزن وملال پیدا ہوا اور لوگون پر ظاہر فرمایا کہ وہ القائے شیطانی تھا جب قریش نے سُنا تو طعن کرنے لگے کہ دیکھیے اقرار کرکے مکر گئے اسپر اللہ تعالی نے سورہ حج کی یہ آیت نازل فرمائی وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی الخ اس واقعے کو طبرانی نے معجم کبیر مین اور ابن جریر نے اپنی تفسیر مین اور بعض اہل مغازی نے بھی باسانید ضعیف ومنقطعہ وواہیہ روایت کیا ہے وہین سے اور مفسرون نے اڑایا ہے یہانتک کہ جلالین مین بھی موجود ہے الی ان قال المختصر یہ واقعہ اصول حدیث کے موافق جس درجہ کا ہو مگر درایتہً محض بے سروپا ہے امام رازی رح وغیرہ نے اسکی کماحقہ تکذیب کی ہے اور اسلام کو مخالفین کے سخت حملون سے بچایا ہے ۔

پیٹ تا کہتا ت ۔ آپ نے تو یہ فرمایا تھا کہ مین ایسی حدیث کی مثال پیش

معنی بدل جاتے ہین اوسکا جاننے والا نہ ہو اور جسکو وہ ادا کر رہا ہے اور اصل
مدلول کے فرق کی واقفیت نہ رکھتا ہو تو ایسے راوی کو روایت بالمعنی کی جائز
نہین ہے اوس پر یہ واجب ہے کہ اونھین خاص الفاظ کو بعینہ روایت کرے
اسمین کچھہ اختلاف نہین ہے - اس عبارت مولوی عبدالحی صاحب رح سے
معلوم ہوا کہ جو راوی اصل مدلول مفہوم مین تمیز نہ کرے یا یون کہو کہ روایت
کا قالب بدل ڈالے اوسکو روایت بالمعنی جائز نہین ہے اوسکو چاہیے کہ
اونھین الفاظ مسموعہ کو روایت کرے - اگر روایت بالمعنی کے جواز سے احتمال
احادیث مین نکالکر آپ احادیث رسول اللہ صلعم کو متروک مہجور کیا چاہتے
ہین تو قرآن پر بھی آپ ہاتھہ صاف کیجیے کیونکہ قرآن بھی تو سات حرفون پر
نازل ہوا ہے جس معنی قرآن کو سات حرفون مین سے کسی پر ادا کرو کافی شافی
ہے تو بقول آپکے یہ احتمال قرآن مین بھی قایم ہو جائے گا پس قرآن و حدیث
دونون کو آپ نے مہجور کیا قصہ تمام ہوا آسے مسلمانون ذرا غور کرو
یہ ہمارے حضرت شوق صاحب کی خوبی فہم ہے اگر آپ فہم کو
کام مین لاتے اور احادیث کی طرف توجہ فرماتے تو آپکو معلوم ہو جاتا کہ کسی
خبر صحیح کا قالب نہین بدلا -

قول مؤلف بعض حدیثین تو صاف ایسی ہین جنپر اپنے اصول کے موافق
محدثین نے اونکے صحیح یا حسن ہونے کا حکم لگایا ہے مگر حقیقت الامر مین
یا تو سرے سے محض غلط ہین یا بالکل تو غلط نہین مگر ایک آدہ بات ضرور
غلط ہے -

مین کہتا ہون جس حدیث پر محدثین نے صحت یا حسن لذاتہ کا حکم
لگایا ہے وہ غلط نہین ہو سکتی ہان بدگمان آدمی جو نہ کبھی تھوڑا پڑھے مسلمانون

کیا تو اسکے بطلان کو ظاہر کردیا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے آیات کو مضبوط کردیا
اسپر یہ اعتراض کیا گیا ہے (جیسا کہ نیموی صاحب نے کیا ہے) کہ شیطان کو حضرت
صلعم پر خواب مین ولایت نہین ہے جواب اسکا یون دیا گیا ہے کہ اس سے شیطان کی
آپ پر ولایت لازم نہین آتی غایتہ الامر یہ ہے کہ شیطان نے جب یہ دیکھا کہ
آپکو اونگھ آگئی ہے تو آپکی آواز سے اپنی آواز ملاکر حضرت کی قرأت کی حکایت
کردی پھر اللہ تعالیٰ نے رسول کی زبان پر شیطان کی بات کے بطلان کو
بیان کردیا تاکہ اس سے کوئی دھوکا نہ کھائے پھر مین نے دیکھا اوسکے
جواب کو جس سے میری بات کی تائید نکلتی ہے وہ یہ ہے کہ حضرت صلعم ترتیل
سے قرأت کرتے تھے شیطان آپ کے سکتہ کرنے کے تاک مین رہا اور ان
کلمات کو حضرت صلعم کی آواز مین ملاکر کہدیا اسطور سے کہ جو آپ کے قریب
تھا اوس نے سن لیا اور گمان کیا کہ یہ حضرت صلعم کا قول ہے پس اوس نے یہ بات
مشہور کردی اور اس جواب کو بہت محققین نے پسند کیا ہے جیسے عیاض اور
ابن عربی وغیرہ عبارت مولوی عبدالحی صاحب سے معلوم ہوا کہ شیطان نے
آپکی آواز کے ساتھ اپنی آواز کو ملاکر حضرت صلعم کے حالت اونگھ مین ان
کلمات کو کہہ دیا تھا پھر اللہ تعالیٰ نے شیطان کی بات کا بطلان ظاہر کردیا۔
اس سے نہ ولایت شیطان کی لازم آتی ہے نہ اور کوئی بات اور موئد اسکے آیت
سورہ حج کی ہے جسکا ایک ٹکڑا حضرت شوق صاحب نے نقل کیا ہے پوری آیت
یون ہے وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی الا اذا تمنی القی
الشیطان فی امنیتہ فینسخ اللہ ما یلقی الشیطان ثم یحکم اللہ آیاتہ
واللہ علیم حکیم لیجعل ما یلقی الشیطان فتنۃ للذین فی قلوبھم
مرض والقاسیۃ قلوبھم وان الظالمین لفی شقاق بعید ۔ سورہ حج رکوع ۷

کرتا ہون جس پر محدثین نے صحت یا حسن کا اپنے اصول کے موافق حکم لگایا
ہے اور دراصل وہ غلط ہے اور پھر مثال ایسی آپ نے پیش کی جسکی کوئی
سند صحیح متصل نہین بلکہ اسانید ضعیفہ منقطعہ واہیہ سے روایت کی گئی ہے
اور اسکا آپ نے بھی اقرار کیا ہے اب آپ ہی انصاف سے فرمائے کہ یہہ
مثال آپکی غلط ہے یا نہین - اگر اس حدیث کو صحیح بھی قرار دیا جاوے
جیساکہ بعض محدثین مثل حافظ ابن حجر وغیرہ نے اس کو مرسل صحیح کہا ہے اور اس
روایت کے ثبوت مین آپکے مجدد العصر مولوی عبدالحی صاحب رح نے اپنے رسالہ
ظفر الامانی مین بڑا زور مارا ہے تو بھی اصول درایت کے یہ روایت منافی نہین
ہے چنانچہ اس بات کو آپکے مجدد العصر نے بڑے زور شور سے لکھا ہے رسالہ
ظفر الامانی صہ ۲۶۵ مین ہے واخرج الطبرانی عن قتادۃ انہ اصابتہ سنۃ فجری
لسانہ ولم یشعر فلما علم اظہر بطلانہ واحکم ربہ ایاتہ واعترض بانہ
لا ولایۃ للشیطان علیہ فی النوم ویجاب بان ھذا لاینبت للشیطان
ولایتہ علیہ وانما غایۃ الامر ان الشیطان لما راہ اصابتہ تلک السنۃ
حاکی قراۃ بصوت یشبہ صوتہ ثم بین اللہ للناس علی لسان رسولہ
بطلان ما وقع من الشیطان حتی لا یغتر بہ احد ثم رایت من اجاب
لما یوید ما ذکرتہ وھو انہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کان یرتل قراتہ
فارتصد الشیطان سکتتہ ونطق بتلک الکلمات محاکیا نغمۃ النبی صلی اللہ
علیہ والہ وسلم بحیث یسمعہ من دنی الیہ منہم فظنہا من قولہ واشاعہا
واستحسن ھذا الجواب غیر واحد من المحققین کعیاض وابن العربی -
ترجمہ طبرانی نے قتادہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت صلعم اونگھ گئے تھے
پس آپکی زبان جاری ہو گئی اور آپ نے معلوم نہین کیا جب آپ نے معلوم

خیال تھا آپ نے فرمایا کہ نہ تو مین بھولا ہون اور نہ نماز قصر ہوئی ہے آخر ذوالیدین
کے اصرار پر آنحضرت صلعم نے صحابہ کی طرف توجہ فرمائی اصحاب رضہ نے ذوالیدین
کی تائید کی آپ نے اُٹھکر بقیہ رکعت ادا کر لی آپ ملاحظہ فرمایئے کہ اس واقعہ
مین راویون سے کیا کیا وہم ہوئے ہین بعض حدیثون مین ہے کہ وہ ظہر کا وقت
تھا اور بعض مین ہے کہ عصر کا وقت تھا کسی مین ہے کہ دو رکعتین پڑھکر آپ نے
سلام پھیر دیا اور کسی مین تین کا ذکر ہے اب دیکھیے کہ اگر ظہر صحیح ہے تو عصر غلط
اور اگر عصر صحیح ہے تو ظہر غلط اسیطرح اگر دو رکعتین صحیح ہین تو تین غلط اور اگر
تین صحیح ہین تو دو غلط ہم انکو مختلف واقعات پر محمول کرکے تطبیق دیدیتے مگر
آپ کا تین چار وقت بھولنا اور ہر دفعہ ذوالیدین ہی کا ایک طرح ٹوکنا اور
آپ کا ہر دفعہ یکسان جواب دینا عقل سلیم کبھی پسند نہین کرتی بات یہ ہے کہ
آپکا بھولنا اور ذوالیدین کا ٹوکنا بہت صحیح ہے مگر بعض رواۃ کو تعین وقت و تعداد
رکعت مین وہم ہوگیا ہی تعدد واقعات سے کچھ علاقہ نہین ۔

مین کہتا ہون پہلے تو ناظرین حضرت نیموی صاحب کے حدیث
دانی کو سنین کہ آپ نے دو حدیثون کے مضمون کو ایک کردیا ۔ حدیث
ابوہریرہ مین ہے کہ حضرت صلعم نے دو رکعت پڑھکر سلام پھیر دیا اور حضرت
عمران بن حصین مین ہے کہ حضرت صلعم نے تین رکعت پڑھکر سلام پھیرا ظاہر
ہے کہ یہ دو واقعہ ہین جنکو دو صحابہ نے بغیر شک کے بیان کیا ہے کیونکہ حدیث
ابوہریرہ مین ہے کہ حضرت صلعم نے دو رکعت پڑھکر مسجد مین قبلہ کی طرف ایک
لکڑی کھجور پر ٹیک لگائی اور حدیث عمران بن حصین مین ہے کہ حضرت صلعم تین
رکعت پڑھکر گھر مین تشریف لے گئے ظاہر ہے کہ دونون واقعہ جدے جدے
ہین اگر ایک ہی شخص نے دونون دفعہ حضرت صلعم کو ٹوکا تو اسمین کیا

پارہ ۱۷ ترجمہ اور نہین بھیجا ہم نے پہلے تجھ سے رسول اور نہ نبی مگر جب وقت
قرأت کرتا تھا ڈال دیتا تھا شیطان قرأت اونکی مین پس موقوف کردیتا ہے
اللہ جو ڈالتا ہے شیطان پھر محکم کرتا ہے اللہ آیتون اپنی کو اور اللہ جاننے
والا حکمت والا ہے تاکہ کردیوے اوسکو کہ ڈالتا ہے شیطان امتحان واسطے
اون لوگون کے جنکے دلون مین مرض ہے اور جو سخت ہین دل اونکے اور
بیشک ظالم البتہ خلاف دور مین ہین - یہ آیت قرآنی صاف پکار کر کہہ رہی
ہے کہ پہلے رسولون اور نبیون کی قرأت مین بھی شیطان ملا دیتا تھا مگر اللہ تعالیٰ
شیطان کی بات کو مٹا دیتا تھا اور اپنی آیات محکم کردیتا تھا یہ شیطان کا
ملانا فقط آزمایش کے لئے تھا منافق لوگ فتنہ مین پڑ جاتے تھے ایمان والے
ثابت قدم رہتے تھے - اے حضرت شوق صاحب اب جو کچھ آپ اوس حدیث کی
نسبت فرماتے تھے اس آیت کی نسبت فرمایئے کیونکہ نیچریون کے درایت کے یہ
آیت بھی خلاف ہے کہ جبرئیل کو دیکھکر شیطان کیسے خلط کردیتا تھا - رہا یہ آپ کا
شبہہ کہ حضرت صلعم کے قول کا اعتماد کیونکر ہوتا محض لاشی ہے کیونکہ شیطان کی
ملائی ہوئی بات کو جب اللہ کھول دیتا اور باطل کردیتا تو پھر شبہہ کیسا
الحمد للہ کہ آپکی کل شبہات کا جو اس حدیث کی نسبت تھی جواب ہوگیا -

قول مؤلف اسی طرح حدیثون سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و
سلم ایک دفعہ دن کو نماز فرض ادا کر رہے تھے آپ کو سہو ہوگیا بھولے سے
بعض رکعتین چھوڑ دین اور سلام پھیر دیا اور مسجد کے کسی گوشہ مین بوضع
خاص استراحت فرمائی حاضرین جماعت کو ٹوکنے کی جرأت نہ ہوئی اونمین ایک
شخص تھے جنکا لقب ذوالیدین تھا وہ جرأت کرکے بولے کہ یا رسول اللہ آیا
آپ کو سہو ہوگیا ہے یا نماز ہی قصر ہوگئی آپکو چار دن رکعتین ادا کرنے کا

سلام پھیر دیا پھر اپنے مکان مین آپ داخل ہوئے ایک آدمی جسکو خرباق کہا جاتا تھا آپ کی طرف کھڑا ہوا اور آپکے فعل سہو کو آپ سے ذکر کیا حضرتؐ غصہ کی حالت مین چادر کھینچتے ہوئے باہر تشریف لائے اور عمران بن حصین کی ایک روایت مین ہے کہ عصر کی تین رکعتین پڑھکر حضرتؐ نے سلام پھیرا پھر کھڑے ہوئے اور مکان کو تشریف لے گئے ایک آدمی جسکے ہاتھون مین طول تھا آپکی طرف کھڑا ہوا اور کہا کیا نماز کم ہو گئی ہے حدیث عمران کی یہ واقعہ تیسرا دوسرے دن کا ہی اور اللہ زیادہ جانتا ہے امام نووی کی عبارت سے معلوم ہوا کہ محققین کے نزدیک یہ تین واقعے ہین ایک دفعہ آپ کو نماز ظہر مین سہو ہوا اور دو رکعت پڑھکر سلام پھیر دیا پھر دوسری دفعہ نماز عصر مین دو رکعت پڑھکر سلام پھیر دیا ان دونون واقعون کو ابوہریرہ رضؓ نے نقل کیا ہے اور تیسرا واقعہ یہ ہے کہ ایک دفعہ نماز عصر مین آپنے تین رکعت پڑھکر سلام پھیر دیا اور مکان مین تشریف لے گئے اس واقعہ کو عمران بن حصین نے نقل کیا ہے ۔ جن لوگون نے تین واقعے کو بعید سمجھا ہے جیسے حضرت شوق وہ یہ کہتے ہین کہ تین دفعہ ایک ہی آدمی نے ٹوکا یہ بہت بعید ہے حالانکہ اسمین کوئی بعد نہین ہے کیونکہ ممکن ہے کہ اور آدمیون کو رعب و داب حضرت سے یہ جرأت نہ ہوئی ذوالیدین کو جرأت ہوئی ۔ اگر بالفرض مان لین کہ ایک ہی واقعہ ہے تو بھی اسمین کوئی خرابی نہین ہے اسوجہ سے کہ ہمارے مخاطب نے تسلیم کیا ہے کہ حضرتؐ کا بھولنا بہت صحیح ہے تو جبکہ خیر البشر خاتم النبیین کا بھولنا نیموی صاحب نے تسلیم کر لیا تو پھر اگر کسی دوسرے راوی صحابی یا تابعی سے کچھ بھول چوک ہو گئی تو کونسی خرابی واقع ہوئی ۔

قول مؤلف اور قرآن پاک کی ہر آیت قطعی الصحۃ ہے یقیناً معلوم ہے کہ آنحضرت صلعم کی زبان مبارک سے یہی الفاظ صادر ہوئے ہین نقل

خرابی ہے نیز عمران بن حصین کی روایت مین ہے کہ یہ واقعہ عصر کا تھا اور
حدیث ابوہریرہ مین جو واقعہ ہے اوسمین محمد بن سیرین تابعی کو شک ہے کہ ابوہریرہ
نے جو بیان کیا یہ واقعہ ظہر کا تھا یا عصر کا تھا مگر اور لوگون نے جو اسکو روایت کیا ہے
تو اونکی روایت مین ظہر کا لفظ بغیر شک کے ہے تو اب یہ دو واقعے ٹھہرے کسی
لفظ مین غلطی نہین ہے اگر فرض کرو کہ حدیث ابوہریرہ مین شک بھی مانا جاوے
تو بھی یہ غلطی نہین بلکہ شک ہے راوی کو اچھی طرح سے یاد نہین ہے کہ یہ واقعہ
ظہر کا تھا یا عصر کا بہرصورت کوئی لفظ غلط نہین ہے ہان بدگمانون کی بدگمانی کا
کوئی علاج نہین جو بدگمانی کرین وہ تھوڑی ہے خصوصاً نیچری خیال والے۔
حاصل کلام وخلاصہ مرام یہ ہے کہ یہ واقعہ یا تو دو ہین یا تین امام نووی شرح
مسلم مین فرماتے ہین قولہ صلی لنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
صلوٰۃ العصر فسلم فی رکعتین فقام ذو الیدین وفی روایۃ صلوٰۃ الظہر
قال المحققون ہما قضیتان وفی حدیث عمران بن الحصین سلم رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی ثلاث رکعات من العصر ثم دخل منزلہ
فقام الیہ رجل یقال لہ الخرباق فقال یا رسول اللہ فذکر لہ صنیعہ
وخرج غضبان یجر رداءہ وفی روایۃ لہ سلم فی ثلاث رکعات من
العصر ثم قام فدخل الحجرۃ فقام رجل بسیط الیدین فقال اقصرت الصلوٰۃ
وحدیث عمران ہذہ قضیۃ ثالثۃ فی یوم آخر واللہ اعلم ص۲۱۳ ترجمہ
ابوہریرہ کا قول کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عصر کی دو رکعتین پڑھائین
ذوالیدین کھڑے ہوئے اور ایک روایت مین نماز ظہر کی محققین نے کہا ہے
کہ یہ دو واقعے ہین (یعنی ایک واقعہ عصر کی نماز کا ایک ظہر کی نماز کا) اور حدیث عمران
بن حصین مین ہے کہ رسول اللہ صلعم نے عصر کی نماز مین تین رکعت پڑھکر

علی الکتاب درست ہے مگر جو حدیثین احاد کی قبیل سے ہین اون سے نہ تو نسخ قرآن مجید درست ہے اور نہ تخصیص عموم آیات فرقان حمید جائز ہے تخصیص بھی ایک قسم کا نسخ ہے الی قولہ قطعی الثبوت کی تخصیص نہین کی۔

مین کہتا ہون یہ آپ کا امام ابو حنیفہ رح پر محض بہتان ہے امام ابو حنیفہ رح نے کہین نہین فرمایا کہ خبر احاد سے تخصیص قرآن کی جائز نہین اگر آپ سچے ہین تو کسی سند موصول سے امام صاحب سے یہ قاعدہ نقل فرمائیے یا کسی معتبر کتاب اصول کا حوالہ دیجئے جسمین امام صاحب کا یہ مذہب لکھا ہو اب ہم بڑے دعوی سے کہتے ہین کہ امام ابو حنیفہ کے نزدیک تخصیص قرآن کی خبر واحد سے جائز ہے۔ امام ابن حاجب نے مختصر الاصول اور محقق عضد نے اوسکی شرح مین فرمایا ہے ان تخصیص عام القرآن بالمتواتر جائز اتفاقا واما بالخبر الواحد فقال بجوازہ الائمۃ الاربعۃ۔ **ترجمہ** تخصیص عام قرآن کی حدیث متواتر سے اتفاقا جائز ہے اور خبر واحد سے ائمہ اربعہ (امام ابو حنیفہ و مالک و شافعی و احمد) کے نزدیک جائز ہے عبارت امام ابن حاجب سے معلوم ہوا کہ امام ابو حنیفہ کے نزدیک تخصیص عام قرآن کی خبر واحد سے جائز ہے فخر الدین رازی نے اپنی کتاب محصول مین فرمایا ہے یجوز تخصیص الکتاب بخبر الواحد عندنا وھو قول الشافعی وابی حنیفۃ ومالک وقال قوم لا یجوز اصلا۔ **ترجمہ** تخصیص کتاب کی خبر واحد سے جائز ہے ہمارے نزدیک اور وہی قول امام شافعی اور ابو حنیفہ اور امام مالک کا ہے ایک قوم نے کہا ہے کہ تخصیص قرآن کی سرے سے جائز ہی نہین ہے امام رازی کی عبارت سے معلوم ہوا کہ امام ابو حنیفہ کے نزدیک تخصیص قرآن کی خبر واحد سے جائز ہے اور دنکو جانے دیجئے دیکھئے آپکے مجدد العصر و محدث لکھنوی مولوی عبد الحی صاحب مرحوم نے بھی حاشیہ امام الکلام صفحہ

بالمعنی کا احتمال الی قولہ الا ماشاء اللہ۔

مین کہتا ہون حدیث پر تو آپ نے یون ہاتھ صاف کیا کہ اسمین نقل بالمعنی کا احتمال ہے قرآن مین بھی تو یہ احتمال موجود ہے کیا آپ کو معلوم نہین کہ قرآن سات طرح پر اوترا ہے معنی ایک اور لفظ مرادف ہین پھر قرآن کی ایک ہی قرأت مین کیا کچھہ اختلاف نہین ہے۔ عاصم وکسائی ویعقوب نے مَالِکِ یوم الدین پڑھا ہے اور باقیون نے مَلِکِ پڑھا ہے دیکھو بیضاوی مطبوعہ نولکشور ص۵ نافع وابن کثیر وابو عمرو نے وَمَا یُخَادِعُونَ باب مفاعلت سے پڑھا ہے باقیون نے وَمَا یَخْدَعُونَ بیضاوی ص۱۲ نافع وغیرہ نے فازلہما الشیطان پڑھا ہے اور حمزہ نے فازالہما بزیادۃ الالف بیضاوی ص۴۹ ایسے ہی یعملون تعملون یقبل تقبل وغیرہ کا اور بہت سے اختلاف ہین اور یہ احتمالات صرف ایک قرأت یعنی مصحف عثمانی رض مین ہین دیکھو تفسیر اتقان وفتح الباری آپ کہنے والا کہہ سکتا ہے کہ حضرت کی زبان مبارک سے یا تو یعلمون نکلا ہوگا یا تعلمون۔ ازلہما یا ازالہما جو جواب اسکا آپ یا آپکے حواری عطا کرینگے وہی ہم حدیث کے الفاظ کا پیش کرینگے۔ جو احادیث صحیحہ ہین اونکا اور قرآن کا عمل مین ایک درجہ ہے بلکہ قرآن مجمل ہے اور حدیث مفصل اسکی تفصیل انشاء اللہ آیندہ کیجائیگی فانتظر۔

قول مؤلف امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن وحدیث کے باب مین جو دو ایک اصول مقرر کئے ہین وہ حقیقت مین آب زر سے لکھنے کے قابل ہین اونکا ایک اصول یہ ہے کہ جو احاد قرآن کے کچھہ خلاف نہین وہ علی الراس والعین قبول کرنے کے لائق ہین اور جو حدیثین حد تواتر کو پہونچگئی ہین ان سے نسخ قرآن جائز ہے کیونکہ دونون کا پایہ تواتر مین برابر ہے دونون مین صرف وحی متلو اور وحی غیر متلو کا فرق ہے اسی طرح حدیث مشہور سے زیادت

علی کتاب اللہ یعنی یہ باب ہے اس بارے کا کہ حدیث قران پر حاکم ہے اخبرنا اسد
بن موسی ثنا معاویۃ ثنا الحسن بن جابر عن المقدام بن معدی کرب الکندی
ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حرم اشیاء یوم خیبر الحمار وغیرہ ثم
قال لیوشک الرجل متکئا علی اریکتہ یحدث بحدیثی فیقول بیننا وبینکم
کتاب اللہ وما وجدنا فیہ من حلال استحللناہ وما وجدنا فیہ من
حرام حرمناہ الا وان ماحرم رسول اللہ فھو مثل ما حرم اللہ۔
ترجمہ مقدام بن معدیکرب کندی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے
خیبر کے دن بہت سی چیزیں جیسے گدہے وغیرہ کو حرام کیا پھر فرمایا قریب ہے کہ
کوئی آدمی چپرکھٹ پر اپنے ٹیک لگائے میری حدیث بیان کرے گا پھر
کہے گا ہمارے تمہارے درمیان قرآن ہے جس چیز کو اسمین ہمنے حلال پایا اسکو
حلال جانینگے جسکو حرام پایا اوسکو حرام جانینگے یاد رکھو جسکو رسول اللہ
نے حرام کیا وہ بھی مثل اللہ کے حرام ٹھہرائے ہوئے کے ہے۔ اِس حدیث
سے معلوم ہوا کہ وجوب اتباع مین قرآن وحدیث کا ایک ہی درجہ ہے
اوسی صفحہ پر ہے اخبرنا محمد بن عیینۃ عن ابی اسحاق الفزاری عن الاوزاعی
عن یحیی بن ابی کثیر قال السنۃ قاضیۃ علی القرآن ولیس القرآن بقاض
علی السنۃ ۔ ترجمہ یحیی بن ابی کثیر (جو ایک امام ہین) اونسے روایت ہے
کہ حدیث حاکم ہے قرآن پر اور قرآن نہین حاکم ہے حدیث پر۔ یحیی بن ابی
کثیر (تابعی) کے قول سے معلوم ہوا کہ حدیث حاکم ہے قرآن پر اسیکو دارمی نے
بھی اختیار کرکے اسکا باب معین کیا ہے نیز سنن دارمی کے صفحہ ۷۷ میں ہے
عن حسان قال کان جبریل ینزل علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم
بالسنۃ کما ینزل علیہ بالقرآن ۔ ترجمہ ۔ حسان سے روایت

مین امام ابو حنیفہ کا یون مذہب نقل کیا ہے ذکر ابن الحاجب فی مختصر الاصول والعضد فی شرحہ ان تخصیص عام القران بالمتواتر جائز اتفاقا واما بالخبر الواحد فقال بجوازہ الائمۃ الاربعۃ۔ ترجمہ ابن حاجب نے مختصر الاصول مین اور عضد نے اوسکی شرح مین ذکر کیا ہے کہ تخصیص عام قرآن کی حدیث متواتر سے اتفاقاً جائز ہے اور خبر واحد سے آئمہ اربعہ کے نزدیک جائز ہے الحمد للہ کہ آپکے مجدد العصر محدث لکھنوی کی عبارت نقل کردہ سے ثابت ہوگیا کہ امام ابو حنیفہ کے نزدیک تخصیص قرآن کی خبر واحد سے جائز ہے اب آپ ہی اپنے مونہہ سے فرمائے کہ آپ نے امام ابو حنیفہ پر بہتان لگایا ہے یا نہین۔ حضرات ناظرین دیکھئے جس شخص کو اپنے امام پر جھوٹھ بولنے مین کچھہ باک نہ ہو وہ دوسرون پر کیا کچھہ بہتان نہ لگائیگا۔

قول مؤلف بعض لوگ کہہ اوٹھتے ہین کہ یہ مسئلہ تو حدیث سے ثابت ہے تو کیا آنحضرت نے قرآن کے خلاف کیا ہے الی قولہ آمین بالسر نہایت ہی قوی دلیلون سے ثابت ہے۔

مین کہتا ہون بعض لوگون کا یہ قول نہین ہے بلکہ ائمہ سلف کا یہی قول ہے کہ حدیث وجوب اتباع مین قرآن مجید سے سبقت رکھتی ہے نہ اس وجہ سے کہ رتبہ حضرت صلعم کا اللہ کے رتبہ سے بڑا ہے اور نہ اسلیے کہ پایہ ثبوت حدیث کا قرآن سے اعلیٰ ہے بلکہ اسوجہ سے کہ قرآن مین ابہام و اجمال ہے اور حدیث اوسکی مفسر و مبین۔ اسی باعث سے ائمہ سلف نے کہا ہے السنۃ قاضیۃ علی کتاب اللہ یعنی سنت حاکم کرنے والی ہے قرآن پر اور آئمہ سلف نے یہ بھی فرمایا ہے کہ اجمال قرآن سے جو سنت صحیحہ کو رد کرے وہ مبتدع خارج اہل سنت جماعت سے ہے۔ سنن دارمی مطبوعہ مطبع نظامی صفحہ ۷۶ مین ہے باب السنۃ قاضیۃ

امام نے اوسکو سخت ڈانٹا اور کہا اگر حدیث نہ ہوتی تو کوئی ہمارا قرآن کو نہ سمجھتا
پھر اوس آدمی سے کہا تو بندر کے گوشت مین کیا کہتا ہے اوسکی دلیل قرآن مین
کہان ہے پس وہ آدمی لاجواب ہوگیا امام ابو حنیفہ رح کے قول سے ثابت ہوا
کہ قرآن کا سمجھنا حدیث پر موقوف ہے اگر حدیث نہو تو قرآن سمجھا نجاوے اور امام شعرانی
اپنی کتاب منہج مین فرماتے ہین قد اجتمعت الامة علی ان السنة قاضية
علی الکتاب ولیس الکتاب یقاض علی السنة ترجمہ۔ اُمت کا اجماع اسپر
ہے کہ حدیث حاکم قرآن پر ہے اور قرآن حاکم حدیث پر نہین ہے ۔ امام
شعرانی کی عبارت سے معلوم ہوا کہ اجماع امت کا اسپر ہے کہ سُنت حاکم
قرآن پر ہے ۔ حافظ ابن قیم جنکی کتاب زاد المعاد و اعلام الموقعین سے
آپنے استخراج کیا ہے اعلام الموقعین مین امام احمد سے نقل کرتے ہین ۔ ذکر احمد رح
الاحتجاج علی ابطال قول من عارض السنن بظاهر القران در دها بذلك
وهذا فعل الذين يستمسكون بالمتشابه فی رد المحكم الی ان نقل منها
ردهم السنة فی مسئلة الفاتحة والجهر بامين ۔ ترجمہ امام
احمد نے حجت پکڑنے کو ذکر کیا ہے اون لوگون کے قول کے باطل ٹھہرانے
مین جو ظاہر قرآن سے احادیث کا مقابلہ کرتے ہین اور اونکو رد کرتے ہین یہہ
فعل اون لوگون کا ہے جو متشابہ سے رد محکم مین چنگل مارتے ہین یہان تک ابن
قیم نے نقل کیا بعض مثالون سے یہ ہے کہ انہون نے احادیث مسئلہ قرأة
فاتحہ اور جہر آمین کو ظاہر قرآن سے رد کردیا ہے ۔ ان تمام اقوال سے
معلوم ہوا کہ سلف صالحین وائمہ محدثین کا یہی قرارداد تھا کہ سُنت حاکم ہے
قرآن پر احادیث کے مقابلہ مین جو شخص مجمل قرآن کو پیش کرے وہ مخالف
سلف ہے اور سلف مین امام ابو حنیفہ بھی ہین المختصر سب سے دلیل قوی حدیث

ہے کہا نبی صلعم پر جبریل سنت لیکر اسیطرح نازل ہوتے تھے جیسے قرآن لیکر
نازل ہوتے تھے۔ اِس اثر سے علوم ہوا کہ سنت بھی مثل قرآن کے سب نزول کی طرح
دارمی مین ہے عن سعید بن جبیر انه حدث یوما بحدیث عن النبی صلی
الله علیه وسلم فقال رجل فی کتاب الله ما یخالف هذا قال
لا ارانی احدثک عن رسول الله صلی الله علیه وسلم و تعرض فیه
بکتاب الله کان رسول الله صلی الله علیه وسلم اعلم بکتاب الله منک
ترجمہ سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ انھون نے ایک دن حدیث
نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کی ایک آدمی نے کہا کہ قرآن میں تو اس کے
خلاف ہے (یعنی یہ مخالف قرآن کے ہے) جیسے آج کل نئے لوگ کہتے ہیں۔
سعید بن جبیر نے کہا کہ مین تو تجھکو حدیث رسول اللہ صلعم کی سناتا ہون تو
اوسکے مقابلہ مین قرآن کو پیش کرتا ہے رسول اللہ صلی علیہ وسلم تجھ سے قرآن زیادہ
جاننے والے تھے۔ دیکھو سعید بن جبیر جو جلیل القدر تابعی اور امام اپنے زمانہ کے
تھے اونھون نے وہی بات کہی جو آجکل کے لوگ کہتے ہین کہ حضرت صلعم قرآن
زیادہ سمجھتے تھے کیا انھون نے قرآن کے خلاف فرمایا ہے کہئے نیموی صاحب
اب کیا فرمائے گا اور سنئے امام شعرانی نے میزان کبریٰ مین امام ابو حنیفہ
سے نقل کیا ہے انه دخل علیه مرة رجل من اهل الکوفة والحدیث
یقرأ عنده فقال الرجل دعونا عن هذه الاحادیث فزجره
الامام اشد الزجر وقال له لولا السنة ما فهم احد منا القرآن ثم
قال للرجل ما تقول فی لحم القرد واین دلیله من القرآن فافحم الرجل
ترجمہ۔ امام ابو حنیفہ رحمہ پر ایک آدمی اہل کوفہ کا داخل ہوا اور حدیث
آپ پر پڑھی جاتی تھی اوس آدمی نے کہا ہمکو ان احادیث سے معاف رکھو

و مکہ معظمہ کے کتب خانون کو صحیح ابن خزیمہ کے تلاش مین چھان مارا لاکھون اسکا
پتہ نہ پایا۔ بڑے بڑے محدثین سابقین کو دیکھنا اسکا نصیب نہین ہوا حافظ
ابن حجر نے ایک ربع صحیح ابن خزیمہ کا دیکھا ہے ناظرین منصفین خیال فرماوین کہ
جھوٹھے و غلط حوالہ دینے مین نیموی صاحب کیسے مشاق ہین اصل امر یہ ہے کہ
صحیح ابن خزیمہ مین یہ روایت نہین ہے بلکہ حافظ ابن حجر نے فتح الباری مین
اور حافظ ابن کثیر نے تفسیر ابن کثیر مین اس روایت کو بحوالہ ابن مردویہ کے
نقل کیا ہے تفسیر ابن کثیر مطبوعہ مصر جلد اول صفحہ ۵۵ مین ہے و روی ابن
مردویہ عن ابی هریرة ان رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم
قال آمین خاتم رب العالمین علی عباده المومنین وعن انس قال
قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اعطیت آمین فی الصلوة وعند
الدعاء لم یعطه احد قبلی الا ان یکون موسی کان موسی یدعو وهرون
یؤمن فاختموا الدعاء بآمین فان الله یستجیبه لکم ۔ ترجمہ ابن مردویہ
نے ابوہریرہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا آمین مہر ہے
رب العالمین کی طرف سے اوسکے بندے مومنون پر اور انس سے روایت
کیا ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے مین نماز مین اور دعا کے وقت آمین
کو دیا گیا ہون کوئی میرے پہلے نہین دیا گیا مگر یہ کہ موسی ہون موسی دعا
کرتے تھے اور ہارون آمین کہتے تھے پس تم لوگ دعا کو آمین پر ختم کیا کرو
اللہ اوس دعا کو تمہارے لئے قبول کرے گا ۔ حافظ ابن کثیر کی عبارت سے
معلوم ہوا کہ روایت انس کو ابن مردویہ نے روایت کیا ہے نہ ابن خزیمہ
نے فتح الباری مطبوعہ مصر جلد دوم کے صفحہ ۲۱۸ مین ہے ومنهم من
اول قوله اذا امن الامام فقال معناه دعا قال وتسمية الداعي

ہے حدیث کے ہوتے کسی اُمت کی قول وفعل کو نہ دیکھنا چاہیئے آمین بالجہر کے باب مین احادیث کو ملاحظ کرنا چاہیئے۔

قول مؤلف ۔ آمین کے معنی وغیرہ کی تحقیق آمین بالمد بروزن ہامین الخ ۔

مین کہتا ہون جوکچھ نیموی صاحب نے لفظ آمین و اوسکے معنی کی نسبت لکھا ہے اوسمین کلام اسیقدر ہے کہ جو معنی آپ نے نقل کیے ہین جمہور کے نزدیک یہی ہین ہان بعض لوگون نے کہا ہے کہ آمین اسماء الٰہی سے ہے سند کے اعتبار سے یہی بات قوی معلوم ہوتی ہے بالفعل بعض حوالے جو آپ نے کتب غیر مطبوعہ نادرہ کے دیے ہین اوسکی نسبت کچھہ گذارش کیا جاتا ہے۔

قول مؤلف امام ثعلبی نے کہا الخ

مین کہتا ہون نیموی صاحب نے کسی کتاب کا حوالہ نہ دیا کہ ثعلبی نے کس کتاب مین کہا ہے ظاہر آپکی عبارت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جیسے ثعلبی کی تفسیر یا اوسکی کسی کتاب سے آپ نقل کرتے ہین حالانکہ تفسیر ثعلبی کی بہت ہی عزیز الوجود ہے جابجا نیموی صاحب نے یہی چالاکی فرمائی ہے کہ اصل کتاب جس سے آپ عبارت نقل کرتے ہین اوسکا حوالہ نہین دیتے۔

قول مؤلف صحیح ابن خزیمہ مین بروایت انس مرفوعاً مروی ہے اعطانی التامین ولم یعطہ احدا من النبیین قبلی الا ان یکون اللہ قد اعطاہ ھرون یدعو موسیٰ ویؤمن ھرون +

مین کہتا ہون یہان پر بھی مؤلف نے حوالہ نہ دیا کہ یہ عبارت ابن خزیمہ کی آپ نے کسکے واسطے سے نقل کی ہے اصل ناقل اسکا کون ہے کیونکہ صحیح ابن خزیمہ کا نسخہ ہند تو کیا عرب مین بھی نہین ہے خاکسار نے مدینہ منورہ کو کتب خانون

آمین کہنے کی فضیلت مین بھلا کسکو انکار ہے اب جو کچھ آپ صفحہ ۱۲ مین در افشانی فرماتے ہین اوسکا جواب دیا جاتا ہے۔

قول مؤلف - آیۂ قرآن سے اخفاے آمین کا ثبوت۔

مین کہتا ہون پیش کیجئے جواب لیجئے۔

قول مؤلف - مین اوپر ثابت کر چکا کہ آمین دعا ہے اور دعا کے اخفا کا حکم قرآن پاک سے یون ثابت ہوتا ہے کہ سورہ اعراف مین ہے ادعوا ربکم تضرعا وخفیۃ. یعنی تضرع اور اخفا کے ساتھ اپنے رب سے دعا مانگو الی قولہ اس دلیل قوی کے جواب مین بعض حضرات نے تو انصاف کو بالکل بالائے طاق رکھکر یہ کہا ہے کہ مین آمین کا دعا ہونا تسلیم نہین کرتا بخاری شریف مین جو عطا کا قول ہے وہ حجت نہین۔

مین کہتا ہون یہ آیت آپ کے مدعا پر ہرگز دال نہین ہے بلکہ اس سے تو اہل حدیث کا مطلب ثابت ہوتا ہے کیونکہ حضرت ابن عباس رضہ جو مفسر قرآن ہین وہ اپنی تفسیر مین اس آیت کے تفسیر مین یون فرماتے ہین ادعوا ربکم تضرعا علانیۃ وخفیۃ سرا ویقال تضرعا مستکینا وخیفۃ ای خوفا ترجمہ پکارو اپنے رب کو جہر سے اور پوشیدہ اور کہا جاتا ہے کہ تضرعا کے معنی عاجزی کے ہین اور خیفہ کے معنی خوف کے ہین۔ تفسیر عباسی کو احمد علی صاحب محدث حنفی نے قرآن کے حاشیہ پر چڑھایا ہے۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالی کو دونون طرح سے پکارو زور سے بھی اور آہستہ بھی نیز خفیہ کو خیفہ بھی پڑھا گیا ہے یعنی اللہ کو عاجزی اور خوف سے پکارو۔

حسب تفسیر عبد اللہ بن عباس مفسر قرآن اس آیت سے تائید اہل حدیث کی نکلتی ہے نہ مقلدین کی اگر مان بھی لین کہ اس آیت سے دعا کا آہستہ

مؤمنا سائغة لان المؤمن يسمى داعيا كما جاء فی قوله تعالی قد اجيبت
دعوتكما و كان موسى داعيا و هارون مؤمنا كما رواه ابن مردويه من
حديث انس وتعقب بعدم الملازمة فلا يلزم من تسمية المؤمن داعيا
عكسه قاله ابن عبدالبر على ان الحديث فی الاصل لم يصح ولو صح فاطلاق
كون هارون داعيا انما هو للتغليب ترجمہ بعض نے قول سمعرا و امنوا
الامام) کی تاویل کی ہے اور کہا ہے کہ جس طرح دعا کرنے والے کو دعا مانگنے
والے کو آمین کہنے والا کہنا جائز ہے کیونکہ آمین کہنیوالے کو داعی اللہ تعالے
کے قول (بیشک قبول کی گئی دعا تمہاری) مین کہا گیا ہے موسی دعا کرنے والے
تھے اور ہارون آمین کہنے والے جیسا کہ ابن مردویہ نے حدیث انس سے روایت
کیا ہے اس قائل کا تعقب کیا گیا ہے کہ ہم ملازمت کو تسلیم نہین کرتے
آمین کہنے والے کا داعی نام رکھنے سے اوسکا عکس لازم نہین آتا ۔ سکو ابن عبدالبر
نے کہا ہے علاوہ اسکے یہ ہے کہ یہ حدیث اصل مین صحیح نہین ہے اگر صحیح بھی مانی
جاوے تو ہارون پر جو داعی کا اطلاق کیا گیا ہے تو یہ بطور تغلیب ہے ۔
حافظ ابن حجر کی عبارت سے چند امر معلوم ہوئے اول یہ کہ روایت انس
کو ابن مردویہ نے روایت کیا ہے نہ ابن خزیمہ نے دوم یہ کہ یہ روایت
صحیح نہین ہے سوم اگر ابن خزیمہ کی روایت ہوتی تو حافظ ابن حجر نہ فرماتے
کہ اصل مین یہ روایت صحیح نہین ہے ۔ اے حضرات ناظرین آپ یقین کیجیے کہ
نیموی صاحب نے جو کتب قلمیہ کے حوالے دیئے ہین اونکا یہی حال ہے
انشاء اللہ تعالی جا بجا انکے حوالون پر بحث کی جاویگی سکیئے اب یہ رسالہ
حبل المتین لائق اعتبار کے کیسے رہا و باللہ التوفیق ۔ صفحہ دس گیارہ
مین مؤلف حبل نے آمین کہنے کی فضیلت مین چند روایات نقل کی ہین

دیکہو لبیک لبیک اللہم لبیک اسکے معنی بھی دعا کے ہین جتنے حنفی صاحب حج کو تشریف
لے جاتے ہین اسکو پکار کر پڑھتے ہین نیز اھدنا الصراط المستقیم سے آخر تک
گویا نصف سورہ فاتحہ کے معنی دعا کے ہین اسکو بھی نماز جہری مین جتنے حنفی امام
ہوتے ہین سب ہی پکار کر پڑہتے ہین نیز اور بیسیون دعائین ہین جنکو حضرات
حنفیہ جہر سے پڑہتے ہین اور مقتدی آمین آمین پکارتے ہین جس قاعدہ سے آپ ان
دعاؤنکو خاص کرینگے اوسی قاعدہ سے ہم بھی آمین کو خاص کرلین گا اور آمین کی
احادیث کی نسبت جو کچھ آپ نے فرمایا ہے اوسکا جواب احادیث آمین مین دیا جائیگا
اور آمین بالجہر کا دوام حضرت صلعم سے ثابت کیا جائے گا فانتظر

قول مؤلف احادیث صحیحہ سے اخفاء آمین کا ثبوت۔

مین کہتا ہون ظاہر کلام مؤلف سے معلوم ہوتا ہے کہ آمین آہستہ
کہنے مین مؤلف نے بہت سے احادیث صحیحہ لکھی ہین حالانکہ ایک حدیث صحیح بھی ایسی
نہین ہے جس سے آمین کا آہستہ کہنا نکلتا ہو۔

قول مؤلف ایک حدیث صحیح تو یہ ہے کہ صحیح مسلم صفحہ ۱۷۷ مین ابوہریرہ سے
مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم لوگون کو تعلیم کیا کرتے تھے اور کہا
کرتے تھے کہ تم لوگ امام پر سبقت نہ کیا کرو جب امام تکبیر کہے تو تم تکبیر کہو اور
جب ولا الضالین کہے تو تم آمین کہو اور جب رکوع کرے تو تم رکوع کرو
اور جب سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم اللھم ربنا لک الحمد کہو۔ اس حدیث
سے اخفاء آمین امام اس طرح نکلتا ہے کہ آنحضرت نے چند چیزون کے نام
لئے اور ارشاد فرمایا کہ جب امام یہ کرے تو تم یہ کرو تمکو امام پر سبقت کرنا نہین
چاہیئے پس اگر امام کے لئے آمین بالجہر شروع ہوتی تو سیاق عبارت
مقتضی ہی کہ آنحضرت نے یون کہا ہوتا کہ جب امام آمین کہے تو تم آمین کہو جیسا کہ

پڑھنا لازم آتا ہے گویا آپ کا مطلب یہ ٹھہرا کہ آمین کے معنی دعا کے ہین اور ہر دعا کو پوشیدہ پڑھنا چاہئے تو نتیجہ یہ ہوا کہ آمین کو بھی پوشیدہ پڑھنا چاہئے۔

مین کہتا ہون اول تو ہم صغرے دعوی کو تسلیم نہین کرتے آمین کے لغوی معنی دعا کے ہون مگر شارع نے یہ معنی مراد نہین لئے جیسے صلوۃ کے لغوی معنی دعا کے ہین مگر شارع نے صلوۃ کے دوسرے معنی لئے ہین اسیطرح سے شارع نے آمین کو ختم دعا یعنی مہر دعا کی قرار دیا ہے اور یہ بات آپکو بھی تسلیم ہے آپ نے شروع صفحہ ۲ اپنی رسالہ حبل المتین مین فرمایا ہے الحمد للہ الذی جعل لنا آمین طابعا للدعا یعنی جمیع حمد اللہ کو ہے جسنے آمین کو مہر دعا کی ٹھہرایا نیز صفحہ مین ہے بعض حدیثون مین آمین خاتم رب العالمین آیا ہے جس سے آمین کا مہر الہی ہونا ثابت ہوتا ہے۔ ایک دفعہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر تشریف لیے جاتے تھے رستہ مین ایک شخص کو دیکھا بالحاح دعا مانگ رہا ہے آپ نے فرمایا اگر اس شخص نے یہ دعا آمین پر ختم کی تو واجب ہی کر لی نیز آپ نے اس حدیث ابوداؤد کو جس سے آمین کا ختم ہونا ثابت ہے صفحہ ۲۶ مین مع ترجمہ کے نقل کیا ہے آپ کے قول سے معلوم ہوا کہ آمین مہر دعا ہے نہ دعا ظاہر ہے کہ جس شئی پر مہر کی جاتی ہے وہ اور ہوتی ہے اور مہر شئی دوسری ورنہ لازم آئے گا اتحاد ختم اور ختم کا وہو ممنوع یعنی یہ منع ہے جبکہ آمین کا مہر دعا کا ہونا ثابت ہوا تو تقریب تام نہ ٹھہری تحاصل کلام وخلاصہ مرام یہ ہے کہ آمین کا دعا ہونا ثابت نہ ہوا جس سے ابطال صغری کا بخوبی ہوا اور اگر صغری آپکے دعوی کا تسلیم بھی کیا جائے یعنی آمین دعا ہے تو بھی کلیت کبری کی تسلیم نہین ہے یعنی ہر دعا کا آہستہ پڑھنا

فرمایا ہے (چونکہ آپ آہستہ آمین کہا کرتے تھے) اس آپکے کلام سے معلوم ہوتا ہے
کہ آپ کا آہستہ آمین کہنا دوسری روایت سے ثابت ہے کیونکہ اگر اس روایت
سے حضرت صلعم کا آہستہ آمین کہنا نکلتا تو آپ یون لکھتے اس حدیث سے ثابت
ہوتا ہے کہ آپ آمین آہستہ کہا کرتے تھے رہا یہ امر کہ آپ نے یہ کیون فرمایا کہ جب
امام ولا الضالین کہے تو تم آمین کہو پہلی وجہ اسکی یہ ہے کہ یہ ارشاد حضرت صلعم کا دور کے
لوگون کے لئے ہے کیونکہ بہ نسبت قرأت کے بعض اوقات مین آمین کی آواز حضرت صلعم
کی پست ہوتی تھی تو دور کے لوگون کے لئے حکم ہوا کہ جب تم ولا الضالین کو سنو تو تم آمین
کہدیا کرو امام اوسوقت آمین کہتا ہے جیسا کہ روایت ابوداؤد و نسائی مین موجود کہ
اور نسائی کی روایت کو آپ نے بھی نقل کیا ہے حافظ ابن حجر فتح الباری شرح بخاری
مین فرماتے ہین قیل الاول لمن قرب من الامام والثانی لمن تباعد عنہ لان
جہر الامام بالتامین اخفض من جہرہ بالقرأۃ فقد یسمع قرأتہ من لا
یسمع تامینہ فمن سمع تامینہ آمن معہ والا یؤمن اذا سمعہ یقول ولا الضالین
لانہ وقت تامینہ مطلب اس عبارت کا وہی ہے جسکو ہمنے اوپر لکھا ہے ۔
دوسری وجہ یہ ہے کہ آمین کہنے مین معیت امام کی ہونا ضرور ہے اسیواسطے آپنے
اپنے رسالے کے صـ۳ مین حدیث اذا آمن الامام فامنوا کی تاویل نووی وغیرہ سے
اذا اراد التامین سے نقل کی ہے ۔ ظاہر ہے کہ امام ولا الضالین کے بعد آمین
کہتا ہے اسلئے حضرت صلعم نے مقتدیون کو بھی فرمایا کہ تم بھی جب ولا الضالین
امام سے سنو تو آمین کہو تا کہ تمہاری آمین امام کی آمین کے موافق ہو ۔ اس حدیث
سے تامین بالسر کو کچھ علاقہ نہین ہے ہان آمین بالجہر کا حکم اس سے ثابت ہے اور
لفظ قولوا اسلئے حضرت ص نے فرمایا تا کہ موافقت امام کی قول مین ہو اور امام کا
آمین بالجہر کہنا بہت سی احادیث سے ثابت ہے کما سیجی وجہ تیسری یہ در اصل

تکبیر وغیرہ مین فرمایا چونکہ آپ آہستہ آمین کہا کرتے تھے اور امام کو آہستہ کہنا چاہیے لہذا آپ نے یون فرمایا کہ جب امام ولا الضالین کہے تو تم آمین کہو کیونکہ دوسری حدیثون مین آگیا ہے کہ آمین کہنے مین ثواب بہت ہی چنانچہ نسائی مین ہے الی قولہ اگرچہ تمکو بوجہ ترک جہر معلوم نہ ہو۔

مین کہتا ہون جس حدیث صحیح مسلم کو آپ نے نقل کیا ہے اوس سے تو تا مین بالجہر ثابت ہے کیونکہ اوسمین لفظ فقولو آمین کا ہے جو دلالت جہر پر کرتا ہے جیسا کہ حافظ ابن حجر نے فتح الباری مین فرمایا ہے۔ باقی یہ آپ کا فرمانا (کہ سیاق عبارت مقتضی ہو کہ آنحضرت نے یون کہا ہوتا کہ جب امام آمین کہے تو تم آمین کہو) جس صفحہ صحیح مسلم یعنی ص۱۷۶ سے آپ نے اس حدیث کو نقل کیا ہے اوسکے پہلے صفحہ یعنی ص۱۷۵ مین حدیث بایں لفظ موجود ہے عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال اذا امن الامام فامنوا فانہ من وافق تامینہ تامین الملائکۃ غفر لہ ما تقدم من ذنبہ۔

ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا جب امام آمین کہے تو تم لوگ آمین کہو کیونکہ جسکا آمین کہنا فرشتون کے آمین کہنے کے موافق ہوتا ہے تو اوسکو اگلے گناہ معاف ہو جاتے ہین اور یہ روایت بخاری مین بھی موجود ہی اور آپ نے بھی اسکو اپنے رسالہ کے صفحہ ۳۶ مین نقل کیا ہے مگر بوجہ کمی حافظہ کے یہ روایت یہان یاد نہ آئی یا جان بوجھکر آپ نے اسکا خیال نہ کیا۔ حدیث صحیح بخاری ومسلم سے معلوم ہوا کہ حضرت نے یہ صاف فرمایا ہے کہ جب امام آمین کہے تب تم آمین کہو۔ اب آپکے کلام سے ہی آمین کا جہر سے کہنا حضرت ؐ کا ثابت ہو گیا اور آپ نے خود ہی تسلیم کر لیا ہے کہ اس حدیث سے آمین کا آہستہ کہنا ثابت نہین ہوتا چنانچہ آپ نے

مین کہتا ہون یہ لن ترانیان رہنے دیجیے مثل مشہور ہے دروغ گورا حافظہ نباشد۔ آپ نے خود صفحہ ۱۵ مین اس رسالے کے حدیث ابن ماجہ کی نقل کی ہے فیرتج بہا المسجد یعنی آمین کی آواز سے مسجد گونج جاتی تھی اگر مقتدی آمین بالجہر نہین کہتے تھے تو کیا تنہا حضرت صلعم کی آواز سے مسجد گونج جاتی تھی نیز آپ نے اسی رسالہ کے صـ۲۲ مین سنن کبری بیہقی سے بواسطہ عطا نقل کیا ہے کہ دوسو صحابہ نے مسجد الحرام مین آمین بالجہر کہی کیا یہ صحابہ حضرت صلعم کے مقتدی نہ تھے انھون نے حضرت صلعم کے ساتھ نماز نہ پڑھی تھی وہ لوگ یون ہی آمین بالجہر کہتے تھے اور جن صحابہ کو آپ نے یہ ارشاد فرمایا تھا فقولوا آمین وہ مقتدی آپ کے نہ تھے خدا جانے آپ کیون ایسی باتین لکھتے ہین جیساکہ عبداللہ بن زبیر اور انکے مقتدیون کا آمین بالجہر کہنا منقول ہے ایسے ہی اور صحابہ سے بھی ہے آمین بالجہر کا کہنا تو دوسو صحابہ سے منقول ہے آپ دو چار ہی صحابہ سے بسند صحیح آمین کا آہستہ کہنا نقل کر دیجیے اب مین کل حنفیون کو خواہ وہ مشرق مین ہون یا مغرب مین با واز بلند پکار کر کہتا ہون کہ دو صحابی سے ہی آمین کا آہستہ کہنا کسی روایت صحیحہ سے ثابت کر دین الحمد للہ کہ پہلی حدیث مؤلف کا جواب ختم ہوا۔

قول مؤلف دوسری حدیث صحیح یہ ہے کہ ابو داود مین ہے حدثنا مسدد نا یزید نا سعید نا قتادۃ عن الحسن ان سمرۃ بن جندب وعمران بن حصین تذاکرا فحدث سمرۃ بن جندب انہ حفظ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سکتتین سکتۃ اذا کبر وسکتۃ اذا فرغ من قراءۃ غیر المغضوب علیہم ولا الضالین فحفظ ذلک سمرۃ وانکر علیہ عمران بن حصین فکتبا فی ذلک الی ابی بن کعب فکان فی کتابہ الیہما او فی ردہ علیہما ان سمرۃ قد حفظ۔ یہ حدیث صحیح ہے ابو داود کے علاوہ

معجزہ رسول اللہ صلعم کا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت صلعم کو معلوم کرا دیا تھا کہ آپکی امت کے بعضے بھی امام ہونگے جو آمین بالکل نہ کہینگے یا آہستہ کہینگے اس لئے حضرت صلعم نے فرمایا کہ جب ولا الضالین امام کہے تو تم آمین کہو خواہ امام آمین کہے یا نہ کہے ان وجوہ مذکورۂ بالا سے اس حدیث کے معنی معلوم ہوگئے اور آمین بالسر اس حدیث سے کسی طرح سے ثابت نہوا وللہ الحمد۔

قول مؤلف مین کہتا ہون کہ اس حدیث سے مقتدیون کے لئے بھی آمین بالسر نکلتی ہے کیونکہ جب امام کے لئے اخفا ثابت ہوا تو کمال اتباع امام اسیوقت ہوتا ہے کہ مقتدی بھی آہستہ کہین خصوصًا ایسی حالت مین کہ اور چیزین ہر چند امام زور سے پڑہے مگر مقتدی آہستہ کہین۔

مین کہتا ہون یہ بناء فاسد علی الفاسد ہے امام کے لئے ہنوز آپ نے آمین کا آہستہ پڑہنا ثابت نہین کیا جو اسپر یہ تفریع آپکی صحیح ہو بلکہ بہت احادیث صحیحہ سے ثابت ہوچکا ہے کہ حضرت صلعم آمین بالجہر کہتے تھے تو کمال اتباع اسیمین ہے کہ مقتدی بھی آمین بالجہر کہین خصوصًا ایسی حالت مین کہ حضرت صلعم نے زور سے کہنے کا حکم دیا ہو جیسا کہ حدیث صحیح بخاری و مسلم مین ہے فقولوا آمین یعنی تم زور سے آمین کہو یہ فرمانا آپ کا بالکل خلاف واقع ہے کہ حضرت صلعم نے مقتدیون کو حکم نہین دیا کہ وہ آمین بالجہر کہین۔

قول مؤلف - چونکہ اس طرف اکثر لوگون کا خیال نہین ہم ناظرین کو کامل طور پر ادہر متوجہ کرنا چاہتے ہین اور باواز بلند پکار کہتے ہین کہ زمانہ نبوی مین مقتدیون کا آمین بالجہر کہنا ہرگز کسی ضعیف حدیث سے بھی ثابت نہین صحاح ستہ سے لیکر جتنی کتب احادیث و مسانید و معاجم و مصنفات ہوئے ہین انکو ڈہونڈہو الو انشاء اللہ تعالیٰ کسی مین نہ پاؤگے الی قولہ فافہم فانہ من الفقہ فی الدین

کہ ثنا وغیرہ کے لئے تھا ریا دوسرا سکتہ تو اس سے نکلتا ہے کہ آپ آمین آہستہ کہتے تھے جس سے سکتہ کی صورت پیدا ہوجاتی تھی الخ۔

مین کہتا ہون جواب اسکا دو وجہہ سے ہے اول یہ کہ پہلا سکتہ رسول اللہ صلعم کا توبیشک بعد تکبیر تحریمہ کے تھا رہا دوسرا سکتہ سوورہ بعد فراغ کل قرأۃ کے تھا نہ بعد غیر المغضوب علیہم ولا الضالین کے یہ جو آپ نے روایت ابوداؤد کی نقل کی ہے اسمین قتادہ کو وہم ہوا ہے پہلے قتادہ بھی کہتے تھے کہ دوسرا سکتہ بعد فراغ قرأۃ کے ہے پھر آخر مین قتادہ نے یہ کہا کہ بعد ولا الضالین کے ۔ ابوداؤد مطبوعہ مطبع قادری ص۱۱۳ مین ہے حدثنا یعقوب بن ابراہیم نا اسمعیل عن یونس عن الحسن قال قال سمرۃ حفظت سکتتین فی الصلوۃ سکتۃ اذا کبر الامام حتی یقرأ وسکتۃ اذا فرغ من فاتحۃ الکتاب وسورۃ عند الرکوع قال فانکر ذلک علیہ عمران بن حصین قال فکتبوا فی ذلک الی المدینۃ الی ابی فصدق سمرۃ قال ابوداؤد وکذا قال حمید فی ھذا الحدیث وسکتۃ اذا فرغ من القرأۃ ترجمہ سمرہ نے کہا مین نے آنحضرت صلعم سے دو سکتہ نماز مین یاد رکھے ہین ایک سکتہ جب امام تکبیر کہے یہانتک کہ قرأت کرے دوسرا سکتہ جب سورہ فاتحہ اور سورہ سے فارغ ہو وقت رکوع جانیکے عمران بن حصین نے اسکا انکار کیا تو دونون نے ابی کی طرف مدینہ مین یہ ماجرا لکھ بھیجا ابی نے سمرہ کی تصدیق کی ابوداؤد نے کہا حمید نے بھی اس حدیث مین ایسا ہی کہا ہے یعنی دوسرا سکتہ جب قرأۃ سے فارغ ہوا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یونس اور حمید نے جو حسن سے روایت کیا ہے تو یہی روایت کیا ہے کہ دوسرا سکتہ بعد قرأۃ فاتحہ وسورہ کے ہے نیز ابوداؤد کے اوسی صفحہ مین ہے حدثنا ابو بکر بن خلاد نا خالد

اور محدثین نے بھی بتغائر بعض کلمات اسکو روایت کیا ہے ابو داود نے اس پر سکوت کیا ہے اور جس حدیث پر وہ سکوت کرتے ہین وہ اونکے نزدیک صحیح ہوتی ہے اوروں نے بھی اسکو صحیح کہا ہے۔

مین کہتا ہون کسی کتاب اصول حدیث مین نہین ہے کہ جسپر ابو داوٗد سکوت کرین وہ حدیث اونکے نزدیک صحیح ہے یہ آپکا ابو داوٗد پر محض افترا ہے اور آپ افترا مین بڑے مشاق ہین اب اپنے قول کا جواب سُنئے اولًا تو اس حدیث کو آمین بالجہر یا بالسر سے کوئی علاقہ نہین انشاء اللہ تعالی عنقریب اسکی بحث آئیگی ثانیاً یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ اسمین ایک راوی یزید ہین جو ضعیف ہین دیکھو تقریب وتہذیب وغیرہ دوسرے راوی قتادہ ہیہ مدلس ہین خلاصہ مطبوعہ مصر صفحہ ۳۱۵ مین ہے قتادۃ بن دعامۃ السدوسی ابو الخطاب البصری الاکمہ احد الائمۃ الاعلام حافظ مدلس یعنی قتادہ مدلس ہین اور قاعدہ اصول کا ہے کہ مدلس کی روایت جوعن سے ہو وہ قابل حجّت نہین ہوتی لہذا یہ روایت ساقط الاحتجاج ٹھہری۔ تیسرے راوی حسن ہین اور وہ کثیر الارسال ہین اور آپکے نزدیک کثیر الارسال کی روایت ضعیف ہے دیکھو رسالہ حبل المتین صفحہ ۴۷ جبکہ یہ روایت ضعیف ٹھہری تو استدلال کرنا اس سے ساقط ہوا۔

قول مؤلف ۔ معنی یہ ہین کہ سمرہ بن جندب اور عمران بن حصین دونون نے مذاکرہ حدیث کیا سمرہ نے کہا کہ مجھکو آنحضرت صلعم سے دو سکتے یاد ہین ایک سکتہ تو بعد تحریمہ اور دوسرا سکتہ جب آپ غیر المغضوب علیھم ولا الضالین پڑھ چکتے تھے اسپر عمران نے کچھ انکار کیا دونون نے ابی بن کعب کو لکھہ بھیجا انھون نے سمرہ کی موافقت کی پہلا سکتہ تو ظاہر ہے

روایت کیا تو پہلے ایسے ہی روایت کیا جیسے حسن کے اور شاگردوں نے روایت کیا مگر پھر یون کہا کہ دوسرا سکتہ بعد ولا الضالین کے ہے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ قتادہ کا وہم ہے اور یہ روایت قتادہ کی شاذ و مردود ہے۔ ترمذی مطبوعہ مطبع احمدی صـ۳۵ مین ہے قال ابوعیسی حدیث سمرة حدیث حسن وھو قول غیر واحد من اھل العلم یستحبون للامام ان یسکت بعد ما یفتتح الصلوٰة وبعد الفراغ من القرأة وبه یقول احمد واسحاق واصحابنا۔ **ترجمہ** حدیث سمرہ کی حسن ہے اور یہ قول بہت سے اہل علم کا ہے امام کے لئے مستحب جانتے ہین کہ بعد شروع کرنے کے سکوت کرے اور قرأة سے فارغ ہونے کے بعد اسکے قائل ہین احمد اور اسحاق اور ہمارے ساتھی۔ عبارت ترمذی سے بھی معلوم ہوا کہ دوسرا سکتہ بعد قرأة کے ہے **وجہ دوم** اگر مان بھی لین کہ دوسرا سکتہ بعد غیر المغضوب علیہم ولا الضالین کے تھا تو اس سے کیسے معلوم ہوا کہ حضرت صلعم آمین آہستہ کہتے تھے کیونکہ احتمال ہے کہ بعد ولا الضالین کے آمین کہکر آپ سکتہ فرماتے ہون اِس لئے کہ مقتدی لوگ اپنی قرأة کو تمام کرلین اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال اگر تسلیم بھی کرلین کہ بعد ولا الضالین کے ہی آپ سکتہ فرماتے تھے تو یہ سکتہ فقط سانس لینے کے لئے تھا جیسا کہ قتادہ نے جو راوی اور مفسر سکتات کے ہین بیان کیا ترمذی صـ۳۵ مین ہے وکان یعجبه اذا فرغ من القرأة ان یسکت حتی یتراد الیه نفسه یعنی حضرت صلعم کو خوش لگتا تھا کہ جب قرأة سے فارغ ہون سکتہ کرین تاکہ سانس اپنے ٹھکانہ پر آجائے۔ تو اسی طرح سے بعد ولا الضالین کے سکتہ لطیفہ سانس لینے کے لئے کرتے ہون پھر اوسکے بعد آمین فرماتے ہون المختصر اول

بن الحارث عن اشعث عن الحسن عن سمرة بن جندب عن النبی صلعم
انه کان یسکت سکتتین اذا استفتح و اذا فرغ من القرأة کلہا فذکر معنی
یونس ترجمہ سمرہ بن جندب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہین
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو سکتے فرماتے تھے جب قرأۃ کو شروع فرماتے
اور جب کل قرأۃ سے فارغ ہوتے۔ دوسری روایت اشعث سے بھی معلوم
ہوا کہ آنحضرت صلعم دوسرا سکتہ بعد کل قرأۃ کے کرتے تھے نہ بعد ولا الضالین
کے اور تیسری روایت سکتہ کی وہ ہے جسکو ہمارے مخاطب صاحب نے نقل کیا ہے
مگر حضرت کی دیانت کا ذرہ اہل علم اندازہ کرین کہ اوسکے بعد کی روایت کو جسمین
بیان وہم قتادہ تھا چھوڑ دیا ابوداؤد کے اوسی صفحہ مین ہے حدثنا ابن المثنی
نا عبد الاعلی نا سعید بھذا قال من قتادۃ عن الحسن عن سمرۃ قال
سکتتان حفظتھما عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال فیہ قلنا لقتادۃ
ما ھاتان السکتتان قال اذا دخل فی صلاتہ و اذا فرغ من القرأۃ ثم
قال بعد و اذا قال غیر المغضوب علیھم ولا الضالین۔ ترجمہ یعنی سعید نے
روایت پہلی بیان کی اور قتادہ سے روایت کیا وہ حسن سے وہ سمرہ سے
سمرہ نے کہا کہ مین نے دو سکتہ رسول اللہ صلعم سے یاد کئے ہین سعید کہتے
ہین ہم نے قتادہ سے پوچھا کہ وہ دو سکتے کس مقام پر ہین قتادہ نے کہا
کہ ایک سکتہ تو جب نماز مین داخل ہو اور دوسرا جب قرأۃ سے فارغ ہو
پھر بعد اسکے کہنے لگے کہ جب غیر المغضوب علیہم ولا الضالین کہے۔ اس روایت
سے معلوم ہوا کہ یہ قتادہ کا وہم ہے کیونکہ حسن بصری نے سمرہ بن جندب سے
روایت کیا اور حسن سے یونس وحمید و اشعث وغیرہ نے سب نے یہی
روایت کیا کہ دوسرا سکتہ بعد کل قرأۃ کے ہے اور قتادہ نے جو حسن سے

ابن شہاب کان اذا فرغ من قرأۃ ام القرآن رفع صوتہ وقال آمین وللحمیدی من طریق سعید المقبری عن ابی ھریرۃ نحوہ بلفظ اذا قال ولا الضالین ولابی داؤد من طریق ابی عبد اللہ بن عم ابی ھریرۃ عن ابی ھریرۃ مثلہ وزاد حتی یسمع من یلیہ من الصف الاول - ترجمہ ابن حبان کی روایت مین جو زبیدی سے روایت کرتے ہین حدیث باکی ابن شہاب سے یون ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب سورہ فاتحہ پڑھکر فارغ ہوتے تو اپنی آواز بلند کرتے اور فرماتے آمین اور حمیدی مین سند سعید مقبری سے جسکو وہ ابوہریرہ سے روایت کرتے ہین مثل روایت ابن حبان کے ہے اس لفظ سے کہ جب آپ ولا الضالین پڑھتے تو اپنی آواز آمین سے بلند کرتے اور ابوداؤد کی روایت مین جو سند ابی عبد اللہ بن عم ابوہریرہ سے ہے اور وہ ابوہریرہ سے روایت کرتے ہین مثل روایت حمیدی کے اور ابوداؤد نے زیادہ کیا یہانتک کہ سنتے اوسکو وہ لوگ جو حضرت صلعم کے متصل ہوتے صف اول سے یہ عبارت فتح الباری مطبوعہ مصر جلد ثانی کے صد ۲۱۹ مین ہے عبارت فتح الباری سے معلوم ہوا کہ یہ زیادتی (حتی یسمع من یلیہ من الصف الاول) ابوداؤد کی روایت مین ہے نہ حمیدی کی روایت مین حضرت نیموی صاحب تو ایسے کامون مین بڑے شیر بہادر ہین اس زیادتی کو حمیدی کی روایت مین بھی لگا دیا ہے مگر اسی رسالے حبل المتین کے صفحہ ۲۳ مین اس روایت کو خود آپ نے لفظ قال سے نقل کیا ہے - جبکہ اصل روایت مین یہ زیادتی (حتی یسمع الخ) ثابت ہی نہ ٹھہری تو جو کچھہ آپ نے اسپر بنا کیا تھا وہ سب منہدم ہوگیا وللہ الحمد یہ کلام تو ثبوت روایت مین تھا اب سند اس حدیث مین جسکو نیموی صاحب نے نقل کرکے صحیح بتایا ہے کلام کیا جاتا ہے پہلے راوی اسکے سفیان بن عیینہ ہین وہ جب سعید مقبری کے پاس گئے تو اوس وقت سعید مختلط ہوگئے تھے ابن عیینہ نے اون سے اخذ نہین کیا حافظ ذہبی میزان الاعتدال مین فرماتے ہین قلت ما احسب ان احدا اخذ عنہ فی الاختلاط فان ابن عیینۃ اتاہ فرای لعابہ یسیل فلم یحمل عنہ - ترجمہ

تو سکتہ ثانیہ بعد فراغت قرأۃ کے تھا اگر بعد ولا الضالین کے مانا بھی جاوے تو
اسکا جواب وہی ہے جو اوپر مذکور ہوا قول طیبی کا کچھ حجت نہین ہے الحمد للہ
کہ جواب حدیث ثانی کا بھی تمام ہوا۔

قول مؤلف تیسری حدیث بخاری کے استاد حمیدی نے اپنی مسند مین
روایت کی ہے حدثنا سفیان بن عیینۃ ثنا سعید المقبری عن ابی ہریرۃ
قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قال ولا الضالین رفع
صوتہ وقال آمین حتی یسمع من یلیہ من الصف الاول۔ اس حدیث
کی سند صحیح ہے اسکے معنی یہ ہین کہ ابوہریرہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم جب ولا الضالین پڑھتے تو یہانتک زور سے آمین کہتے کہ صف
اول کے وہ لوگ جو آپ کے آس پاس ہوتے سُن لیتے اس حدیث سے صاف
یہ ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت تکبیر کی طرح آمین زور سے نہین کہتے تھے بلکہ آہستہ کہتے تھے

مین کہتا ہون یہ حدیث ان الفاظ سے مسند حمیدی مین
نہین ہے اور نہ آپ نے کسی معتبر کتاب کا حوالہ دیا کہ آپ نے کس کتاب کے
واسطہ سے یہ حدیث نقل کی ہے اور اگر اصل کتاب سے نقل کی ہے تو وہ اصل
کہان ہے کس شخص کے کتاب خانہ مین ہے اور یہ جو آپ نے نمبر ۲ کے
حاشیہ مین لکھا ہے کہ زرقانی نے بحذف سند اس حدیث کو نقل کیا ہے
مین کہتا ہون جس شخص نے زرقانی اور فتح الباری کو دیکھا ہے اسپر
یہ امر پوشیدہ نہین کہ زرقانی بالکل فتح الباری سے ماخوذ ہے بعینہ عبارت
فتح الباری کی اکثر مواضع زرقانی مین ہے گویا ماخذ زرقانی کا فتح الباری ہے
فتح الباری کی طرف جو مین نے مراجعت کی تو اسمین یہ حدیث اس طرح
پر ہے ولابن حبان من روایۃ الزبیدی فی حدیث الباب عن

بلکہ یہ تو آمین بالجہر کی دلیل ہر گز نہیں تفصیلہ +

قول مؤلف اگر کوئی یہ کہے کہ جب آمین قریب کو لوگ سنتے تھے تو یہ آمین بالجہر ہوئی نہ آمین بالسر تو اوسکا جواب یہ ہے کہ اس قسم کی قرأۃ اصطلاح فقہا مین جہر نہین کہلاتی درمختار مین ہے ادنی المخافۃ اسماع نفسہ ومن یقربہ فلو سمع رجل او رجلان فلیس بجہر الخ ۔

مین کہتا ہون بیشک اس حدیث سے آمین بالجہر کا ثبوت ہوتا ہے کیونکہ لفظ حدیث کا یہ ہے حتی یسمع من یلیہ من الصف الاول اسکا ترجمہ آپ نے یون کیا ہے یہان تک کہ صف اول کے وہ لوگ جو آس پاس ہوتے سن لیتے ۔ ظاہر ہی کہ دس پانچ ادہر کے دس پانچ اودہر کے امام کے متصل ہی ہوتے تہین اور اصلیت یہ ہے کہ آپ نے معنی اس جملہ حدیث کے خیال نہین کی کہ معنی اسکے یہ ہین یہانتک کہ سن لیتے جو لوگ آپ کے متصل تھے وہ کون تھے صف اول کے لوگ تھے سن بیان ہی من یلیہ کا اور تائید ان معنون کی اوس روایت ابن ماجہ سے ہوتی ہے جسکو آپ نے اسی رسالہ حبل المتین کے صفحہ ۵ مین نقل کیا ہی لفظ اوسکا یہ ہے حتی یسمعہا اہل الصف الاول یعنی آمین کی آواز کو اول صف کی لوگ سن لیتے تھے جبکہ آواز آمین کو اول صف کے لوگون نے سنا تو بیشک اس سے آمین بالجہر ثابت ہوئی اور یہی مقصود تھا اب یہ امر کہ فقہا رکے نزدیک ادنی جہر کسکو کہتے ہین اور ادنی مخافت کے کیا معنی ہین شرح وقایہ مطبوعہ انوار محمدی کے صفحہ ۱۸۱ مین ہے و ادنی الجہر اسماع غیرہ و ادنی المخافۃ اسماع نفسہ ھو الصحیح ۔ ترجمہ ادنی جہر دوسرے کا سنانا ہے اور ادنی مخافت اپنے نفس کا سنانا ہے اور یہی تفسیر صحیح ہے اور اسی قول کو آپ کے مجدد العصر محدث لکہنوی نے نمبر ۱ کے حاشیہ مین برقرار رکھا ہے عبارت شرح وقایہ سے معلوم ہوا کہ جہر کے صحیح معنی یہی ہین کہ دوسرے کو سنا دے اور جو آپ نے ادنی جہر کی تفسیر بحوالہ درمختار نقل کی ہے یہ بنا بر قول ہندوانی کی ہے چنانچہ رد المحتار

ذہبی کہتے ہین کہ مین نہین گمان کرتا کہ کسی نے سعید سے حالت اختلاط مین اخذ کیا ہو کیونکہ
سفیان بن عیینہ سعید کے پاس گئے پس دیکھا کہ رال سعید کی ٹپک رہی ہے پس سفیان نے
سعید سے کچھہ اخذ نہ کیا۔ عبارت میزان سے چند امر معلوم ہوئے **اول** تو یہ کہ سعید
مقبری آخر زمانہ مین مختلط ہو گئے تھے **دوم** حالت اختلاط مین اون سے کسی نے نہین لیا
سوم سفیان بن عیینہ حالت اختلاط سعید مین سعید کی خدمت مین گئے **چہارم**
سفیان بن عیینہ نے سعید سے کچھہ اخذ نہین کیا۔ اے ناظرین اب آپ انصاف کرین
کہ سفیان نے تو سعید سے کچھہ اخذ ہی نہین کیا پھر کیسے جرأت سے حضرت شوق صاحب
نے اس سند کو گھڑا اور بڑے شوق سے فرما دیا کہ سند اسکی صحیح ہے یہ نہ کہا کہ اسکی سند
مین انقطاع ہے اصل امر یہ ہے کہ خدا جانے اصل سند کیا ہے مگر یہ سند تو خود حضرت نے
گڑھ لی ہے اسمین کسی طرح کا شک و شبہہ نہین ہے کیونکہ محققین فن رجال نے تصریح
کر دی ہے کہ ابن عیینہ نے سعید سے اخذ نہین کیا جبکہ متن و سند کا یہ حال ٹھہرا
تو احتجاج اس سے باطل ہوا اور جو کچھہ آپ نے رفع صوتہ کے معنی مین ارشاد فرمایا ہے
اوسکا جواب اوس مقام مین دیا جائیگا جہان آپ نے حدیث رفع بہا صوتہ مین تطبیق دی ہے

قول مؤلف اور یہ حدیث ابوداؤد مین بھی یون مروی ہے یعنی[1] آنحضرت جسوقت
غیر المغضوب علیہم ولا الضالین پڑھتے تو آمین کہتے یہانتک کہ صف اول کے وہ لوگ جو اس
پاس ہوتے سن لیتے ابوداؤد کی یہ حدیث اگرچہ فی نفسہ ضعیف ہے مگر چونکہ سند حمیدی کا
مین دوسری سند صحیح سے مروی ہے لہذا بوجہ متابعت یہ حدیث ابوداؤد بھی حسن
لغیرہ کا حکم رکھتی ہے۔

مین کہتا ہون سند حمیدی کی روایت کا حال مع اوسکی سند کے پہلے معلوم
ہو گیا کہ وہ روایت موضوعہ ہے اور سند اوسکی آپکی گھڑی ہوئی ہے لہذا اس روایت
ابوداؤد کی تقویت اوس سے نہین ہو سکتی نیز اس روایت کو آمین بالجہر سے کچھہ علاقہ نہین

[1] [illegible] اور [illegible] عبارت بخوف اطالت اصل [illegible] ترک کیا [illegible] ۱۲ [illegible]

تہذیب و تقریب کو خود ہمارے مخاطب صاحب نے اسی رسالہ کے صہ۱۹ مین نقل کیا ہے ہان عبارت میزان الاعتدال کو مؤلف رسالہ حبل نے نہین نقل کیا حافظ ذہبی میزان مین فرماتے ہین علقمة بن وائل بن حجر صدوق الا ان یحیی بن معین یقول روایته عن ابیه مرسلة۔ یعنی علقمہ بن وائل بن حجر صدوق ہین مگر یحیی بن معین فرماتے ہین کہ جو روایت وہ اپنے باپ سے کرتے ہین وہ مرسل ہے۔ حافظ ابن حجر نے تہذیب اور تقریب مین اور نووی نے تہذیب الاسماء مین ایسا ہی لکھا ہے کہ علقمہ کی روایت اپنے باپ سے مرسل ہے اور امام بخاری نے بھی یہی کہا ہے اور محققین حنفیہ شیخ ابن الہمام و زیلعی نے بھی قول امام بخاری کو نقل کر کے اوسپر سکوت کیا ہے بھلا اب انصاف سے فرمایئے کہ اسقدر اقوال محققین کے ہوتے کیسے کوئی کہہ سکتا ہے کہ علقمہ نے اپنے باپ سے سُنا ہے رہا قول ترمذی کا جسکو آپ نے نقل کیا ہے اوسکا جواب یہ ہے کہ ترمذی کی پہلے یہی تحقیق تھی جبکہ اپنے شیخ امام بخاری سے معلوم کیا کہ علقمہ نے اپنے باپ سے نہین سُنا تو امام بخاری کے قول کی طرف رجوع کیا اسی لئے امام ترمذی نے امام بخاری کا قول اپنی کتاب علل کبیر مین نقل کر کے اوسکا کچھہ جواب نہین دیا بلکہ اوسکو تسلیم کرلیا ہے نیز یہ بھی اہل تحقیق جانتے ہین کہ کتاب علل کبیر ترمذی کی تالیف پچھلی ہے اور یہ جو آپ نے بحوالہ مسلم و نسائی لکھا ہے کہ ایک جگہہ مسلم و نسائی مین حدثنا کا لفظ موجود ہے کہ علقمہ نے حدثنا ابی کہا ہے جواب اوسکا دو وجہ سے ہے اول یہہ کہ لفظ حدثنا کا بعض محققین کے نزدیک نص سماعت مین نہین ہے حافظ سیوطی تدریب الراوی مین فرماتے ہین۔

قال الخطیب ان ارفعها ای العبارة فی ذلک سمعت ثم حدثنا و حدثنی فانه لا یکاد احد یقول سمعت فی الاجازة و المکاتبة ولا فی تدلیس ما لم یسمع بخلاف حدثنا فان بعض اهل العلم کان یستعملها فی الاجازة و روی عن الحسن انه قال و حدثنا ابو هریرة و لم یسمع منه الی ان قال و قال ابن القطان لیست حدثنا بنص فی ان قائلها سمع کما فی حدیث صحیح

اسکی تصریح موجود ہے۔

قول مؤلف یعنی وائل بن حجر سے مروی ہے کہ ہم لوگون نے آنحضرت کے ساتھ نماز پڑھی پس جب آپ غیر المغضوب علیہم ولا الضالین پڑھچکے تو آہستہ آمین کہی اور داہنا ہاتھ بائین ہاتھ پر رکھا اور داہنے بائین سلام پھیرا یہ حدیث صحیح ہے اسکی سند متصل ہے اور اسکے کل راوی ثقہ ہین مگر اسپر چند شبہے کیے گئے ہین شعبہ نے اسمین تین خطائین کی ہین ؛

مین کہتا ہون جبکہ آپ نے خود ذکر کیا ہے کہ اس حدیث مین شعبہ نے نے تین خطائین کی ہین پھر یہ حدیث کیسے صحیح ہو سکتی ہے آپنے ان تین خطاؤن کا جو کچھ جواب ناصواب لکھا ہے انشاء اللہ تعالی وہ ھباء منثورا کیا جاتا ہے۔

قول مؤلف اس حدیث مین چار علتین نکالی گئی ہین مگر حق یہ ہے کہ ایک علت بھی صحیح نہین امام بخاری نے سماع علقمہ عن ابیہ سے جو انکار کیا ہے اوسکو خود ترمذی نے رد کر دیا ہے جامع ترمذی کی کتاب الحدود مین الی قولہ الحاصل دلائل ساطعہ وبراہین قاطعہ سے کہ علقمہ ثابت ہو گیا کہ علقمہ نے اپنے باپ کا زمانہ پایا ہے اور اونسے حدیثین سنی ہین پس شعبہ کی حدیث آمین بالاخفا کی نسبت جو انقطاع کا دھبا لگایا گیا ہے وہ دور ہو گیا اور اتصال سند ثابت ہو گیا۔

مین کہتا ہون سماع علقمہ عن ابیہ کی مفصل بحث تو ہمارے رسالہ الجہر بالتامین وصیانۃ المقتصدین مین ہے ناظرین رسالہ الجہر بالتامین صـ۱۳ سے صـ۱۰ کو ملاحظہ فرماوین مگر اس مقام پر بھی جواب باصواب دیا جاتا ہے جاننا چاہیے کہ جن لوگون نے فن اسماء الرجال مین کتب تالیف کی ہین جیسے حافظ ذہبی و حافظ ابن حجر و نووی وغیرہم سبنے اتفاق کیا ہے کہ علقمہ کی روایت اپنے باپ سے مرسل ہے علقمہ کو باپ سے سماع حاصل نہین ہے چنانچہ عبارت تہذیب الاسماء نووی و عبارت

کنیت ابو العنبس اور ابو السکن دونوں ہے ابن حبان نے کتاب الثقات مین لکہا ہے حجر بن عنبس ابو السکن الکوفی وہو الذی یقال لہ حجر ابو العنبس الخ۔

مین کہتا ہون عینی نے جو جواب دیا ہے محض لا یعبأ بہ ہے کیونکہ امام بخاری وابوزرعہ وترمذی وغیرہم محققین کے اقوال کے سامنے ابن حبان کا قول لائق اعتبار نہین یہ وہی ابن حبان ہین جنکے بارے مین آپ نے اسی رسالہ احسن المقال کے صفحہ ۶۰ مین لکہا ہے (اور ابن حبان نے بہتیرے راویونکو جو مجروح وضعیف ہین کتاب الثقات مین داخل کر دیا ہے چنانچہ اسحاق بن ابراہیم بن علاء زبیدی کو جو مجروح وضعیف ہین اور جنکی تضعیف اوپر گذر چکی کتاب الثقات مین داخل کر دیا ہے اسی وجہ سے صرف توثیق ابن حبان پر محدثین کو چندان اعتماد نہین ہے) اب آپ ہی انصاف سے کہیئے کہ امام بخاری جو قبلہ محدثین ہین اور ایسے ہی ابوزرعہ رازی جنکی تعریف مین امام احمد رطب اللسان رہتے تھے ایسے محققین کے قول کے ہوتے ابن حبان کا قول کیسے معتبر سمجہا جاوے اور پہر اوس حالت مین جبکہ وہ صیغہ تمریض سے بیان کرتے ہین اور یہ جو ابوداؤد ودارقطنی کی آپنے سند نقل کی ہے کہ اوسمین بہی ابو العنبس ہے نسخ صحیحہ ابوداؤد مین جو قلمی دیکہے گئے تو اونمین ابن العنبس ہے یہ کسی کاتب کا وہم ہے جو ابو العنبس لکہہ دیا ہے۔

قول مؤلف دوسرا اعتراض کہ اس سند مین شعبہ نے علقمہ کو زیادہ کیا ہے اسکا جواب علامہ عینی نے یہ دیا ہے قولہ وزاد فیہ علقمۃ لا یضر لان زیادۃ الثقۃ مقبولۃ لا سیما من مثل شعبۃ + یعنی اگر اس سند مین علقمہ زیادہ ہین تو کچہہ مضائقہ نہین کیونکہ ثقہ کی زیادت مقبول ہے۔

مین کہتا ہون شعبہ اگرچہ ثقہ ہین مگر شاک مشہور ہین بہت جگہہ انسے خطا ہو جاتی ہے چنانچہ اسکی بحث عنقریب آئیگی تو پہر قول امام بخاری وابوزرعہ ویحیی قطان وترمذی

مسلم فی حدیث الذی یقتله الدجال فیقول انت الدجال الذی حدثنا
به رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ومعلوم ان ذلک الرجل متاخر عن المیقات۔
ترجمہ خطیب نے کہا کہ اعلیٰ عبارتون کا اس مین (سمعت) ہے پھر (حدثنا) یا (حدثنی)
پس نہین قریب ہے کہ کوئی کہے (سمعت) اجازت اور مکاتبت اور تدلیس مین
جب تک کہ اوس روایت کو نہین سنا ہے بخلاف لفظ حدثنا کے پس بیشک بعض اہل
علم تھے استعمال کرتے (حدثنا) کو اجازت مین اور حسن سے روایت کی گئی ہے
کہ انھون نے کہا کہ ہم سے حدیث بیان کی ابوہریرہ نے حالانکہ حسن نے ابوہریرہ سے
نہین سنا یہان تک فرمایا اور کہا ابن قطان نے نہین ہے لفظ (حدثنا) کا تصریح
اسمین کہ اوسکو قائل نے حدیث کو سنا ہی ہو بدلیل اوس حدیث کے جو صحیح مسلم مین
ہے شان مین اوس شخص کے جسکو دجال قتل کریگا وہ کہے گا تو وہی دجال ہے جسکی ہکو
رسول اللہ صلعم نے حدیث کیا تھا اور یہ بات معلوم ہے کہ وہ رجل موخر ہے زمانہ حضرت
صلعم سے۔ اس عبارت تدریب سے معلوم ہوا کہ لفظ حدثنا کا سماعت مین نص نہین
ہے ہوسکتا ہے کہ علقمہ نے اپنے باپ سے واسطہ سے سنا ہو اور حدثنا کا لفظ استعمال
کر دیا ہو۔ وجہ دوسری یہ احتمال قوی ہے کہ کسی راوی نے وہم سے لفظ حدثنا
کا کہدیا ہو جیسے وہم سے کنت غلاما لااعقل صلاۃ ابی کا قائل عبدالجبار کو ٹھہرایا ہے
اور روایت بالمعنی کا وہم آپکے نزدیک بھی ہے حاصل کلام وخلاصہ مرام یہ ہے کہ علقمہ
نے اپنے باپ سے نہین سنا۔ امام بخاری ویحیی بن معین وغیرہما کا قول اس بارہ
مین ٹھیک ہے اور انقطاع کا دھبہ جو اس روایت پر تھا وہ قائم رہا وباللہ
التوفیق ❊

قول مؤلف پہلا اعتراض جو یہ ہے کہ شعبہ نے ابن العنبس کے بدلے ابی العنبس
کہہ دیا ہے اونکی کنیت ابوالسکن ہے اسکا جواب یہ دیا ہے کہ حجر بن العنبس کی

وہ اس جواب کی قدر سمجھین گے ہین نہ مانا کہ سفیان ایسے اور ویسے اور انکی وہ روایت
ایسی اور ویسی ہے مگر شعبہ کی روایت اوس وقت مرجوح قرار دیکر نظر انداز کی جاتی
جب دونون مین منافات ہو اور تطبیق ممکن نہو اصول حدیث کا یہ مسئلہ ہے کہ حتی الوسع
تطبیق دیکر منافات کو دور کر دینا چاہیے اب سنو کہ دونون حدیثون مین کچھ منافات نہین
سفیان اور شعبہ دونون کی حدیثون کا مضمون صحیح ہے مدصوت و رفع صوت کے
معنی یہان صوت سرّی کو اس طرح سانس کھینچ کے پڑھنے کے ہین کہ قریب والا
سن سکے دیکھو اگر کوئی نماز ظہر یا عصر مین کچھ سانس کھینچ کے نماز پڑھے جسکو آس پاس
والے سن لین تو وہان یہ کہنا بھی درست ہے کہ یہ شخص زور سے پڑھ رہا ہے یعنی اس
طرح پڑھتا ہے کہ دوسرے لوگ بھی سنتے ہین اور یہ بھی کہہ سکتے ہین کہ آہستہ پڑھتا ہی
یعنی نماز جہریہ کی طرح نہین پڑھتا پس وائل رضؓ نے اپنے بیٹے علقمہ کو یہ کہا اخفی بھا
صوتہ تو اوسکا مطلب یہ تھا کہ مین نے جو آنحضرت صلعم کو بعد ولا الضالین آمین کہتے
سنا تو اس سے یہ نہ سمجھنا کہ آپ نے تکبیر وغیرہ کی طرح آمین کو زور سے کہا تھا
بلکہ آہستہ کہا تھا اور سلمہ بن کہیل سے جو مد صوت کی روایت کی تو اوسکا مطلب
یہ تھا کہ بعد سورہ فاتحہ آمین کہنا مستحب ہے کیونکہ آنحضرت کے پیچھے جو مین نے نماز
پڑہی تھی تو آپ نے ولا الضالین کے بعد آمین کہی تھی اور مین نے آمین کو اسوجہ
سے سن لیا کہ آپ نے اسکو سانس کھینچ کے پڑہا تھا غرض کہ دونون حدیثون کو
ملانے سے یہ بات ثابت ہوئی کہ وائل بن حجر رضؓ کی حاضری کے زمانہ مین آنحضرت
نے آمین بالسر اس طرح سانس کھینچ کے پڑہی تھی کہ آپ کے آس پاس والون نے
سن لی تھی چنانچہ اس مطلب کی تائید عبدالجبار کی روایت کرتی ہے جسکو نسائی نے
روایت کیا ہے قال آمین فسمعتہ منہ وانا خلفہ یعنی وائل نے کہا کہ آنحضرت صلعم
نے آمین کہی اور مین نے اوسکو سن لیا کیونکہ مین آپ ہی کے پیچھے تھا دیکھیے ان دونو

وغیرہم محدثین کا معتبر ہوگا نہ فقط عینی متعصب کا کیونکہ وہ لوگ محدثین تحقیق متعین ما
خامضہ کے تھے نہ عینی ✦

قول مؤلف تیسرا اعتراض کہ شعبہ نے مد بہا صوتہ یا رفع بہا صوتہ کی جگہ غلطی
سے خفض بہا صوتہ یا اخفی بہا صوتہ کہدیا ہے لوگوں نے اس اعتراض کی صحت پر
بہت زور لگایا ہے کہ اولاً سفیان شعبہ سے احفظ ہین کیونکہ خود شعبہ نے اقرار
کیا ہے اور یحیی بن سعید قطان اور یحیی بن معین ایسے نقاد رجال نے کہا ہے کہ سفیان
اور شعبہ مین جب مخالفت ہوتی ہے تو مین سفیان کو اختیار کرتا ہون بیہقی نے کتاب سنن
مین لکھا ہے وکان شعبۃ یقول سفیان احفظ منی وقال یحیی بن سعید القطان
لیس احد احب الی من شعبۃ واذا خالفہ سفیان اخذت بقول سفیان وقال
یحیی بن معین لیس احد یخالف سفیان الثوری الا کان القول قول سفیان قال
وشعبۃ ایضا ان خالفہ قال نعم اور علامہ ابن القیم نے اعلام الموقعین مین لکھا ہے قال
البیہقی لا اعلم اختلافا بین اھل العلم بالحدیث ان سفیان وشعبۃ اذا
اختلفا فالقول قول سفیان ثانیاً سفیان کی متابعت محمد بن سلمہ اور علاء بن صالح
اسدی نے کی ہے اعلام الموقعین مین ہے وترجیح ثان وھو متابعۃ العلاء بن صالح
ومحمد بن سلمۃ بن کھیل لہ ثالثاً خود شعبہ نے بھی سفیان کی متابعت کی ہے بیہقی نے
سنن کبریٰ مین روایت کی ہے عن ابی الولید الطیالسی ثنا شعبۃ عن سلمۃ
بن کھیل سمعت حجرا ابا عنبس یحدث عن وائل الحضرمی انہ صلی خلف النبی
صلی اللہ علیہ وسلم فقال ولا الضالین قال آمین رافعا بہا صوتہ ۔ علامہ ابن قیم
نے اعلام الموقعین مین لکھا ہے قال البیہقی فیحتمل ان یکون تنبہ لذلک فعاد
الی الصواب فی متنہ وترک ذکر علقمۃ فی اسنادہ ۔ اب مین بعونہ تعالے
ہر ایک کا جواب باصواب دیتا ہون جو لوگ علم حدیث مین مذاق کامل رکھتے ہین

دو روایتون میں جبکہ تطبیق دی جاتی ہے جبکہ ان دو روایتون میں تطبیق دی جا سکتی

ہے جو درجہ مین مساوی ہون حافظ ابن حجر نخبہ اور اوسکی شرح مین فرماتے

ہین وان عورض فلا یخلو اما ان یکون معارضہ مقبولا مثلہ او یکون

مردودا والثانی لا اثر لہ لان القوی لا یؤثر فیہ مخالفة الضعیف وان

کانت المعارضة بمثلہ فلا یخلو اما ان یمکن الجمع بین مدلولیھما بغیر

تعسف او لا فان امکن الجمع فھو النوع المسمی مختلف الحدیث۔ **ترجمہ**

اگر روایت مقبول کے دوسری روایت معارض ہوئیں اس سے خالی نہین

کہ جو روایت معارض ہے وہ بھی مثل اول کے مقبول ہے یا مردود اور ثانی یعنی

مردود کے معارضہ مین کچھہ اثر نہین کیونکہ قوی مین مخالفت ضعیف سے کچھہ اثر

نہین آتا اور اگر معارضہ مثل ویسے کے ہو تو اس سے خالی نہین کہ دونون روایتون

مین تطبیق بغیر تعسف کے ممکن ہے یا نہین اگر جمع ممکن ہو تو اس قسم کی روایت کا

نام مختلف الحدیث رکھا گیا ہے اسیطرح سے اور کتب اصول مین بھی ہے حافظ

ابن حجر کی عبارت سے چند امر معلوم ہوئے **اول** یہ کہ جو حدیث معارض کسی روایت کی

ہو وہ معارض اوسوقت سمجھی جائیگی جبکہ معارض عنہ کے مثل ہو۔ **دوم**

روایت ضعیفہ جو مثل معارض عنہ کے نہ ہو وہ معارضہ کی صلاحیت نہین رکھتی

سوم روایت ضعیفہ معارض کا معارض عنہ کے مقابلہ مین کچھہ اثر نہین ہوتا۔

چہارم اگر معارض مثل معارض عنہ کے ہو تو تطبیق اوسی صورت مین دی جائیگی

جبکہ بغیر تعسف کے تطبیق ممکن ہو ورنہ تطبیق نہین دی جائیگی۔ اب مین کہتا ہون

کہ یہان پر روایت شعبہ کی معارض روایت سفیان کے نہین ہو سکتی کیونکہ روایت

شعبہ کی قاعدہ اصول سے شاذ ہے اور شاذ اقسام سے ضعیف کے ہے جبکہ یہان پر

معارضہ ہی نہ متحقق ہوا تو تطبیق کیسی اب قطع نظر کل امور کے جو پہلے مذکور ہوئے

تھے دیتے صاف نکل رہا ہے کہ آپ نے آمین بالجہر نہیں کہی [illegible] تسبیحات
کی طرح یا اسرکہی مگر ذرا سانس کھینچکر ، و [illegible] سب کے لوگوں نے [illegible] مد کھینچ کے
[illegible] تعلیم تھا آنحضرت صلعم سے [illegible] میں تین جگہ آتی ہیں [illegible] لوگوں نے
[illegible] اور [illegible] مطلب [illegible] ابوہریرہ کی روایت [illegible]
[illegible] ابوداؤد نے [illegible] صف اول
[illegible] سے ہوتی ہے کہ صف اول کے وہ لوگ جو آنحضرت کے قریب تھے وہ آمین سنتے تھے
صاف نکل رہا ہے کہ آپ آہستہ آمین [illegible] جیسا کہ آمین بالجہر والے
ایسا کہتے ہیں کہ آخر صف تک آواز پہونچ جاتی [illegible]
صوتہ اور اخفی بہا صوتہ دونوں صحیح ہیں اور دونوں میں نہایت عمدہ تطبیق ہوجاتی
ہے جسکو ہر انصاف پسند اور غیر متعصب قبول کرسکتا ہے ۔

مین کہتا ہون خاک [illegible] راقم [illegible] نے پوری عبارت حضرت شیخ [illegible]
صاحب کی اس غرض سے نقل کی ہے کہ [illegible] آپکی تطبیق کو [illegible]
اور آپ کی ہمہ دانی و استعداد علمی کا اندازہ ہو [illegible] دونون [illegible]
منافات نہیں ہے کیون جناب شیخ رفع بہا صوتہ و خفض بہا صوتہ میں منافات
نہیں ہے رفع و خفض مین کیا تقابل ہے تحقیق [illegible] مجمع البحار مین [illegible]
الخافض تعالی یخفض الجبارین ای یضعهم ویهینهم ویخفض کل شیء یرید خفضه
وهو ضد الرفع - یعنی اللہ تعالی پست کرتا ہے متکبرون کو اور انکو ذلیل کرتا ہے
جب چاہتا ہے اونکا پست کرنا [illegible] خفض ضد رفع [illegible] صاحب [illegible] کے کلام
سے معلوم ہوا کہ خفض و رفع مین تقابل تضاد ہے [illegible] دونوں میں تقابل تضاد
ہو اون مین منافات نہ ہو [illegible] آپ ہی کا [illegible] تطبیقات کی
دلیل کافی اور برہان شافی ہے اور اصول حدیث کا یہ قاعدہ نہیں ہے کہ ہر قسم کی

تقاضا کین دونون کی آواز بلند ہوئی یہان تک کہ رسول اللہ صلعم نے آواز کو
سنا حالانکہ آپ گھر مین تھے پس آپ دونون کی طرف نکلے دیکھیے اگر سانس
کھینچنے کے معنی یہان ہوتے تو حضرت صلعم گھر مین کیسے سن لیتے اور بخاری صـ۱۱۶
مین ہے ان ابن عباس اخبرہ ان رفع الصوت با لذکر حین ینصرف الناس
من المکتوبۃ کان علی عھد النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ابن عباس کنت
اعلم اذا انصرفوا بذلک اذا سمعتہ - **ترجمہ** ابن عباس نے ابو معبد کو خبر دیا کہ بلند
کرنا آواز کا ذکر سے جب لوگ فرض نماز سے پھرتے تھے حضرت صلعم کے زمانہ مین تھا
ابن عباس کہتے ہین مین نماز سے فارغ ہونے کو معلوم کر لیتا تھا جب ذکر کی آواز کو
سنتا تھا - یہان پر بھی وہی لفظ (رفع صوت) ہے ابن عباس اس آواز کو
اپنے گھر مین سن لیتے تھے اگر رفع صوت کے معنی سانس کھینچ کے پڑھنے کے ہوتے
تو ابن عباس گھر مین کیسے سن لیتے اور بخاری صـ۹۴۲ مین ہے باب ما یکرہ من
رفع الصوت فی التکبیر عن ابی موسی الاشعری قال کنا مع رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فکنا اذا اشرفنا علی واد ھللنا وکبرنا ارتفعت اصواتنا
فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یا ایھا الناس اربعوا علی انفسکم فانکم
لا تدعون اصم ولا غائبا انہ معکم انہ سمیع قریب **ترجمہ** یہ باب
اسکا ہے کہ بلند کرنا آواز کا تکبیر کے ساتھہ مکروہ ہے ابو موسی اشعری سے روایت ہے
کہا ہم لوگ حضرت صلعم کے ہمراہ تھے جب کسی وادی پر چڑہتے تو لا الہ الا اللہ
اللہ اکبر کہتے ہماری آوازین بلند ہوئین حضرت صلعم نے فرمایا اے لوگو اپنے
نفسون پر نرمی کرو تم بہرے اور غائب کو نہین پکارتے ہو وہ تمہارے ساتھہ
ہے سننے والا قریب - اس حدیث کا بھی فائدہ وہی ہے جو پہلے مذکور ہوا بخاری
صـ۵۸۹ مین ہے عن البراء قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم ینقل

ذرا حضرت کی تطبیق کا حال سننا چاہئے آپ نے تطبیق یون دی ہے کہ رفع صوت
رفع صوت کے معنی یہان صوت سری سانس کھینچکر پڑھنے کے ہین مین کہتا ہون
اکثر حدیثون مین رفع صوتہ کا لفظ آیا ہے مگر رفع صوت کے معنی کسی کتاب لغت مین سانس
کھینچ کے پڑہنے کے نہین ہین یہ فقط مولف حبل کی طبع زادیات سے صراح قاموس وغیرہ
کتب مین محاورہ رفع صوتہ کا لکھا ہے یقال فی صوتہ رفاعۃ بالضم والفتح بلندی
وبلند آوازی شدت ـ یعنی جب بولا جاتا ہے کہ اسکی آواز مین رفعت ہے تو معنی بلندی
آواز کے ہوتے ہین قطع نظر کتب لغت کے اب چند مثالین احادیث کی نقل کرتا ہون
جہان پر یہ لفظ مستعمل ہوا ہے تاکہ عامہ ناظرین خیال فرمائین کہ رفع صوت
کے معنی سانس کھینچکے نہین ہین بخاری مطبوعہ مطبع احمدی جلد اول صہ ۴۹ مین ہے
فلما استیقظ عمر ورای ما اصاب الناس وکان رجلا جلیدا فکبر ورفع صوتہ
بالتکبیر فما زال یکبر ویرفع صوتہ بالتکبیر حتی استیقظ لصوتہ النبی صلی
اللہ علیہ وسلم ـ ترجمہ جب عمر رض نیند سے جاگے اور جو لوگون کو پہونچا
تھا اوسکو دیکھا اور حضرت عمر ایک مضبوط دل کے آدمی تھے پس اللہ اکبر کہا اور
اپنی آواز کو تکبیر کے لفظ سے بلند کیا برابر تکبیر کہتے رہے اور اپنی آواز کو تکبیر کے
لفظ سے بلند کرتے رہے یہانتک کہ حضرت عمر رض کی آواز سے نبی صلعم جاگ پڑے
فائدہ اس حدیث مین بھی وہی لفظ (رفع صوتہ) کا ہے جس سے حضرت
صلعم بیدار ہوگئے اگر رفع صوت کے معنی صوت سری کے ہوتے تو حضرت صلعم
کیسے بیدار ہوجاتے اور بخاری صہ ۶۵ مین ہے عن کعب انہ تقاضی ابن ابی
حدرد دینا کان لہ علیہ فی المسجد فارتفعت اصواتھما حتی سمعھا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو فی بیتہ فخرج الیھما ـ ترجمہ
کعب سے روایت ہے کہ انھون نے ابن ابی حدرد سے مسجد مین اپنے قرض کا

صلعم مکہ مین پوشیدہ تھے جب حضرت صلعم اپنے صحابہ کے ساتھ نماز پڑھتے تھے
تو اپنی آواز کو قرآن کے ساتھ بلند کرتے تھے جسوقت مشرک سنتے تھے تو قرآن کو اور
قرآن کے اتارنے والے کو اور جو اوسکو لایا ہے سبکو گالیان دیتے تھے پس اللہ
تعالی نے اپنے نبی سے فرمایا مت زور سے قراۃ کر جو مشرک سنکر گالی دین اور اپنے
ساتھیون سے پوشیدہ مت کر درمیان میں اور آہستہ کے قراۃ کر دیکھو یہان پر
(رفع صوتہ) کا لفظ ہے جسکی معنی سے ظاہر ہوتا ہے کہ مشرک لوگ جو خانہ نماز اپنے
گھرون مین ہوتے تھے وہ بھی آواز کو سن لیتے تھے - اور بخاری صفحہ ۷۱۹ مین ہے
عن ابی ملیکۃ قال کاد الخیران ان یھلکا ابا بکر و عمر رفعا اصواتھما عند النبی
صلی اللہ علیہ وسلم حین قدم علیہ رکب بنی تمیم فاشار احدھما
بالاقرع بن حابس اخی بنی مجاشع واشار الاخر برجل اخر فقال نافع لا احفظ
اسمہ فقال ابو بکر لعمر ما اردت الا خلافی قال ما اردت خلافک فارتفعت
اصواتھما فی ذلک فانزل اللہ یا ایھا الذین آمنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت
النبی - ترجمہ ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہا کہ قریب تھے دو بھلے آدمی
ہلاک ہون یعنی ابوبکر و عمر بلند کیا دونون نے آواز اپنی کو نبی صلعم کے نزدیک
جب بنی تمیم کے لوگ آپ کے پاس آئے حضرت عمر نے اشارہ کیا کہ اقرع بن حابس
اخی بنی مجاشع کو امیر بنایئے اور ابوبکر رض نے دوسرے آدمی کا اشارہ کیا نافع کہتے
ہین کہ مجھکو نام اوسکا یاد نہین ہے ابوبکر رض نے عمر رض سے کہا آپ نے نہین ارادہ کیا
مگر میری مخالفت کا حضرت عمر رض نے کہا مین نے آپکی مخالفت کا ارادہ نہین کیا
پس دونون کی آوازین بلند ہوئین اللہ تعالی نے اس بارے مین یہ آیت نازل
کی اے ایمان والو اپنی آوازونکو نبی کی آواز پر بلند مت کرو - آیت قرآنی و حدیث
نبوی سے محاورہ رفع صوت کا معلوم ہو گیا کہ معنی بلند آواز کے ہین اگر رفع صوت

التراب یوم الخندق حتی اغمر بطنه او اغبر بطنه یقول و اللہ لو لا اللہ ما اھتدینا + ولا تصدقنا ولا صلینا فانزلن سکینۃ علینا وثبت الاقدام ان لاقینا + ان الاولی قد بغوا علینا + اذا ارادوا فتنۃ ابینا + ورفع بھا صوتہ ابینا ابینا – ترجمہ براء سے روایت ہے کہ حضرت صلعم خندق کے دن مٹی کو نقل کرتے تھے یہانتک کہ آپ کا پیٹ مبارک غبار سے آلودہ ہوگیا اور آپ فرماتے تھے اللہ کی قسم اگر اللہ نہ ہوتا تو ہم لوگ ہدایت نہ پاتے اور نہ صدقہ دیتے نہ نماز پڑھتے ای اللہ اوتار طمانیت ہم پر اگر دشمن سے مقابلہ ہو تو ہمارے قدمون کو ثابت رکھ اہل مکہ نے ہم پر بہت ظلم کیا ہے اگر وہ لوگ شرک ظلم کا ہم سے ارادہ کرین تو ہم لوگ انکار کرین ۔

راوی کہتا ہے حضرت صلعم اَبینا کے لفظ کو بلند آواز سے پڑھتے تھے یعنی اور اشعارون کو تو جیسے شعر پڑھتے ہین ایسے ہی پڑھتے تھے مگر ابینا کے لفظ کو خوب بلند آواز سے پڑھتے تھے اور اسی صفحہ بخاری مین یمد صوتہ باخرھا یعنی اپنی آواز کو آخر لفظ کے ساتھہ دراز کرکے پڑھتے تھے اس روایت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مد صوتہ کا محاورہ اور رفع صوتہ کا ایک ہی ہے فقط درازی کا فرق ہے اور بخاری صفحہ ۶۸۶ مین ہے عن ابن عباس فی قولہ تعالی لا تجھر بصلاتک ولا تخافت بھا قال نزلت ورسول اللہ صلعم مختفی بمکۃ کان اذا صلی باصحابہ رفع صوتہ بالقرآن فاذا سمع المشرکون سبوا القرآن ومن انزلہ ومن جاء بہ فقال اللہ تعالی لنبیہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تجھر بصلوتک ای بقرأتک فیسمع المشرکون فیسبون القرآن ولا تخافت بھا عن اصحابک فلا تسمعہم وابتغ بین ذلک سبیلا – ترجمہ ابن عباس سے اللہ تعالی کے قول (لا تجھر بصلاتک ولا تخافت بھا) کی تفسیر مین روایت ہے کہ یہ آیت نازل ہوئی اور رسول اللہ

نہ زور سے پڑھ نماز اپنی
اور نہ آہستہ

بکم صنیعکم حتی ظننت انه سیکتب علیکم ۔ ترجمہ زید بن ثابت سے روایت ہے کہ
حجرہ بنایا رسول اللہ صلعم نے کھجور کے پتے یا چٹائی سے ایک چھوٹا حجرہ پس حضرت صلعم
اوسمین نماز پڑھتے تھے کچھہ لوگون نے تحقیق اسکی کیا اور آکر حضرت کی نماز کے ساتھہ
پڑھنے لگے جب دوسری رات ہوئی تو لوگ حاضر ہوئے اور رسول اللہ صلعم نے
تاخیر کی اور اونکی طرف نہین نکلے لوگون نے اپنی آوازین بلند کین اور دروازے پر
کنکری پھینکین حضرت صلعم غصہ کی حالت مین نکلے اور فرمایا یہ فعل تمہارا ہمیشگی کا
معلوم کرکے مین نے گمان کیا کہ کہین تمپر یہ نماز فرض نہ کیجاوے ابوداؤد مطبوعہ
مصر صہ ۱۳۲ مین ہے عن ابی قتادۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم خرج لیلۃ فاذا ھو
بابی بکر رض یصلی یخفض من صوتہ قال ومر بعمر بن الخطاب وھو یصلی رافعا صوتہ
فلما اجتمعا عند النبی صلعم قال صلی اللہ علیہ وسلم یا ابا بکر مررت بک وانت
تصلی تخفض صوتک قال قد اسمعت من ناجیت یا رسول اللہ قال وقال لعمر
مررت بک وانت تصلی رافعا صوتک قال فقال یا رسول اللہ اوقظ الوسنان
واطرد الشیطان زاد الحسن فی حدیثہ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم
یا ابا بکر ارفع من صوتک شیئا وقال لعمر اخفض من صوتک شیئا ۔ ترجمہ
ابوقتادہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک رات کو نکلے ناگاہ ابوبکر رض
نماز پڑھتے تھے اپنی آواز پست کررہے تھے راوی نے کہا حضرت صلعم حضرت عمر رض
پر گذرے اور وہ نماز پڑھ رہے تھے اپنی آواز کو بلند کئے ہوئے تھے جبکہ دونون
حضرت صلعم کے پاس جمع ہوئے حضرت صلعم نے فرمایا اے ابابکر مین تیرے
پاس سے ہوکر گذرا اور تو نماز پڑھ رہا تھا اپنے آواز کو پست کئے تھا ابوبکر رض نے کہا
مین سنتا تھا جس سے مناجات کررہا تھا اے رسول اللہ اور حضرت عمر رض سے
کہا مین تیرے پاس ہوکر گذرا اور تو نماز پڑھ رہا تھا اپنی آواز کو بلند کئے تھا

کے معنی صوت سری کے ہوتے تو یہ آیت ہی کیون نازل ہوئی نیز اسی صفحہ بخاری
مین ہے عن انس بن مالک ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم افتقد ثابت بن قیس
فقال رجل یا رسول اللہ انا اعلم لک علمہ فاتاہ فوجدہ جالسا فی بیتہ
منکسا راسہ فقال ما شانک فقال شر کان یرفع صوتہ فوق صوت النبی
صلی اللہ علیہ وسلم فقد حبط عملہ وھو من اھل النار فاتی الرجل النبی صلی
اللہ علیہ وسلم فاخبرہ انہ قال کذا وکذا فقال موسی فرجع الیہ المرۃ
الاخرۃ ببشارۃ عظیمۃ فقال اذھب الیہ فقل لہ انک لست من اھل
النار ولکنک من اھل الجنۃ — ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے کہ نبی صلعم
نے ثابت بن قیس کو نہ پایا ایک آدمی نے کہا کہ یا رسول اللہ مین اوسکی خبر آپکے
پاس لاؤنگا پس وہ آدمی ثابت کے پاس آیا پس اوسکو پایا کہ سر جھکائے بیٹھا ہے
پوچھا تیرا کیا حال ہے ثابت نے کہا حال میرا برا ہے وہ اپنی آواز نبی صلعم کی آواز پر
بلند کرتا تھا تو اب عمل میرا ساقط ہو گیا اور مستحق جہنم کا بن گیا وہ آدمی حضرت صلعم کے
پاس آیا اور آپکو خبر دیا کہ ثابت نے یہ یہ کہا ہے راوی موسی نے کہا کہ پھر طرف
ثابت کے بڑی خوشخبری لیکر واپس آیا حضرت صلعم نے فرمایا کہ تو جا کر اوس سے
کہو کہ تو اہل نار سے نہین تو اہل جنت سے ہے — اس حدیث سے معلوم ہوا کہ
حضرت صلعم جب کچھ فرماتے تھے تو ثابت کی آواز آپکی آواز پر بلند ہوتی تھی —
اور بخاری ص۹۰۲ مین ہے عن زید بن ثابت قال احتجر رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم حجیرۃ مخصفۃ او حصیرا فخرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی
فیھا فتتبع الیہ رجال وجاؤا یصلون بصلوتہ ثم جاؤا لیلۃ فحضروا وابطا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عنھم فلم یخرج الیھم فرفعوا اصواتھم وحصبوا
الباب فخرج الیھم مغضبا فقال لھم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما زال

کہ آپ کے متصل مہاجرین اور انصار کھڑے ہون تاکہ آپ سے احکام نماز کو سیکھین تو بموجب اس روایت کے وائل یا تو دوسری یا تیسری یا آخر کی صف مین ہونگے اور دوسری تیسری صف مین آمین کی آواز تب ہی سنی جاویگی جبکہ بہت زور سے کہی جائیگی آپکا استدلال اس حدیث سے تب صحیح ہوتا جب آپ یہ ثابت کرتے کہ وائل صف اول مین محاذات مین آپکے کھڑے تھے اور یہ آپ نے ابتک ثابت نہین کیا (انا خلفہ) سے آپکا مطلب ہرگز ثابت نہین ہوتا کیونکہ جسقدر مقتدی امام کے ساتھ ہوتے ہین گو وہ صف اول مین ہون یا دوسری صف یا تیسری صف مین سب ہی امام کے پیچھے سمجھے جاتے ہین غرض یہ حدیث ہمارے موئد نکلی اور دوسری حدیث جو مسند حمیدی کی آپ نے اپنے مطلب کی تائید کے لیے لکھی ہے اوسکا حال مفصل پہلے گذر چکا کہ وہ قابل احتجاج کے نہین ہے۔

فائدہ اس صفحہ ۲۳ مین جو آپ نے روایت مسند حمیدی کو ذکر کیا ہے تو جو اصل روایت تھی جسکو ہم نے بواسطہ فتح الباری نقل کیا ہے اوسی طرح آپ نے بھی نقل کیا ہے ان الفاظ سے (قال آمین حتی یسمع من یلیہ من الصف الاول) یعنی لفظ (قال آمین) ہے نہ (رفع صوتہ بآمین) اللہ تعالیٰ نے آپکے قلم سے جو حق بات تھی یہان نکلوا دی سچ ہے ان الکذوب قد یصدق۔ خلاصہ کلام وسلام مرام یہ ہے کہ حدیث وائل بن حجر کی رفع بہا صوتہ صحیح ہے اور اخفی بہا صوتہ شاذ مردود۔

قول مؤلف مگر نہایت افسوس کا مقام ہے کہ باوجود اس امر کے کہ حتی الوسع تطبیق دینا چاہیے اکثر محدثین نے یہان پہلو تہی کی اور شعبہ ایسے جلیل القدر کے تخطیہ پر امادہ ہوگئے الخ۔

مین کہتا ہون محدثین سابقین مثل آپکے نہ تھے وہ ماہر الاصول تھے جانتے تھے کہ ان دونون روایتون مین تعارض نہین تعارض تب سمجھا جاتا ہے جب دونون کا درجہ مساوی ہو اور تطبیق بلا تعسف کے ہوسکے یہان نہ تعارض تھا نہ تطبیق بلا

حضرت عمر رضؓ نے کہا اے اللہ کے رسول مین سوتون کو جگاتا تھا اور شیطان کو بھگاتا
تھا حسن نے اپنی حدیث مین اتنا اور زیادہ کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے
ابوبکر اپنی آواز کو کچھہ بلند کر اور حضرت عمر رضؓ سے فرمایا اپنی آواز کچھہ پست کر۔
اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رفع صوت سے آدمی سویا ہوا بھی جاگ پڑتا ہے
اگر مین ابوداؤد کی کل احادیث جنمین لفظ رفع صوتہ کا محاورہ ہے لکھون اور پھر
اور کتب حدیث کی احادیث کو تو اس رسالے کا حجم بہت بڑھ جائے اہل انصاف
کے واسطے اسیقدر احادیث کافی وافی شافی ہین۔ حاصل کلام وخلاصہ مرام
یہ ہے کہ کسی کتاب لغت مین اور محاورہ قرآن وحدیث مین رفع صوتہ کے معنی
رفع صوت سری کے نہین آئے یہ حضرت نیموی کی طبع زاد بات ہے اور آپ نے اس
اپنی تطبیق پر جسپر آپ کو ناز تھا روایت عبدالجبار سے جو پہلے منقول ہوئی استمداد کی ہے
حالانکہ یہ روایت منقطع ہے خود آپ نے اپنے اس رسالے کے صفحہ ۱۹ مین اقرار کیا ہے
کہ عبدالجبار نے اپنے باپ سے نہین سُنا الفاظ آپکے یہ ہین (البتہ عبدالجبار نے اپنے باپ
سے نہین سنا م) جبکہ آپ کو خود اقرار ہے کہ عبدالجبار نے اپنے باپ سے نہین سُنا پھر ہمارے
مقابلہ مین ایسی روایت سے استدلال کرنا یا تو آپ کے فہم کی خوبی ہے یا وہی سوء
حافظہ کی وجہ ہے اگر یہ روایت صحیحہ بھی مانی جاوے تو بھی ہمارے مطلب کے موید
ہے کیونکہ اس مین وائل کہتے ہین کہ مین حضرت کے پیچھے تھا مین نے آمین کی آواز آپکی
سُنی ظاہر ہے کہ صف اول مین تو مہاجرین اولین آپ کے پیچھے کھڑے ہوتے
تھے بموجب حدیث لیلینی منکم اولو الاحلام والنہی ثم الذین یلونہم ثم الذین
یلونہم یعنی میرے قریب وہ آدمی ہون جو تم مین صاحب عقل وفہم وفراست کے
ہین پھر وہ آدمی جو فہم مین اونکے قریب ہین پھر وہ جو اونکے قریب ہین یہ روایت
ترمذی ص۳۳ مین ہے اسکے بعد ترمذی نقل کرتے ہین کہ حضرت صلعم کو پسند آتا تھا

بن بشار دکلاهما عن غندر قال ابو بکر نا محمد بن جعفر غندر عن شعبة عن یحیی بن یزید الهنائی قال سالت انس بن مالک عن قصر الصلوٰة فقال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اذا خرج ثلاثة امیال او ثلاثة فراسخ شعبة الشاک صلی رکعتین ۔ ترجمہ یحیی بن یزید ھنائی کہتے ہیں کہ مین نے انس بن مالک سے سوال کیا نماز کے قصر کرنے کا کہا کہ رسول اللہ صلعم جب تین میل یا تین فرسخ نکلتے تھے شعبہ نے شک کیا ہے تو دو رکعت نماز پڑھتے تھے ۔ اس حدیث مین بھی ہے کہ شعبہ کو یاد نہ رہا شک سے کہا کہ تین میل تھے یا تین فرسخ نیز ص۲۵۹ مین ہے عن ابی بن کعب قال قال ابی فی لیلة القدر واللہ انی لاعلمها واکثر علمی هی اللیلة اللتی امرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بقیامها هی لیلة سبع وعشرین انما شک شعبة فی ھذا الحرف ہی اللیلة التی امرنا بھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔ ترجمہ ابی بن کعب نے لیلة القدر کے بارے مین فرمایا اللہ کی قسم مین اوسکو جانتا ہون میرا اکثر گمان یہ ہے کہ لیلة القدر وہ رات ہے کہ رسول اللہ صلعم نے ہمکو حکم فرمایا اوسکے قیام کا وہ ستائیسوین رات ہے شعبہ نے اس حرف (وہ رات ہے جسکا ہمکو رسول اللہ صلعم نے حکم کیا ہے) مین شک کیا ہے اور ترمذی ص۴ مین ہے وروی شعبة ھذا الحدیث عن خالد بن علقمة فاخطاء فی اسمه واسم ابیه فقال مالک بن عرفطة ۔ ترجمہ شعبہ نے اس حدیث کو خالد بن علقمہ سے روایت کیا پس اوسکی نام اور اوسکے باپ کے نام مین خطا کی پس کہا مالک بن عرفطہ اور ابو داؤد مطبوعہ مصر ص۱۲۸ مین ہے حدثنا ابن بشار ثنا محمد بن جعفر ثنا شعبة عن ابی شعیب عن طاؤس قال سئل ابن عمر عن الرکعتین قبل المغرب فقال ما رایت احدا علی عهد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلیهما ورخص فی الرکعتین بعد العصر قال ابو داؤد سمعت یحیی بن معین یقول ھو شعیب یعنی وھم شعبة فی اسمه ۔ ترجمہ طاؤس سے روایت

تعسف ہوسکتی تھی اِس سے چشم پوشی اور پہلوتہی کی

قول مؤلف عینی نے بنایہ شرح ہدایہ اور عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری مین کیا خوب لکھا ہے وتخطیۃ مثل شعبۃ خطاؤ کیف وہو امیر المومنین فی الحدیث سخت تعجب تو یہ ہے کہ امام بخاری کے تخطیہ کی صحت پر لوگ بہت زور دیتے ہین اور اتنا نہین خیال کرتے کہ جو شخص ایک حدیث مین تین خطائین کرے اوسکی روایت کا کیا ٹھکانا الخ۔

مین کہتا ہون اسمین کلام ہے دو وجہ سے اول یہ کہ عینی جیسے متعصب حنفی کا یہ کہنا کہ تخطیہ مثل شعبہ کی خطا ہے محض تعصب مذہبی سے یہ کلام صادر ہوا ہے جسنے کتب احادیث کو دیکھا ہے اوسپر پوشیدہ نہین کہ شعبہ سے خطا وشک متعدد مواضع مین ہوئی ہے چند مثالین اسکی کتب حدیث سے مین اس مقام پر نقل کرتا ہون مسلم جلد اول صـ۲۲۶ مین ہے حدثنا محمد بن مثنی ومحمد بن بشار قالا ابن المثنی ثنا محمد بن جعفر قال نا شعبۃ قال سمعت قتادۃ یحدث عن ابی حسان عن عبیدۃ عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم الاحزاب شغلونا عن صلوۃ الوسطی حتی آبت الشمس ملاء اللہ قبورہم نارا او بیوتہم او بطونہم شک شعبۃ فی البیوت والبطون **ترجمہ** علی رضہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے دن احزاب کے فرمایا کہ کفار نے ہمکو نماز وسطی سے مشغول کیا یعنی پڑھنے نہ دیا یہانتک کہ آفتاب غروب ہوگیا اللہ تعالے انکی قبرون اور گھرون کو یا پیٹون کو آگ سے بھرے شعبہ نے بیوت اور بطون مین شک کیا ہے یعنی شعبہ کو یاد نہین رہا کہ یہ لفظ بیوت کا قتادہ نے کہا یا بطون کا مگر سعید نے جو قتادہ سے روایت کی ہے اوسمین شک نہین دیکھو مسلم صـ۲۲۶ نیز مسلم صـ۲۴۲ مین ہے حدثنا ابو بکر بن ابی شیبۃ ومحمد

کما سیجی عنقریب ۔

قول مؤلف شعبہ کے اِس کہنے سے کہ سفیان مجھہ سے احفظ ہین یہ ثابت نہین کسر نفس الامر مین وہ ایسے ہی تھے جو لوگ اچھے ہوتے ہین وہ اپنے آپکو کسی پر بڑھاتے نہین الخ ۔

مین کہتا ہون شعبہ نے جو یہ اقرار کیا ہے کہ سفیان مجھہ سے احفظ ہین یہ اقرار بہت ٹھیک اور صحیح ہے شعبہ نے جو نفس الامر مین تھا اوسکا اقرار کیا ہے اسمین کسر نفسی کچھہ نہین ہے کیونکہ اگر کسر نفسی ہوتی تو شعبہ یہ کہتے کہ مین کوئی چیز نہین ہون مجھہ سے سب اچھے ہین ۔ علاوہ ازین نقل روایت حدیث مین کسر نفسی کرکے اپنے آپکو بے اعتبار ٹھہرانا اپنی حدیث کو بے اعتبار کرنا ہے ۔ اگر یہی بات تھی تو شعبہ نے اور کسیکے مقابلہ مین یہ کیون نہین کہا کہ فلانا یا سب مجھہ سے احفظ ہین آپ کا یہ جواب بعینہٖ شیعہ امامیہ کا سا جواب ہے جو روایت بخاری شریف کہ محمد بن حنفیہ نے حضرت علی سے پوچھا کہ سب سے افضل کون ہین حضرت علی نے کہا کہ ابو بکر پھر عمر تو شیعہ کہتے ہین کہ حضرت علی نے کسر نفسی سے کہا ہے اچھے لوگ ایسے ہی کہتے ہین نفس الامر مین ابو بکر ایسے نہ تھے کہئے آپ اسکا جواب کیا دیجیے گا جو جواب آپ شیعہ امامیہ کا دیجیے گا وہی سفیان کا جواب ہے اور آیندہ تحقیق مفصل اسکی آتی ہے ۔

قول مؤلف رہی یہ بات کہ یحیی بن سعید قطان اور یحیی بن معین نے مخالفت کے وقت قول سفیان اختیار کرنے کو کہا ہے تو اوسکا جواب یہ ہے کہ اختلاف سے مراد اختلاف فی اللفظ ہے نہ فی الروایۃ کیونکہ خود یحیی بن سعید نے کہدیا ہے کہ روایت مین شعبہ سفیان سے احفظ ہین ۔

مین کہتا ہون ۔ حضرت مولیصاحب جھوٹھ لکہنے و افترا باندھنے مین کیسے مشاق ہین کسی جگہہ یحیی بن سعید نے نہین کہا کہ سفیان سے شعبہ روایت مین احفظ ہین یہ فقط

ہے کہا ابن عمر پوچھے گئے مغرب سے پہلے دو رکعت نماز پڑھنے مین ابن عمر نے
فرمایا مین نے حضرت صلعم کے زمانہ مین کسی کو نہین دیکھا کہ اونکو پڑھتا ہو عصر کے بعد
دو رکعت پڑھنے کی اجازت ہے ابو داؤد نے کہا کہ مین نے یحییٰ بن معین سے
سُنا فرماتے تھے یہ راوی شعیب ہین یعنی شعبہ نے اوسکے نام مین وہم کرکے ابو شعیب
کہا ہے - ان روایات سے معلوم ہوا کہ شعبہ کو روایت آمین مین ہی شک وخطا نہین
ہوئی بلکہ اور سوا اِسکے بھی وہم وخطا ہوئی ہے مین نے پانچ مثالین نقل کر دی ہین یہی
وجہ ہے کہ حافظ ابن حجر نے اپنی کتاب تہذیب التہذیب مین ترجمہ شعبہ مین فرمایا ہے
قال الدارقطنی فی العلل کان شعبۃ یخطی فی اسماء الرجال کثیرا یعنی دارقطنی
نے علل مین کہا ہے کہ شعبہ اسماء الرجال مین بہت خطا کرتے تھے - اور بعضے جو اوپر
مثالین لکھی ہین اونسے معلوم ہوتا ہے کہ شعبہ کو متون حدیث مین بھی خطا ہوتی تھی
وجہ دوم امام بخاری نے ہی تخطیہ شعبہ کا نہین کیا بلکہ کل محدثین کا اتفاق تخطیہ
شعبہ پر ہے محقق حنفیہ زیلعی حنفی نصب الرایہ مین فرماتے ہین وقد اجمع الحفاظ البخاری
وغیرہ علی ان شعبۃ اخطأ یعنی حفاظ حدیث بخاری وغیرہ نے اجماع کیا ہے کہ شعبہ نے
خطا کی ہے - عبارت زیلعی سے معلوم ہوا کہ فقط بخاری نے ہی تخطیہ شعبہ کا نہین
کیا بلکہ کل حفاظ حدیث کا تخطیہ شعبہ پر اجماع ہے - اگر کسی راوی سے بعض مواضع
مین خطا ہو جاوے تو اوسکی روایت مین کچھہ فرق نہین پڑتا کتب اصول مین یہ بات
محقق ہو چکی ہے -

قول مؤلف رہی یہ بات کہ سفیان احفظ ہین یا شعبہ تو مین باواز بلند کہتا
ہون کہ انہین بھی لوگ مغلطے مین پڑے ہین -

مین کہتا ہون یہ آواز بلند آپکی سری ہے یا جہری معلوم ہوتا ہے یہ صوت
سری ہے کیونکہ آپ جانتے ہین کہ آپ خود مغلطے مین پڑے ہین نہ اور لوگ محققین

یا شعبہ تو اونھون نے جواب دیا کہ اونہین شعبہ اقوی تھے اور یحییٰ بن سعید نے یہ
بھی کہا کہ شعبہ کو علم رجال عن فلان عن فلان بڑہا ہوا تھا اور سفیان صاحب الابواب
یعنی فقیہ تھے ترمذی کی اس روایت سے صاف ثابت ہوگیا کہ نقاد رجال یحییٰ
بن سعید قطان کی تحقیق یہ تھی کہ شعبہ کا علم رجال بڑہا ہوا تھا اور حدیثون مین
وہ سفیان سے زیادہ تر حافظ تھے پس بیہقی وغیرہ نے جو سفیان کو بہ نسبت
شعبہ احفظ ثابت کرنے مین بہت زور لگایا ہے ہبا رمنثورا ہوگیا۔

مین کہتا ہون عبارت ترمذی کا آپ نے مطلب نہین سمجھا اس عبارت ترمذی
کا مطلب یہ ہے کہ شعبہ فقط رجال یعنی سند کو خوب یاد رکھتے تھے اور سفیان
متون احادیث کو کیونکہ وہ صاحب الابواب تھے یعنی مجتہد اور مجتہد کو متون یاد
رکھنے کی زیادہ حاجت ہوتی ہے اور امر کا ترجمہ جو آپ نے اقوی کیا ہے یہ کس
لغت کا محاورہ ہے ذرا کتب لغت سے پتہ بتائے مؤلف حبل نے محشی ترمذی
کی تقلید سے ترمذی کی عبارت کا کچھ خیال نہ کیا اب مین طالبین تحقیق کے
لئے مورد اس عبارت کا لکھ دیتا ہون تاکہ اہل تحقیق کو معلوم ہوجائے کہ یحییٰ
بن قطان و ترمذی کا مطلب احفظ سے کیا ہے ایا فی الروایۃ یا فی الدرایۃ ترمذی
جلد ثانی صفحہ ۱۲۸ مین ہے حدثنا محمود بن غیلان نا بشر بن السری نا سفیان عن
علقمۃ بن مرثد عن ابی عبد الرحمن عن عثمان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
خیرکم او افضلکم من تعلم القرآن وعلمہ ھذا حدیث حسن صحیح وھکذا روی
عبد الرحمن بن مہدی وغیر واحد عن سفیان الثوری عن علقمۃ بن مرثد عن
ابی عبد الرحمن عن عثمان عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم وسفیان لا یذکر فیہ
عن سعد بن عبیدۃ وقد روی یحیی بن سعید القطان ھذا الحدیث عن سفیان
وشعبۃ عن علقمۃ بن مرثد عن سعد بن عبیدۃ عن ابی عبد الرحمن عن عثمان

شوق صاحب کا شوقیہ مضمون ہے ورنہ اصل مین وہی بات ہے جو محدثین نے کہی
ہے کہ سفیان شعبہ سے احفظ ہین ۔ حافظ ابن حجر تہذیب التہذیب مین ترجمہ سفیان
مین فرماتے ہین ۔ قال ابو حاتم وابو زرعۃ و ابن معین ہو احفظ من شعبۃ و
قال صالح بن محمد سفیان لیس یتقدمہ عندی احد فی الدنیا و احفظ واکثر حدیثا
من مالک **ترجمہ** ابوحاتم وابوزرعہ وابن معین نے کہا کہ سفیان زیادہ یاد
رکھنے والے ہین شعبہ سے صالح بن محمد نے کہا میرے نزدیک دنیا مین سفیان سے بڑھکر
کوئی نہین سفیان امام مالک سے زیادہ یاد رکھنے والے اور زیادہ حدیث کے جاننے
والے ہین ۔ اہل علم غور فرماوین کہ ابوحاتم ویحیی بن معین وابوزرعہ وغیرہم نے سفیان
کو شعبہ سے احفظ فرمایا ہے جسکے معنی زیادہ یاد رکھنے والے کے ہین نہ افقہ اگر اختلاف
سے مراد اختلاف فی الفقہ ہوتا تو لوگ سفیان کے حق مین افقہ من شعبۃ فرماتے نہ احفظ
جس شخص کو ذرا بھی کلام عرب سے ممارست ہوگی وہ اس بات سے انکار نہ کرے گا
قول مؤلف ترمذی نے کتاب العلل مین روایت کی ہے حدثنا ابو بکر عن علی بن
عبداللہ قال سمعت یحیی بن سعید یقول لیس احد احب الی من شعبۃ ولا
یعدلہ احد عندی واذا خالفہ سفیان اخذت بقول سفیان قال علی قلت
لیحیی ایہما کان احفظ للاحادیث الطوال سفیان او شعبۃ قال کان شعبۃ
امر فیہا وقال یحیی بن سعید وکان شعبۃ اعلم بالرجال فلان عن فلان
وکان سفیان صاحب الابواب یعنی ہم سے ابوبکر نے روایت کی کہ علی بن مدینی
نے کہا کہ مین یحیی بن سعید قطان کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ کوئی شخص شعبہ سے بڑھکے مجھکو
پیارا نہین میرے نزدیک اوکا کوئی عدیل نہین اور جب اونسے سفیان مخالفت
کرتے ہین تو سفیان ہی کا قول اختیار کرتا ہون کہا علی بن مدینی نے کہ مین نے
یحیی بن سعید سے پوچھا کہ بڑی بڑی حدیثون کا زیادہ تر حافظ کون تھا سفیان

عبدالرحمٰن سے وہ عثمان رضؓ سے وہ نبی صلعم سے۔ محمد بن بشار نے کہا اصحاب سفیان کے جو سفیان سے روایت کرتے ہین تو وہ سعد بن عبیدہ کا ذکر سفیان کی روایت مین نہین کرتے محمد بن بشار نے کہا نہ ذکر کرنا سعد بن عبیدہ کا زیادہ صحیح یہی ہے ابو عیسی کہتے ہین شعبہ نے اس اسناد مین سعد بن عبیدہ کو زیادہ کیا ہے اور روایت سفیان کی زیادہ مشابہ صلوب سے ہے علی بن عبداللہ نے کہا وہ یحیی بن سعید سے نقل کرتے ہین کہ میرے نزدیک کوئی شعبہ کے برابر نہین ہے اور جب سفیان شعبہ کا خلاف کرتے ہین تو مین قول سفیان کا لیتا ہون مین نے ابا عمار سے سنا وہ وکیع سے ذکر کرتے تھے کہ شعبہ نے کہا سفیان مجھہ سے بہت یاد رکھنے والے ہین سفیان نے کسی آدمی کی روایت مجھہ سے نہین بیان کی پس مین نے اوس روایت سے پھر اوس سے سوال کیا جیسے پہلے بیان کیا تھا ویسے ہی پھر بیان کیا عبارت ترمذی سے معلوم ہوا کہ شعبہ نے اسناد حدیث مین سعد بن عبیدہ کو زیادہ کر دیا اور سفیان کی سند مین سعد بن عبیدہ کا ذکر نہین ہے اب اسی مقام پر ترمذی یحیی بن سعید قطان سے نقل کرتے ہین کہ جب سفیان اور شعبہ کا آپس مین اختلاف ہوتا ہے تو مین قول سفیان کو لیتا ہون جیسے یہان سفیان کی روایت مین سعد بن عبیدہ کا ذکر نہین ہے تو اب قول سفیان کا مین لونگا۔ اسکے بعد ترمذی نے شعبہ سے نقل کیا ہے کہ سفیان مجھہ سے زیادہ یاد رکھنے والے ہین اور زیادتی حفظ کی وجہ بھی شعبہ نے بتا دی ہے آسے ناظرین آپ اس عبارت کا ملاحظہ فرما کر بخوبی معلوم کر جائینگے کہ مراد یحیی بن سعید کی مخالفت سے مخالفت فی الحدیث ہے نہ مخالفت فی الثقاہت ابو داؤد مطبوعہ مصر جلد ثانی کے صـ۵۵ مین ہے حدثنا عبیداللہ بن معاذ ثنا ابی ثنا سفیان عن سماک بن حرب حدثنی سوید بن قیس قال جلبت انا و المخرمة العبدی بزا من هجر فاتینا به مکة فجاءنا رسول اللہ

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم حدثنا بذلک محمد بن بشار نا یحیی بن سعید عن سفیان وشعبۃ قال محمد بن بشار وھکذا ذکرہ یحیی بن سعید عن سفیان وشعبۃ غیر مرۃ عن علقمۃ بن مرثد عن سعد بن عبیدۃ عن ابی عبدالرحمن عن عثمان عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال محمد بن بشار واصحاب سفیان لا یذکرون فیہ عن سفیان عن سعد بن عبیدۃ قال محمد بن بشار وھو اصح قال ابوعیسی وقد زاد شعبۃ فی اسناد ھذا الحدیث سعد بن عبیدۃ وکان حدیث سفیان اشبہ قال علی بن عبداللہ قال یحیی بن سعید ما احد یعدل عندی شعبۃ واذا خالفہ سفیان اخذت بقول سفیان سمعت ابا عمار یذکر عن وکیع قال شعبۃ سفیان احفظ منی وما حدثنی سفیان عن احد بشیء فسالتہ الا وجدتہ کما حدثنی وفی الباب عن علی و سعد - ترجمہ عثمان رضہ سے روایت ہے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہتر تمہارا یا افضل تمہارا وہ ہے جسنے قرآن کو سیکھا اور سکھلایا یہ حدیث حسن صحیح ہے اسیطرح سے عبدالرحمن بن مہدی اور بہت لوگون نے سفیان ثوری سے روایت کی ہے وہ علقمہ بن مرثد سے روایت کرتے ہین وہ ابی عبدالرحمن سے وہ عثمان سے وہ نبی صلعم سے سفیان نے اس حدیث مین سعد بن عبیدہ کا ذکر نہین کیا اور بیشک یحیی بن سعید قطان نے اس حدیث کو سفیان اور شعبہ سے روایت کیا ہے وہ علقمہ بن مرثد سے روایت کرتے ہین وہ سعد بن عبیدہ سے وہ ابی عبدالرحمن سے وہ عثمان سے وہ نبی صلعم سے - اس کو ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا کہا ہمسے حدیث بیان کی یحیی بن سعید نے سفیان اور شعبہ سے محمد بن بشار نے کہا ایسے ہی ذکر کیا ہے اسکو یحیی بن سعید نے سفیان اور شعبہ سے بہت دفعہ علقمہ بن مرثد سے وہ سعد بن عبیدہ سے روایت کرتے ہین وہ ابی

مین خلاف کیا ہے کہا سر توڑا تونے میرا - اور یحیی بن معین سے مجھکو روایت پہونچی ہے کہ یحیی بن معین نے کہا جو آدمی سفیان کا خلاف کرے تو قول سفیان کا ہی معتبر ہوگا اور احمد بن حنبل نے ہم سے حدیث بیان کی کہا ہم سے وکیع نے حدیث بیان کی وہ شعبہ سے روایت کرتے ہین کہا سفیان نے شعبہ مجھسے زیادہ یاد رکھنے والے ہین - ابوداؤد کی عبارت سے چند امر معلوم ہوئے اوّل یہ کہ سفیان نے کہا کہ وہان ایک آدمی تھا جو مزدوری لیکر تولتا تھا اور شعبہ نے یہ نہین کہا دوم اس حدیث کے ایک خاص جملہ مین شعبہ اور سفیان کا اختلاف تھا سوم ابوداود نے اس مقام پر یہ کہا کہ قول معتبر سفیان کا ہے کیونکہ اوسکے متابع بھی ہے پھر اپنے قول کی تائید یحیی بن معین وخود شعبہ کے قول سے کی کہ کیسا ہی کوئی شخص سفیان کا خلاف کرے قول معتبر سفیان کا ہی ٹھہرے گا آپ ناظرین اب آپ انصاف کی نگاہ سے ہماری تحریر کا ملاحظہ فرماکر داد دین کہ اختلاف سے مراد اختلاف فی الروایۃ ہے یا اختلاف فی الفقہ +

قول مؤلف رہی وجہ ثانی یعنی حدیث سفیان کی لوگون نے متابعت کی ہے وہ کچھہ مضر نہین کیونکہ جب حدیث شعبہ بسند متصل ثابت ہے اور اوسکی کل راوی بھی ثقہ ہین اور ہین نے جو تطبیق دی اس سے منافات دور ہوجاتی ہے تو حدیث شعبہ کو مرجوح وشاذ قرار دیکر نظر انداز نہین کرسکتے الخ -

مین کہتا ہون آپکی تطبیق کا حال تو پہلے بخوبی معلوم ہوگیا اب آپ سے اتنی اور گذارش ہے کہ آپ ذرا تعریف حدیث شاذ کی کتب اصول حدیث سے دیکھہ لیجئے تاکہ آپ کو معلوم ہوجاوے کہ حدیث شعبہ کی شاذ مرجوح ہے اور کسی حدیث کا متصل السند اور اوسکے راویون کا ثقہ ہونا منافی شاذ کے نہین کیونکہ شاذ اوسی حدیث کو کہتے ہین جو متصل الاسناد ہوتی ہے راوی اوسکے

صلی اللہ علیہ وسلم یمشی فساومنا بسراویل فبعناہ وثم رجل یزن بالاجر فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زن وارجح حدثنا حفص بن عمرو مسلم بن ابراھیم المعنی قریب قال حدثنا شعبۃ عن سماک بن حرب عن ابی صفوان بن عمیرۃ قال اتیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بمکۃ قبل ان یھاجر بھذا الحدیث ولم یذکر یزن باجر قال ابو داؤد رواہ قیس کما قال سفیان والقول قول سفیان حدثنا ابن ابی رزمۃ سمعت ابی یقول قال رجل لشعبۃ خالفک سفیان قال دمغتنی وبلغنی عن یحیی بن معین قال کل من خالف سفیان فالقول قول سفیان حدثنا احمد بن حنبل ثنا وکیع عن شعبۃ قال کان سفیان احفظ منی - **ترجمہ** سوید بن قیس سے روایت ہے کہا مین اور مخرمہ عبدی کپڑا ہجر سے مکہ مین لائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے یہان پیدل آئے ہم سے ایک پاجامہ کا بھاو کیا ہم نے آپکے ہاتھہ پاجامہ بیچدیا اور اُس جگہہ ایک آدمی تھا جو مزدوری لیکر تولتا تھا پس حضرت صلعم نے اوسکو کہا کہ تول دے اور جھکتا دے ابو داؤد نے کہا ہم سے حدیث بیان کی حفص بن عمر اور مسلم بن ابراہیم نے دونون کے معنی قریب ہین دونون نے کہا ہم سے حدیث بیان کی شعبہ نے وہ سماک بن حرب سے روایت کرتے ہین وہ ابی صفوان بن عمیرہ سے ابی صفوان نے کہا کہ مین رسول اللہ صلعم کے پاس مکہ مین آیا پہلے اس سے کہ آپ ہجرت کرین شعبہ نے اس حدیث کو بیان کیا اور نہین ذکر کیا کہ وہان ایک آدمی مزدوری لیکر تولتا تھا ابو داؤد نے کہا اس حدیث کو قیس نے بھی روایت کیا ہے جیسے سفیان نے روایت کی تھی اور قول معتبر قول سفیان کا ہے - ہم سے ابن ابی رزمہ نے حدیث بیان کی کہا مین نے اپنے باپ سے سُنا کہتے تھے کہ ایک آدمی نے شعبہ سے کہا کہ سفیان نے تو تیرا اس حدیث

قول مئولف مگر میرے نزدیک حقیقت مین وائل بن حجر کی زبان سے نہ
تو مد بہا صوتہ وغیرہ نکلے ہین اور نہ اخفی بہا صوتہ وغیرہ بلکہ اصل مین
یون کہا ہے قال آمین فسمعتہ وانا خلفہ یعنی آپ نے آمین کہی اور مین نے
اوسکو سن لیا کیونکہ مین آپکے ہی پیچھے کھڑا ہوا تھا چونکہ مسموع ہونے سے
یہ بات نکلتی ہے کہ آپ نے آمین جی مین نہین کہی تھی بلکہ کچھ زور سے کہی تھی لوگون
نے اوسکو مد بہا صوتہ سے تعبیر کیا اور چونکہ فسمعتہ وانا خلفہ سے یہ بھی نکلتا ہے
کہ آپنے تکبیر وغیرہ کی طرح آمین زور سے نہین کہی تھی بعضون نے اسکو اخفی
بہا صوتہ سے تعبیر کیا فافہم وتشکر والحمد للہ علی ما الہمنی فی ھذا الباب
مین کہتا ہون الحمد للہ کہ اللہ تعالی نے آپکی قلم سے جو حق بات تھی وہ ظاہر کرا دی
کہ اصل مین اخفی بہا صوتہ نہین ہے اخفی بہا صوتہ محض غلط ہے یہ وہی جملہ
(اخفی بہا صوتہ) کا جو روایت شعبہ مین واقع ہوا ہے اور جسکی صحت پر آپنے
اپنے زعم مین بہت زور لگایا تھا اب اس مقام پر آپ نے خود ہی اوسکو غلط ٹھہرایا
یخربون البیوت بایدیھم وایدی المومنین فاعتبروا یا اولی الالباب ۔ رہا
(رفع بہا صوتہ) کا جملہ کہ وائل بن حجر کی زبان سے نکلا ہے یا نہین سو مین کہتا
ہون کہ خود آپ نے اسی رسالے حبل المتین کے ص ۱۲ مین اقرار کیا ہے کہ وائل
بن حجر کے حدیث کے اصل لفظ رفع بہا صوتہ ہین عبارت آپکی یہ ہے (المختصر
وائل ابن حجر کی حدیث کو سلمہ بن کہیل کے چار شاگرد روایت کرتے ہین انمین بجز
علی بن صالح کے کسی نے جہر کا لفظ نہین کہا پس معلوم ہوا کہ اصل مین رفع بہا صوتہ
ہے) اور اسی صفحہ کے شروع مین آپ نے فرمایا ہے (کہ یہان راوی نے
نقل بالمعنی کی ہے جہر کے بدلے اصل مین رفع صوت ہے) اس جگہہ آپنے خود
ہی اپنے کلام کی تکذیب کر دی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وائل بن حجر کی

سب ثقہ ہوتے ہین مگر ایک ثقہ نے دوسرے بہت سے ثقات کا خلاف روایت
مین کیا ہوتا ہے جیسے اس حدیث متنازع فیہ مین ہے کیونکہ سلمہ بن کہیل سے
شعبہ نے خفض بہا صوتہ واخفی بہا صوتہ روات کیا ہے اور سفیان ثوری
و دیگر ثقات نے سلمہ بن کہیل سے رفع بہا صوتہ ومد بہا صوتہ روایت کیا ہے
تو اب شعبہ کی روایت سب ثقات کی روایت کے مخالف ٹھہری جو قاعدہ
اصول سے شاذ ہوئی افسوس کہ ہمارے مخاطب شوق صاحب کو کتب اصول سے
ذرا بھی مہارت نہین ہے اور دعوی دیکھو تو یہ ۔

قول مؤلف اور شعبہ کو دونون طرح دو سندون سے پہونچی لہذا
شعبہ نے بھی دونون طرح روایت کی اور شعبہ کا دونون طرح روایت
کرنا اوس تقدیر پر کہا جاتا کہ بیہقی نے جو روایت کی ہے اوسکی سند صحیح تسلیم کر لی
جائے الی قولہ فالحمد للہ علی ذلک ۔

مین کہتا ہون شعبہ کو فقط سلمہ بن کہیل کے واسطہ سے ہی یہ حدیث پہونچی
ہے نہ دوسری کسی سند سے یہ آپکا مغالطہ ہے کہ شعبہ کو دو سندون سے روایت
پہونچی پہلے ہم لکھ چکے ہین کہ آپ مغالطہ دینے اور افترا باندھنے مین پرلے سرے
کے مشاق ہین اگر آپ سچے ہین تو شعبہ کو جو دو سندون سے روایت پہونچی ہے
وہ دونون سندین نقل کیجیے اور بیہقی نے جو روایت سے رفع بہا صوتہ
کی شعبہ سے نقل کی ہے اوسکے کسی راوی پر آپ سے کلام نہین ہو سکا بیشک
وہ صحیح ہے اور خود محقق حنفیہ زیلعی نے تخریج ہدایہ مین اسکو صحیح کیا ہے ۔
ابن قیم کا کلام بہت ٹھیک ہے بہر کیف شعبہ سے جو حدیث آمین بالاخفار
کی تھی اوسکا ضعف بخوبی ثابت ہوا اور معترض نے جو کچھ اوسپر لکھا تھا اوسکا
رد باحسن وجہ تمام ہوا وللہ الحمد ۔

مروی ہی کہ حضرت عمرو علی نہ تو بسم اللہ کو زور سے پڑھتے تھے اور نہ اعوذ باللہ اور آمین کو بالجہر کہتے تھے۔

مین کہتا ہون کہ اصل نسخون طحاوی مین یہ جملہ (و لا بالتعوذ و لا بآمین) نہین ہے اسکو مولوی وصی احمد صاحب محشی نے زیادہ کیا ہے دلیل اسپر یہ ہے کہ حافظ محقق زیلعی وغیرہ نے جو اس اثر کو بواسطہ طحاوی نقل کیا ہے تو اوسمین فقط اسیقدر ہے - لا یجہران ببسم اللہ الرحمن الرحیم دیکھو زیلعی مطبوعہ مطبع علوی صفحہ ۱۸۷ عبارت زیلعی کی یہ ہے وسدی الطحاوی باسنادہ عن ابی وائل قال کان عمر و علی لا یجہران ببسم اللہ الرحمن الرحیم - یعنی ابو وائل سے روایت ہے کہ حضرت عمرو علی بسم اللہ الرحمن الرحیم کو زور سے نہین پڑھتے تھے - اور اس اثر کو عینی نے بھی بنایہ شرح ہدایہ مین طحاوی سے اسی طرح ذکر کیا ہے دیکھو عینی صفحہ ۶۲۴ یہ دونو شخص حنفیون کے بڑے محقق ہین انکی عبارت سے معلوم ہوا کہ اصل نسخہ طحاوی مین لا بالتعوذ و لا بالتامین کا لفظ نہین ہے اب مین بصحت اس جملہ کے کہتا ہون کہ اس سند مین دو راوی متکلم فیہ ہین اول سلیمان بن شعیب انکو ذہبی نے دیوان الضعفاء مین لکھا ہے یعنی یہ احادیث بنا لیتے تھے نیز ذہبی انکے حق مین لکھتے ہین قال ابن یونس روی مناکیر وقال العقیلی حدیثہ غیر محفوظ میزان صفحہ ۳۵۳ و ۳۵۴ دوسرے راوی ابوبکر بن عیاش ہین آخر عمر مین انکا حافظہ خراب و مختلط ہوگیا تھا دیکھو تقریب و خلاصہ اور ترمذی جلد ثانی صفحہ ۹۱ مین ہے وابوبکر بن عیاش کثیر الغلط یعنی ابوبکر بن عیاش کثیر الغلط ہین لہذا ایسے راوی کی حدیث قابل احتجاج کے نہین تیسرے راوی ابوسعید سعید بن مرزبان کوفی بقال ہین جنکے حق مین خلاصہ مین لکھا ہی قال النسائی ضعیف وقال الذہبی ما علمت احدا وثقہ - لہذا یہ اثر باعتبار سند کے بھی نہایت ضعیف قابل اعتبار کے نہین لہذا استدلال اس سے ساقط ہے

زبان سے رفع بہا صوته نکلا ہے معہذا اس روایت یعنی فسمعته وانا خلفه کا مفصل جواب پہلے گذر چکا فتذکر وتشکر و لاتکن من الغافلین ۔

بحث آثار صحابہ

قول مؤلف آثار صحابہ سے ترک جہر آمین کا ثبوت ۔

مین کہتا ہون جواب آثار کا مجملاً اور مفصلاً دیا جاتا ہے مجمل جواب یہ ہے کہ حدیث مرفوع کے ہوتے قول وفعل صحابی کا حجت نہین ہے آپکے مجدد العصر محدث لکھنوی امام الکلام مین لکھتے ہین والسادس انه صرح ابن الهمام وغيره ان قول الصحابی حجة مالم تنفيه شئ من السنة ۔ یعنی چھٹی وجہ یہ ہے کہ ابن ہمام وغیرہ نے تصریح کی ہے کہ قول صحابی کا حجت ہے جب تک کہ اوسکو کوئی شئ سنت سے نفی نہ کرے ۔ یہان پر احادیث صحیحہ سے آنحضرت صلعم کا زور سے آمین کہنا اور مقتدیون کو حکم آمین کہنے کا دینا ثابت ہے لہذا یہ آثار جو آپ نے نقل کئے ہین ساقط الاعتبار ہین اب مفصل جواب ہر ہر اثر کا سنئے قبل جواب کے بخدمت ناظرین رسالہ ہذا گذارش ہے کہ کسی صحابی سے خواہ صحبت یافتہ کثیر خواہ قلیل ہو ۔ آمین بالاخفا سند صحیح سے ثابت نہین ہے بلکہ دوسو صحابہ سے آمین زور سے کہنا ثابت ہے انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب یہ آثار نقل کئے جائینگے اب جو ہمارے مخاطب صاحب نے آثار نقل کئے ہین اونکا جواب مفصل دیا جاتا ہے ۔

قول مؤلف طحاوی نے معانی الاثار کے باب قرأة بسم اللہ مین روایت کی ہے حدثنا سليمان بن شعيب الكيساني قال حدثنا علي بن معبد قال حدثنا ابو بكر بن عياش عن ابي سعيد عن ابي وائل قال كان عمر وعلي لا يجهران ببسم الله الرحمن الرحيم ولا بالتعوذ ولا بامين یعنی ابو وائل

علی و ابن مسعود رضی اللہ عنہما ولکہا ہی قال الطبری وروی ذلک عن ابن مسعود اھ +

مین کہتا ہون عبداللہ بن مسعود سے ہرگز ثابت نہین ہے کہ وہ آمین آہستہ کہتے تھے یہ بھی آپ لوگون کا عبداللہ بن مسعود رضی پر افترا ہے خفاجی نے بھی کوئی سند نہین نقل کی یون ہی اٹکل پچو کہا ہے تعجب ہے بسند صحیح عبداللہ بن مسعود سے ثابت نہ کیجئے گا کلام آپکا قابل سماعت نہین جوہر النقی کا اسقدر لکہنا کافی نہین ہے خصوصاً اسحالت مین کہ مولف جوہر النقی یعنی شیخ علاء الدین الترکمانی کو حدیث مین مطلقاً مہارت نہین علامہ زیلعی نے تخریج ہدایہ مین جگہہ جگہہ سند انکو غافل و ذاہل و جاہل قرار دیا ہے +

قول مؤلف - اس اثر کا خفاجی نے معجم کبیر طبرانی کا حوالہ تو دیا مگر سند نہین لکھی اور معجم کبیر آج تک کہین چھپی نہین قلمی نسخہ بھی ہندوستان مین کہین پائے نہین جاتے مؤلف نے جو بہت تلاش کی تو پنجاب مین ایک پورانے قلمی نسخے کا پتہ لگا بڑی جانفشانی اور عرق ریزی کے بعد وہ نسخہ پنجاب سے منگوایا - اور اول سے آخر تک سیر کر گیا الحمد للہ اوسکے مطالعے سے نہایت ہی مستفید ہوا اور اثر مطلوب کو بضمن آثار حضرت عبداللہ بن مسعود یون مروی پایا حدثنا محمد بن عبداللہ الحضرمی ثنا احمد بن یونس ثنا ابو بکر بن عیاش عن ابی سعید البقال عن ابی وائل قال کان علی وعبد اللہ لایجھران ببسم اللہ الرحمن الرحیم ولا بالتعوذ ولا بآمین یعنی ابو وائل سے مروی ہے کہ حضرت علی اور عبداللہ بن مسعود نہ تو بسم اللہ کو بالجہر پڑھتے تھے اور نہ اعوذ باللہ اور نہ آمین کو زور سے کہتے تھے اس اثر کی سند حسن ہے الی قولہ یعنی امام نخعی اور شعبی اور ابراہیم تیمی سے مروی ہے کہ یہ لوگ آمین آہستہ کہا کرتے تھے -

مین کہتا ہون یہ اثر بھی آپکی گڑہت ہے کتب حدیث مین اس اثر کا کہین اتا پتا نہین ہے حافظ زیلعی شیخ ابن الہمام عینی حافظ ابن حجر بڑے بڑے مخرج حدیث کے گذر گئے جنھون نے اثر ابن مسعود کو تلاش کیا کسی نے آج تک معجم طبرانی کا حوالہ نہ دیا آپ بتائیے تو سہی پنجاب کے کس شہر مین یہ نسخہ طبرانی کا تھا اور کس شخص کے

قول مؤلف اس اثر کو ابو جریر طبری نے تہذیب الآثار مین یون روایت کیا ہے
اخبرنا ابو کریب ثنا ابو بکر بن عیاش عن ابی سعید عن ابی وائل قال لم یکن عمر و
علی یجھران ببسم اللہ الرحمن الرحیم - یعنی ابو وائل سے مروی ہے کہ حضرت
عمر رضا اور علی رضا بسم اللہ اور آمین کو جہر سے نہین پڑہا کرتے تھے اس اثر کی
سند حسن ہے -

مین کہتا ہون یہ اثر بھی بعض متعصب حنفیون کی گھڑت ہے کتب متقدمین محدثین
مین اسکا پتہ نہین ہے اگر آپ سچے ہین تو اصل کتاب تہذیب الآثار سے اس اثر کو دکھلا دیجیے
یا کسی کتب خانہ معروف کا حوالہ دیجیے کہ فلان جگہہ یہ کتاب تہذیب الآثار موجود ہے ہمذا اسکی سند
مین ابو بکر بن عیاش و ابو سعید بقال موجود ہین حال اونکا پہلے لکہا گیا ہے لہذا یہ اثر قابل احتجاج
نہین ساقط الاعتبار رہے -

قول مؤلف کان لا یجھران اور لم یکن یجھران سے حسب قاعدہ علم معانی
ثابت ہے کہ ترک جہر آمین پران دونون حضرات کا استمرار تھا الی قولہ قیامت تک
نہین دلیسکتے -

مین کہتا ہون پہلے معلوم ہوچکا کہ یہ دونون اثر ثابت ہی نہین ہین آپ
حضرت عمر و حضرت علی سے سند صحیح سے ثابت تو کرلین کہ دونون صاحب آمین آہستہ
پڑہتے تھے پھر ہو چاہنا اسپر تفریع کرنا جبکہ یہ اثر ثابت ہی نہین تو جو کچھہ آپ اسپر
تفریع کررہے ہین سب لغو و بیہودہ ہے ہان آپ کے اس جملے سے یہ بخوبی معلوم
ہوگیا کہ آپ کو اقرار ہے کہ کان دوام و استمرار کے لئے آتا ہے ناظرین اسکو یاد
رکھین ؀

قول مؤلف - اب ایک اور جلیل القدر صحابی حامل النعلین نبوی یعنی حضرت
عبد اللہ بن مسعود کے ترک جہر آمین کی دلیل سنو - جوہر النقی مین بعد نقل اثر

بحث فتوی بعض صحابہ وتابعین درباب آمین بالجہر

قول مؤلف آمین بالجہر باب مین بعض صحابہ وتابعین کا فتوی۔

مین کہتا ہون کسی صحابی نے فتوے آمین آہستہ کہنے کا نہین دیا بعض متعصب فقہار نے جو علم حدیث سے ممارست نہ رکھتے تھے محض اٹکل پچو سے عبداللہ بن مسعود کا اور کسی صاحب کا نام لے دیا ہے جیسا کہ عنقریب معلوم ہوجائے گا۔

قول مؤلف علامہ عینی نے بنایہ مین لکھا ہے روی ابو معمر عن عمر بن الخطاب انہ قال یخفی الامام اربعا التعوذ وبسم اللہ الرحمن الرحیم وامین و ربنا لک الحمد۔ یعنی ابو معمر سے مروی ہے کہ عمر بن خطاب رض نے فرمایا کہ چار چیزیں امام آہستہ پڑھے اعوذ باللہ بسم اللہ آمین ربنا لک الحمد الی قولہ جناب امام عالی مقام کے نزدیک بالاخفا مستحب ہے۔

مین کہتا ہون عینی نے جو بنایہ مین یہ لکھا ہے کتب حدیث مین کہین نہین ہے غالباً عینی کی یا کسی دوسرے کی خانہ ساز بات ہے اصل امر یہ ہے کہ عینی جو احادیث یا آثار کو لکھتے ہین تو اکثر زیلعی سے لیتے ہین بلکہ بعینہ عبارت زیلعی کی اخذ کرتے ہین زیلعی مین یہ قول حماد کا بواسطہ مصنف عبد الرزاق کے نقل کیا ہے عینی نے یا کسی دوسرے کاتب نے اسکو حضرت عمر رض کا سمجھ لیا ہے اور شیخ عبدالحق نے محض عینی کی اس بارے مین تقلید کی ہے ورنہ کتب حدیث مین اسکا کہین اتا پتا نہین ہے یہ اثر موضوع محض ہے نہ ضعیف ایسے ہی جو صاحب ہدایہ نے عبداللہ بن مسعود کا قول نقل کیا ہے اوسکی بابت علامہ ابن حجر و زیلعی وغیرہما نے صاف لکھدیا ہے کہ یہ قول ابراہیم نخعی کا ہے نہ عبداللہ بن مسعود کا اور حاشیہ طحاوی مین جو بیہقی کا حوالہ دیا ہے سو یہ حاشیہ وصی احمد سورتی مؤلف جامع الشواہد کا ہے جو افترا و تحریف مین

کتاب خانہ مین اگر آپ سچّے ہین تو پورا پتا لکھئے تاکہ اوس شخص سے نسخہ منگا یا جاوے
کیونکہ پنجاب کا ایک کوئی شہر نہین جہان میرے احباب نہ ہون اور سند جو آپنے
گھڑی ہے اوسمین ابو سعید بقال و ابوبکر بن عیاش ضعیف ہین تو بھی یہ حدیث
لائق حجت کے نہین ہے ابوبکر بن عیاش کا حال پہلے گذر چکا ابو سعید بقال ضعیف
ہین اونکی روایت معتبر نہین ہے حاصل کلام و خلاصہ مرام یہ ہے کہ کسی صحابی سے
آمین آہستہ کہنا بسند صحیح ثابت نہین تینون اثر متعصبین کے گھڑے ہوئے ہین
اور نیز سندین بھی اونکی ضعیفہ ہین رہا نخعی اور شعبی وغیرہما کا قول کچھہ حجت نہین
قول مولف یعنی ابوہریرہ سے مروی ہے کہ لوگون نے آمین کہنا چھوڑ دیا
حالانکہ آنحضرت ؐ جسوقت غیر المغضوب علیہم ولا الضالین پڑھتے تو اس
طرح آمین کہتے کہ پہلی صف کے لوگ سُنتے یہ حدیث اگرچہ ضعیف ہے مگر فی الجملہ اعتضاد
کے لئے کافی ہے الی قولہ لوگون کو ترغیب دلائے۔
مین کہتا ہون اول تو یہ حدیث ضعیف ہے اور آپکے نزدیک بشر بن
رافع سخت ضعیف ہین لہذا قابل حجت نہین اور اعتضاد کیسا پہلے اصل کو تو ثابت
کر لیجیے جبکہ اصل ثابت نہین تو اعتضاد کیسا دوم اس حدیث مین ہے کہ لوگون نے
آمین کہنا چھوڑ دیا ابوہریرہ نے مطلق ترک آمین پر افسوس کیا جہر اور عدم جہر کا ذکر
نہین اور مطلق آمین کہنا آپ کے نزدیک بھی سنت ہے جو جواب آپ دینگے
وہی ہمارا سمجھیگا ۔ پھر لوگون نے تکبیر کا کہنا بھی چھوڑ دیا تھا اور بہت سے سنن
ترک کی تھین حالانکہ تکبیر کا کہنا آپ کے نزدیک بھی سنت ہے جو جواب آپ ترک
تکبیر کا دینگے اور جو باعث بتائینگے وہی ہم ترک تامین عرض کرینگے الحمد للہ کہ بحث
آثار صحابہ کی جسکو مؤلف نے لکھا تھا تمام ہوئی ۔

فتوی بھی ہے یہی وجہ ہے کہ امام ترمذی نے اپنی جامع مین امام شافعی کا یہی قول نقل کیا ہے کہ مقتدی زور سے آمین کہے دوسرا قول نقل نہین کیا عبارت ترمذی کی یہ ہے وبہ یقول الشافعی واحمد واسحاق یعنی آمین بالجہر کے قائل ہین امام شافعی واحمد واسحاق چونکہ دوسرا قول متروک ومہجور وشاذ تھا لہذا امام نووی نے بھی شرح مسلم مین اسکو نقل نہین کیا امام نووی شرح صحیح مسلم مین فرماتے ہین ویسن للامام والمنفرد الجہر بالتامین وکذا للماموم علی المذہب الصحیح وھذا تفصیل مذھبنا۔ یعنی امام ومنفرد کے لیے سنت ہے کہ زور سے آمین کہین ایسے ہی مقتدی کے لیے بھی سنت ہے موافق مذہب صحیح کے یہ تفصیل ہمارے مذہب کی ہے۔ ان عبارات سے معلوم ہوا کہ مقتدی کے آمین بالجہر کہنے مین امام شافعی کے دو قول ہین اظہر اور اصح اور مفتی بہ قول قدیم ہے اور دوسرا قول غیر مشہور ہے یہ بات نہین ہے کہ امام شافعی نے پہلے قول سے رجوع کیا ہے اگر امام شافعی قول قدیم سے رجوع کرتے تو شافعیہ کے مذہب مین کبھی اوس پر فتوی نہ ہوتا یون تو کونسا مذہب ہے کہ جسمین اکثر مسائل مین اقوال متعدد نہین ہین امام ابوحنیفہ کے بہت سے مسائل مین مختلف اقوال ہین جیسے مسئلہ طہر متخلل ونجاست سور نجر وغیرہ مین اس صفحہ کے پہلے اکتیسوین [۳۱] صفحہ مین آپ نے اسی رسالہ کے درباب آمین کہنے امام کے دو قول امام ابوحنیفہ کے نقل کیے ہین عبارت آپکی یہ ہے! اور موطا مین امام محمد نے جو یہ لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہ کے نزدیک یہ ہے کہ امام آمین نہ کہے اونکا یہ قول مخالف ہے اوس قول کے جسکو کتاب الآثار اور مبسوط مین لکھا ہے عجب کیا کہ پہلے جناب امام کا اجتہاد وہی ہو جسکو امام محمد نے موطا مین نقل کیا ہے پھر خیال پلٹ گیا ہو چونکہ اونسے دو روایتین تھین امام محمد نے ایک جگہہ ایک روایت لکھی اور دوسری جگہہ دوسری روایت بہرکیف امام ابوحنیفہ کا مشہور ومفتی بہ یہی قول ہے کہ امام بھی آمین کہے (مین کہتا

کامل مشتاق ہین جسکو اسمین شک ہو وہ ہمارے رسالہ عمارۃ المساجد بعد مراجعت
جامع الشواہد کو دیکھ لے یہ بیہقی پر افترا انھین حضرت کا ہے ورنہ بیہقی مین کہین اسکا
اتا پتا نہین ہے خاکسار نے نسخہ بیہقی کا جو مدینہ منورہ کے قبہ محمودیہ مین ہے خوب
دیکھا ہے اگر آپ یا محشی صاحب سچے ہین تو اصل نسخہ بیہقی سے دکھا دین اور جو آپ
نے مصنف عبد الرزاق وکتاب آثار محمد سے قول ابراہیم کا نقل کیا ہے وہ قابل
التفات نہین کیونکہ قول تبع تابعی کا قابل التفات نہین ہے ایسے ہی قول امام محمد وامام ابو
حنیفہ کا جسکو آپ نے مبسوط وغیرہ سے لکھا ہے کیونکہ یہ اقوال مخالف احادیث صحیحہ
ہین حسب قول امام انکو قولی بخبر الرسول لائق حجت نہین قابل ترک ہین الحمد للہ کہ بحث
فتاویٰ صحابہ کی تمام ہوئی وللہ الحمد۔

بحث امام شافعی کے رجوع کرنیکی مقتدیون کیلئے آمین بالجہر سے

قول مؤلف مقتدیون کی آمین بالجہر سے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا رجوع کرنا
مین کہتا ہون منجملہ مغالطات کے حضرت نیموی صاحب کا یہ بھی ایک مغالطہ ہے
امام شافعی رح نے کہین نہین فرمایا کہ مین اپنے قول سابق سے رجوع کرتا ہون ثانیاً
امام شافعی کے اس مسئلے مین دو قول ہین قول مفتی بہ ومشہور واظہر قول قدیم ہے
قول جدید اقسام شاذ سے ہے حافظ ابن حجر فتح الباری مین فرماتے ہین: والجہر للمأموم
ذهب اليه الشافعي في القديم وعليه الفتوى وقال الرافعي قال الاكثرون في المسئلة
قولان اصحهما انه يجهر۔ ترجمہ مقتدی کے لیے جہر کرنے مین امام شافعی کا قول
قدیم ہے [illegible] اور اسی پر فتویٰ ہے رافعی نے کہا ہے کہ بہت لوگون نے کہا ہے کہ اس
مسئلہ مین امام شافعی کے دو قول ہین زیادہ صحیح قول یہ ہے کہ مقتدی آمین کو زور سے کہے [illegible] حافظ ابن حجر نے
[illegible] امام شافعی کے دو قول ہین زیادہ صحیح قول [illegible] مفتی بہ [illegible]

تحفۃ المحتاج وشہاب خفاجی سے معلوم ہوتا ہے کہ قول اظہر وہی قدیم ہے غرضکہ کسی عبارت سے یہ نہین معلوم ہوتا کہ امام شافعی نے قول قدیم سے رجوع کیا ہے ہان دوسرا قول بھی اونکا ہے کہ مقتدی آمین آہستہ کہے مگر یہ قول غریب ولائق اعتبار نہین ہے الحمد للہ کہ یہ بحث ختم کو پہونچی اب جو آپ نے آمین بالجہر کی احادیث کی نسبت کلام کیا ہے اوسکا جواب دیا جاتا ہے۔ وباللہ التوفیق۔

قول مؤلف حدیثون مین جو کتابین مشہور ہین اونمین ایک تو سوطا ہے دوسرے صحاح ستہ۔

مین کہتا ہون آپکو اتنک یہ بھی خبر نہین کہ بہت سے لوگون کے نزدیک سوطا بھی داخل صحاح ستہ ہی بعوض ابن ماجہ کے آپسی برتے پر یہ شیخی۔

قول مؤلف۔ ان کتابون مین جن جن حدیثون سے لوگ آمین بالجہر ثابت کرتے ہین اونکی حقیقت حال ظاہر کیے دیتا ہون الی قولہ بیساختہ زبان سے نکلتا ہے فللہ درہ ثم للہ درہ۔

مین کہتا ہون انشاء اللہ تعالی مین آپکے جرح قدح کو ہبار منثورا کیے دیتا ہون اور آمین بالجہر کا فعل نبوی احادیث صحیحہ سے ثابت کیے دیتا ہون اور عنقریب آپ پر اور ناظرین رسالہ ہذا پر یہ بات کھل جائیگی کہ اس مسئلہ مین امام ابوحنیفہ رح کا اجتہاد غلط واقع ہوا ہے اور یہ غلطی بباعث نہ پہونچنے حدیث کے ہے جس سے اونکے حق مین کچھہ طعن نہین ہوسکتا اور قول یحیی بن سعید کا امام صاحب کے رای کے بارے مین ثابت نہین ہی۔

بحث احادیث بخاری شریف

قول مؤلف امام بخاری علیہ الرحمہ کو جہر آمین پر بہت بڑا اصرار ہے اونکی

ہون ایسے ہی امام شافعی کا بھی مشہو و مفتی بہ یہی قول ہے کہ مقتدی آمین زور سے کہے اور یہی معمول بہ اونکے مذہب مین ہے اور اسیکو اونکے محققین اصحاب نے اختیار کیا ہے دوسرا قول غیر مشہور و مہجور ہے جب اصل مذہب امام شافعی کی کیفیت ناظرین کو معلوم ہوگئی تو اب معترض کے اقوال کی تردید کیجاتی ہے وباللہ التوفیق ✦

قول مؤلف اور بیشک مدتون اونکا بھی اجتہاد رہا برسون آمین بالجہر کے قائل رہے مگر جب خوب انھون نے چھان بین کی تو اونکا خیال مقتدیون کی آمین کے باب مین پلٹ گیا آمین بالجہر سے رجوع کرکے آمین بالسر کے قائل ہوگئے ابتہاج شرح منہاج مین علامہ تقی الدین سبکی نے لکھا ہے ویجھر بہ ای المأموم فی الصلوٰۃ الجہریۃ فی الاظھر وھو القدیم والمسئلۃ مما یفتی بہا علی القدیم یعنی نماز جہری مین مقتدی موافق روایت اظہر و قدیم کے آمین زور سے کہے اور اس مسئلے مین امام شافعی کے قول قدیم پر فتوی دیا گیا ہے۔

مین کہتا ہون دعوی تو آپ کا یہ تھا کہ امام شافعی نے رجوع کیا اور خیال اونکا پلٹ گیا اور دلیل آپ نے ایسی لکھی جو آپکے مدعا کے موافق و مطابق نہین کیونکہ عبارت ابتہاج سے ظاہر ہے کہ امام شافعی کے دو قول ہین قول اظہر و مفتی بہ قدیم ہے اس سے یہ نہین معلوم ہوتا کہ امام شافعی نے پہلے قول سے رجوع کیا ہے۔

قول مؤلف حافظ ابن حجر نے فتح الباری شرح صحیح بخاری مین لکھا ہے والجہر للمأموم ذھب الیہ الشافعی فی القدیم وعلیہ الفتوی۔

مین کہتا ہون عبارت حافظ ابن حجر سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ قول قدیم پر فتوی ہے پوری عبارت فتح الباری کی آپ نے نقل نہین کی پوری عبارت اوپر گذرچکی جس سے صاف ظاہر ہے کہ اکثر اصحاب شافعی کے نزدیک اس مسئلہ مین امام شافعی کے دو قول ہین اصح اور اظہر اور مفتی بہ وہی قدیم ہے ایسے ہی عبارت

ذلک بما رواہ عن ابن الزبیر وھذا التعلیق وصلہ عبد الرزاق عن ابن جریج
عن عطاء قلت لہ اکان ابن الزبیر یؤمن علی اثر ام القرآن قال نعم ویؤمن
من وراءہ حتی ان للمسجد للجۃ ثم قال انما آمین دعاء - ترجمہ اس اثر کی مطابقت
اس طرح پر ہے کہ عطا رنے کہا کہ آمین دعا ہے اور دعا میں امام اور مقتدی دونوں شریک
ہیں پھر اسکی تاکید کی اوس اثر سے جسکو ابن زبیر سے روایت کیا اس تعلیق عطار کو
عبد الرزاق نے موصول کیا ہے وہ ابن جریج سے روایت کرتے ہیں وہ عطار
سے ابن جریج کہتے ہیں میں نے عطار سے کہا کیا ابن زبیر سورہ فاتحہ کے بعد آمین کہتے تھے
عطا رنے کہا ہاں اور جو اوسکے مقتدی تھے وہ بھی آمین کہتے تھے یہانتک کہ مسجد میں شور
مچ جاتا تھا پھر عطا رنے کہا آمین دعا ہے - عبارت عمدۃ القاری سے چند امر معلوم ہوئے
اول یہ کہ اس تعلیق عطار کو عبد الرزاق نے موصول کیا ہے دوم قال عطاء آمین
دعاء یہ ایک ٹکڑا کامل اور پوری روایت کا ہے جس سے پہلے عطار نے آمین بالجہر ثابت
کیا ہو اور اوسکی بعد یہ کہا ہے کہ آمین تو دعا ہے یعنی جیسے امام اھدنا الصراط المستقیم
سے آخر تک کلمات دعائیہ کو زور سے پڑہتا ہے اسیطرح آمین کو بھی زور سے پڑھے کیونکہ اسکے
معنی بھی دعا کے ہیں اور ابن زبیر اور انکے مقتدی سب لوگ زور سے اس دعا کو پڑہتے
تھے - سوم مطابقت قول عطا کی ترجمہ باب سے بخوبی معلوم ہو گئی چہارم مؤلف رسالہ
حبل المتین کو تعصب مذہبی کی دلیل شافی معلوم ہوئی کہ اثر ابن زبیر کو دوسری
جگہہ نقل کیا ہے مگر پورا نہیں نقل کیا الحاصل پورے قول عطار سے جسکو عبد الرزاق
نے موصولاً نقل کیا ہے آمین بالجہر امام و ماموم کے لیے ثابت ہوئی اور یہی مطلب
بخاری کا اس تعلیق سے ہے - اور دعا کے باب میں جو کچھہ حضرت مخاطب صاحب نے
لکھا ہے سبکا جواب مفصلاً لکھا گیا -

قول مولف اس اثر کے بعد بخاری یوں تحریر فرماتے ہیں امن ابن الزبیر

طرز تحریر سے روشن ہے کہ اپنی دانست مین اثبات جہر مین کوئی دقیقہ اوٹھا نہین رکھا باب یون منعقد کرتے ہین باب جہر الامام بالتامین یعنی یہ وہ باب ہے جس سے امام کی آمین بالجہر ثابت ہے ناظرین انصافانہ ملاحظہ فرمائین کہ جو دلیلین وہ پیش کرتے ہین اونسے کیا ثابت ہوتا ہے ۔

مین کہتا ہون امام بخاری علیہ الرحمہ کیا جسقدر محدثین سابقین مثل امام مسلم و ترمذی ابو داؤد کے گذرے ہین سبکو آمین بالجہر پر بہت اصرار ہے کیون نہو وہ لوگ شائق سنت تھے اور آمین بالجہر مین سنت صحیحہ ثابتہ وارد ہوئی ہے جو دلائل امام بخاری پیش کرتے ہین اونسے آمین بالجہر ثابت ہوتا ہے مگر فہم مطالب بخاری کے لئے ذرا علم و عقل درکا ہے ہرکس و ناکس کا کام نہین ہے کہ بخاری کا مطلب سمجھے خصوصاً آپ جیسے فہم کے لوگ اب آپ اور جملہ ناظرین نظر انصاف بلا اعتصاف سے ملاحظہ فرمائین کہ بخاری کے براہین قویہ و دلائل جلیہ سے کیا بات معلوم ہوتی ہے ۔

قول مؤلف پہلے تو وہ لکھتے ہین وقال عطا آمین دعاء یعنی عطا نے کہا کہ آمین دعا ہے ظاہر ہے کہ اس اثر کو جہر آمین سے کچھہ علاقہ نہین بلکہ اس سے آمین بالسر ثابت ہوتی ہے کیونکہ جب آمین دعا ہے اور اصل دعا کا حکم اخفا ہے تو اس سے اخفار آمین ثابت ہوتا ہے چنانچہ اسکی بحث اوپر مفصلاً لکھی جا چکی

مین کہتا ہون اس اثر کو پورا دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس اثر کو جہر آمین سے پورا علاقہ ہے آپ تو جابجا عمدۃ القاری کی عبارت اپنے مدعا کے موافق لکھتے ہین اس عطا کے اثر کو اور نہین تو عمدۃ القاری مین ہی دیکھا ہوتا ۔ عمدۃ القاری جلد تیسری ۵۳۸ مین ہے مطابقۃ ھذا الاثر من حیث ان عطاء لما قال آمین دعاء والدعاء یشترک فیہ الامام والماموم ثم اکد

استمرار کا ہوتا ہے لہذا تاویل ابن الہادی کی لائق اعتبار نہین اگر کوئی کہے کہ پھر آپ لوگ بسم اللہ کو جہر سے نماز مین کیون نہین پڑہتے تو اوسکا جواب یہ ہے کہ حضرت صلعم سے بسم اللہ کا جہر سے پڑہنا روایت صحیحہ سے ثابت نہین ہوا اور بسم اللہ کا آہستہ پڑہنا روایت بخاری و مسلم سے ثابت ہے لہذا ہم لوگ بسم اللہ جہر سے نہین پڑہتے اور وہ فعل ابن زبیر جسکی تائید سُنت صحیحہ سے نہ نکلتی ہو ہم لوگ قابل پابندی کے نہین جانتے بخلاف آمین بالجہر کے کہ یہ فعل عبد اللہ بن زبیر رض کا سُنت صحیحہ کے موافق ہے اور حضرت صلعم کی نماز برابر آمین بالجہر سے رہی اور کسی خلیفہ سے آمین بالاخفا ثابت نہین اور نہ کسی اور صحابی سے لہذا یہ فعل ابن زبیر حجت قویہ ہے ایسے ہی مقتدی عبد اللہ بن زبیر کے جو غالباً صحابہ و تابعین تھے وہ بھی آمین بالجہر کہتے تھے نہ اس وجہ سے کہ عبد اللہ بن زبیر نے آمین بالجہر کہی تھی بلکہ حضرت کی سُنت کی پیروی کے خیال سے یہ لوگ آمین بالجہر کہتے تھے امام شافعی کو بیشک یہ اثر عبد اللہ بن زبیر کا پہونچا تھا لہذا امام شافعی نے امام و ماموم کے لئے آمین بالجہر کو تجویز کیا اور اس قول سے رجوع ہرگز نہین کیا بلکہ یہ قول اونکا اونکے مذہب مین مفتیٰ بہ ہے اسکی تحقیق پہلے گذر چکی اور آپکی تحقیق کا جواب بھی دیا گیا فتذکر +

قول مؤلف اثر ابن زبیر کے بعد امام بخاری لکھتے ہین وکان ابو ھریرۃ ینادی الامام لا تفتنی بآمین یعنی ابو ہریرہ امام کو پکار کے کہدیا کرتے تھے کہ دیکھو میری آمین فوت نہ کر دینا الی قولہ اس اثر سے نفس آمین کی فضیلت اور تاکید نکلتی ہے نہ جہر سے اسکو کچھ علاقہ ہے نہ اخفا سے

مین کہتا ہون آپنے ابو ہریرہ رض کے قول کا مطلب نہین سمجھا باعث نہ سمجھنے مطلب کے آپنے فرمایا ہے کہ اس اثر کو آمین بالجہر سے کوئی علاقہ نہین مطلب ابو ہریرہ رض کا یہ ہے کہ اے امام آمین کہنے مین جلدی سے سبقت مت کرنا یعنی جبتک علم کر لیتا کہ مین نماز مین

ومن وراءه حتی ان للمسجد للجة - یعنی عبد اللہ بن زبیر اور اونکے مقتدیون نے
اس زور سے آمین کہی کہ مسجد گونج گئی اس تعلیق کو عبد الرزاق نے بسند صحیح اپنے مصنف
مین موصول کیا ہے جس سے یہ بھی ثابت ہے کہ ابن زبیر نے بعد سورہ فاتحہ کے آمین کہی ہے اس
اثر سے بیشک صراحۃً جہر آمین ثابت ہے مگر اس سے استحباب جہر ثابت نہین ہوتا کیونکہ صحابہ نے
بہت سی چیزین تعلیماً زور سے پڑھی ہین خود ابن زبیر نے بسم اللہ کو جہر کے ساتھ پڑھا ہے
الی قولکم محققہ +

مین کہتا ہون یہ بات تو آپ کو تسلیم ہے کہ اس اثر سے بیشک جہر آمین ثابت ہے
مگر آپ کہتے ہین کہ استحباب آمین کا بالجہر اس سے ثابت نہین مین پوچھتا ہون کیون نہین جبکہ
آپ اسی رسالہ کے صفحہ ۲۷ مین تسلیم کر چکے ہین کہ کان استمرار کے لئے آتا ہے اور یہان پر ابن
جریج کا عطا سے سوال بلفظ کان ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ ابن زبیر آمین کیسی کہا کرتے تھے عطا
نے اوسکا جواب دیا ہے کہ عبد اللہ بن زبیر اور اونکے مقتدی بھی آمین بالجہر کہتے تھے جس سے
مسجد گونج جاتی تھی اب ابن زبیر کا فعل بطور مداومت کے تو آپکے اقرار سے ثابت ہو گیا
پھر تعلیم پر کیسے محمول ہوسکتا ہے کیونکہ جو بات تعلیم کے لئے کی جاتی ہے وہ ایک آدھ بار
ہوتی ہے عینی عمدۃ القاری مین بواسطہ مصنف نقل کرتے ہین حدثنا ابن عیینۃ
قال لعلہ عن ابن جریج عن عطاء عن ابن الزبیر قال کان للمسجد رجۃ
او لجۃ اذا قال الامام ولا الضالین یعنی عطا ابن زبیر سے روایت کرتے ہین کہ
جب امام ولا الضالین کہتا تو مسجد آمین سے گونج جاتی تھی دیکھو اس اثر مین موجود
ہے کہ جب امام ولا الضالین کہتا تب بھی لوگ آمین کہتے اور امام ولا الضالین ہمیشہ
کہتا تھا نہ تعلیم کے لئے رہا ابن زبیر رضہ کا بسم اللہ کا بالجہر نماز مین پڑھنا یہ بھی اونکا مذہب
تھا کہ وہ بسم اللہ کو جہر سے نماز مین پڑھتے تھے نہ یہ کہ وہ تعلیم کے لئے بسم اللہ کو
جہر سے پڑھتے تھے درباب بسم اللہ کے بھی لفظ کان کا موجود ہے جس سے افادہ

ویحضھم وسمعت منہ فی ذلک خبرا یعنی نافع نے کہا کہ ابن عمرؓ آمین کو چھوڑتے نہ تھے اور لوگون کو اسکے کہنے پر رغبت دلایا کرتے اور آمین کے باب مین اون سے مین نے حدیث مرفوع بھی سُنی ہے۔ اور بعض روایت مین خبر کی جگہہ خیرا مروی ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ مین نے ابن عمر سے آمین کہنے کی فضیلت بھی سُنی ہے بہرکیف اس اثر سے لوگ جہر آمین یون ثابت کرتے ہین کہ اگر ابن عمر زور سے آمین نہین کہتے تھے تو نافع کو کیونکر معلوم ہوا کہ وہ آمین نہین چھوڑتے تھے مین کہتا ہون کہ آمین کہنے کا علم کچھ جہر پر موقوف نہین کیا ممکن نہین کہ خود ابن عمر نے نافع سے یہ بھی کہا ہو کہ مین برابر آمین کہا کرتا ہون یہ اثر اثبات جہر مین ایسا ہے جیسا کہ بیہقی نے کتاب المعرفہ مین جہر بسم اللہ کے ثبوت مین یہ اثر روایت کیا ہے الی قولہ انمین سے اثر ابن زبیر کے سوا کوئی بھی جہر آمین پر دال نہین ❊

مین کہتا ہون اگر آپکی نظر پورے اثر ابن عمر پر ہوتی تو آپ ایسی تاویل رکیک ہرگز نہ کرتے مین پورا اثر ابن عمر کا جسکو نافع نے ابن عمر سے روایت کیا ہے لکھتا ہون حافظ ابن حجر فتح الباری مین فرماتے ہین (قولہ وقال نافع الخ) وصلہ عبد الرزاق عن ابن جریج اخبرنا نافع ان ابن عمر کان اذا ختم ام القرآن قال آمین لا یدع ان یؤمن اذا ختمہا ویحضہم علی قولہا قال وسمعت منہ فی ذلک خبرا۔

ترجمہ (قول مؤلف کا نافع نے کہا اخر تک) عبد الرزاق نے اسکو بسند ابن جریج موصول کیا ہے ابن جریج نے کہا کہ ہمکو نافع نے خبر دی کہ ابن عمرؓ جب سورہ فاتحہ کو ختم کرتے تو آمین کہتے جب سورہ فاتحہ ختم کرتے آمین کہنا نہ چھوڑتے اور لوگون کو آمین کہنے کی ترغیب دیتے اور مین نے اس بارے مین اونسے ایک حدیث بھی سُنی ہے ناظرین خیال فرمائین کہ نافع یہ فرما رہے ہین کہ ابن عمر جب سورہ فاتحہ کو ختم کرتے تو اوسکے بعد آمین کہتے اور سورہ فاتحہ کے ختم کے بعد کبھی آمین کو نہ چھوڑتے اور

داخل ہوگیا ہون تو آمین کہنا ظاہر ہے کہ ابوہریرہ اگر آمین امام کی نہ سُنتے تو کیسے کہتے
کہ آمین مجھ سے پہلے مت کہدینا اگر آپ کہین کہ یہ مطلب قول ابوہریرہ کا نہین ہے تو مین کہتا
ہون کہ قول ابوہریرہ کا یہ ہے (لا تفتنی بآمین) یعنی مت فوت کر مجھکو آمین کے ساتھ
خود ترجمہ لفظی سے بہی مطلب ظاہر ہے نیز شراح حدیث نے بھی اس مطلب کی تشریح کر دی ہے حافظ ابن حجر
فتح الباری مین فرماتے ہین وکان ابوھریرة یدخل المسجد وقد قام الامام فیناد یہ
فیقول لا تسبقنی بآمین یعنی ابوہریرہ مسجد مین داخل ہوتے تھے اور امام نماز کے لیے
کھڑا ہو جاتا تھا ابس اوسکو پکار کر کہتے کہ مجھ سے پہلے آمین مت کہدینا - اسکے بعد فتح الباری
مین ہے (قوله لا تفتنی) بضم الفاء وسکون المثناة وحکی بعضھم عن بعض النسخ
[illegible] الشاملیة الیجیة ولم ار ذلک فی شئ من الروایات وانما فیھا بالمثناة
من الفوات وھی بمعنی ما تقدم عند عبد الرزاق من السبق ومراد ابی ھریرة
ان یؤمن مع الامام داخل الصلاة یعنی لا تفتنی فا کے ضمہ و تا کے سکون سے ہے
بعض نے بعض نسخون سے فا اور شین معجمہ سے نقل کیا ہے ہین نے کسی روایت مین یون
نہین دیکھا سب نسخون مین تا کے ساتھ ہے مشتق ہے فوات سے اور معنی اسکے وہی ہین
جو پہلے عبد الرزاق کی روایت سے سبقت کے لکھے گیے مراد ابوہریرہ کی یہ ہے کہ نماز
مین امام کی آمین کے ساتھ آمین کہین - عبارت حافظ ابن حجر سے معلوم ہوا کہ مطلب
ابوہریرہ کا یہ تھا کہ امام اونسے پہلے آمین نہ کہے اسیواسطے امام کو پکار کر کہدیتے تھے کہ اے
امام مجھ سے پہلے آمین مت کہنا اگر امام کی آمین ابوہریرہ سُنتے نہ تھے تو کیسے انکو معلوم ہوتا
تھا کہ امام نے آمین مجھ سے پہلے کہی اور یہ بھی اس سے ظاہر ہے کہ ابوہریرہ رضہ پچھلے صفوف
مین ہوتے تھے حاصل کلام یہ ہے کہ اس اثر کو آمین بالجہر سے پورا پورا علاقہ ہے آپنے مطلب ابوہریرہ رضہ
کے قول کا نہین سمجہا +

قول مؤلف اسکے بعد امام بخاری لکھتے ہین وقال نافع کان ابن عمر لا یدعہ

اما تم یون نکالتے ہین کہ آپ نے مقتدیونکی آمین کو امام کی تامین پر مشروط کیا ہے جب
امام زور سے نہ کہے گا تو مقتدیون کو آمین امام کا علم کیونکر ہوگا مین کہتا ہون کہ محدثین نے
آمین کے جو معنی لئے ہین وہ کسیطرح اخفا کے خلاف نہین امام نووی شافعی نے شرح صحیح
مسلم مین لکھا ہے قوله صلى الله عليه وسلم واذا قال غير المغضوب عليهم ولا الضالين
فقولوا آمين فيه دلالة ظاهرة لما قاله اصحابنا وغيرهم ان تامين المأموم
يكون مع تامين الامام لا بعده فاذا قال الامام ولا الضالين قال الامام و
المأموم معاً آمين وتاولوا قوله صلى الله عليه وسلم اذا امن الامام فامنوا قالوا
معناه اذا اراد التامين ليجمع بينه وبين هذا الحديث الى قوله وبالسكوت عند
قوله ولا الضالين -

مین کہتا ہون جواب اسکا دو وجہ سے ہے اول یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے صاف فرمایا ہے کہ جب امام آمین کہے تو تم لوگ آمین کہو یعنی امام کی آمین کے
بعد جیسے فاء تعقیب کی اوس پر دلالت کرتی ہے تو معنی حقیقی کو چھوڑکر معنی مجازی اختیار
کرنے کی کوئی وجہ معلوم نہین کیا آپ نے نور الانوار توضیح وغیرہما کتب اصول کو نہین
دیکھا کہ جب تک حقیقت بن سکے مجاز نہین اختیار کیا جاتا ہان جب معنی حقیقی متعذر ہون
تو معنی مجازی لئے جاتے ہین یہان تو معنی حقیقی بخوبی بن سکتے ہین معنی مجازی کی کچھ
ضرورت نہین ہے آپ نے یہان پر مذہب امام ابو حنیفہ کا چھوڑکر امام نووی و قسطلانی
شافعی و زرقانی مالکی کا دامن پکڑا جس تقلید کو ثبوت کو فکر مین تھے خود ہی اوسکو توڑ
دیا فاعتبروا یا اولی الابصار وجہ دوم جو معنی آمین کے امام نووی وغیرہ نے لکھے ہین
یعنی جب امام ارادہ آمین کہنے کا کرے تو تم آمین کہو سو یہ معنی انھون نے اسلئے کئے
ہین تاکہ آمین کہنے مین امام اور ماموم کی مقارنت ہو جائے جیساکہ عبارت نووی و
سیوطی سے جسکو آپ نے نقل کیا ہے معلوم ہوتا ہے الفاظ سیوطی کے یہ ہین لیقع تامین

لوگون کو اسکی رغبت دلاتے یہ الفاظ صاف کہہ رہے ہین کہ نافع نے ابن عمر کو سورہ فاتحہ کے بعد آمین کہتے سنا اور سنتے تھے نہ یہ کہ ابن عمر نے اونکو کہدیا تھا کہ مین سورہ فاتحہ کے بعد آمین کہا کرتا ہون اگر یہ ہوتا تو نافع ضرور فرما دیتے کہ ابن عمر نے مجھہ سے کہا کہ جب مین سورہ فاتحہ ختم کرتا ہون تو آمین کہدیتا ہون نافع کا یہ نہ فرمانا صاف اس امر پہ دال ہے کہ نافع ابن عمر کو نماز مین آمین بالجہر کہنا سنتے تھے اور اس معنی کے موید روایت دارقطنی کی ہے حدثنا عثمان بن الدقاق ثنا محمد بن سلیمان الواسطی ثنا الحارث بن منصور ابو منصور ثنا بحر السقاء عن الزهری عن سالم عن ابن عمران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا قال ولا الضالین قال آمین ورفع بها صوته یعنی ابن عمر رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ولا الضالین فرماتے تو آمین کہتے اور آواز اپنی کو آمین کہنے سے بلند کرتے اگرچہ اس حدیث مین بحر سقا ضعیف ہین مگر متہم بالکذب ومتروک نہین ہین لہذا یہ روایت تائید کے لئے کافی ہے نافع نے ابن عمر سے یہی حدیث آمین بالجہر کی سنی ہوگی اور اسی حدیث پہ عمل کر کے ابن عمر آمین بالجہر کہتے ہونگے اور جہر بسم اللہ کا جو اثر آپ نے ابن عمر کا نقل کیا ہے ہمکو اوس سے انکار نہین ہے ابن عمر کا مذہب جہر بسم اللہ کا ہی تھا اور آمین بالجہر بھی کہتے تھے ان دونون اثر مین کچھہ منافات نہین ہے امام بخاری نے جتنے آثار نقل کئے تھے سب سے آمین بالجہر کا کہنا ثابت ہوگیا اور جو کچھہ ہمارے مخاطب صاحب نے خامہ فرسائی کی تھی سب کا جواب ہوگیا وللہ الحمد۔ اب جو کچھہ آپنے احادیث مرفوعہ کی نسبت لکھا ہے اوسکا جواب دیا جاتا ہے +

قول مولف یعنی ابوہریرہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جسوقت امام آمین کہے تم بھی آمین کہو فرشتے بھی آمین کہتے ہین جسنے اونکی موافقت کی اوسکے اگلے گناہ معاف ہوئے اس حدیث سے جہر آمین

کہے خواہ صلوٰہ مین یا خارج صلوٰۃ بر تسلیم آپکی بات کے بھی یہ حدیث عام ستہ رشامل ہے
آمین فی الصلوٰۃ کو بھی اگر یہ حدیث اور کسی آمین کو بھی شامل ہو تو ہمارا کچھ حرج نہین ہے۔
قول مؤلف ثانیاً اگر ہم تسلیم بھی کرلین کہ آمین سے وہی آمین مراد ہے جو بانزاع ہے
تو اس حدیث سے غایت مافی الباب سماع آمین امام نکلتا ہے اور مسموع کے لیئے جہر
نزاعی لازم نہین صوت سر یہ بھی احیاناً مسموع ہوتی ہے الی قولہ آمین آس پاس
والے نمازی سن لین ۔
مین کہتا ہون کیا آپکے کچھ ہوش حواس بھی ٹھکانے ہین یا نہین یہ کیسی باتین
آپ لکھ رہے ہین کیا آپنے اسکو نہ سوچا کہ حضرت صلعم نے سب مقتدیون کو ارشاد
فرمایا ہے کہ امام کی آمین کے بعد تم لوگ آمین کہو جب سب مقتدی امام کی آمین نہ سنین گے
تو کیسے وہ امام کے آمین کے بعد آمین کہین گے جب سب مقتدیون نے آمین امام سُنا
تو جہر نزاعی ثابت ہوا اور تاویل صوت سر یہ آپکی کا خاکا خوب اڑا یا گیا آمین بالسر کو کل
مقتدی ہرگز نہین سن سکتے یہ یاد رہے ۔
قول مؤلف ثالثاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض اوقات تعلیماً آمین بالجہر
سے ہمین انکار نہین پس ایسی حالت مین کہ آپ بعض اوقات تعلیماً جہر سے آمین
کہتے ہون آپ کا یہ فرمانا اذا امن الامام فامنوا بے کھٹکے درست ہو جاتا ہو۔
مین کہتا ہون حضرت صلعم کا آمین بالجہر بطور مداومت ثابت ہے جیسا کہ لفظ
کان وغیرہ جو ابو داؤد کی روایت مین آئے ہین اوسپر دلالت کرتے ہین اور نیز روایت
بخاری کی جو اسکے بعد ہے کان رسول اللہ صلعم یقول آمین اور روایت اذا قال
الامام غیر المغضوب علیہم ولا الضالین فقولوا آمین سے صاف ظاہر ہے کہ رسول
اللہ صلی اللہ صلعم ہمیشہ آمین کہا کرتے تھے یہ کہنا آپ کا کہ آپ بعض اوقات مین تعلیماً
آمین کہتے تھے محض خیال خام ہے جسپر کوئی دلیل نہین ہے ۔

الامام والماموم معاً فانہ یستحب فیہ المقارنۃ یعنی اگر واقع ہو آمین امام اور مقتدی کی معاً کیونکہ آمین مقارنت مستحب ہے تو اب یہ معنی آمین بالجہر کے کسیطرح کے مخالف نہین ہین بلکہ موئد ہین کیونکہ جب تک امام زور سے آمین نہ کہیگا مقتدیون کو کیسے معلوم ہوگا کہ اب امام نے آمین شروع کی ہے ورنہ مقارنت فوت ہو جائیگی بلکہ بعض دفعہ مقتدی آمین کہنے مین سابق ہو جائینگے اور اگر امام آمین آہستہ کہیگا تو مقارنت کسی صورت سے ہو نہین سکتی بعض دفعہ مقتدی امام سے پہلے آمین کہہ لینگے بعض دفعہ اوسکے ساتھ بعض دفعہ اوسکے بعد اور جب امام زور سے آمین کہیگا تو مقتدی بھی امام کے شروع کرتے ہی آمین کہہ دینگے تو مقارنت بخوبی ہو جائیگی اور سکوت امام سے ہرگز مقارنت نہ ہوگی حاصل کلام خلاصہ مرام یہہ ہے کہ عبارت امام نووی و قسطلانی و سیوطی و زرقانی سے ہماراہی مدعا ثابت ہوا آپکی بنی بنائی بات بگڑ گئی وللہ الحمد۔

قول مؤلف اب مین کہتا ہون کہ اگر اَمَّن کو مجاز پر محمول نہ کیجئے تو بھی آمین بالجہر والے حضرات کا مدعا ثابت نہین ہوتا کیونکہ اس حدیث کا مطلب یہ ہوا کہ جب امام کو آمین کہتے سنو تو تم بھی آمین کہو اولاً آمین صرف ام القرآن کے بعد مشروع نہین بلکہ خارج از صلوٰۃ دعا کے بعد بھی اسکا استحباب ابوداؤد کی روایت سے جسکا بیان آگے آئیگا ثابت ہے الخ۔

مین کہتا ہون اولاً حدیث کا لفظ یہ ہے جب امام آمین کہے تب تم آمین کہو جو آدمی خارج صلوٰۃ ہے اوسپر امام ماموم کا اطلاق کیسے آئیگا نیز کہین حدیث مین یہ نہین آیا کہ خارج صلوٰۃ امام آمین کہتا ہے یا جب امام خارج صلوٰۃ آمین کہے تو تم بھی آمین کہو اور یہ بھی ثابت نہین ہوا کہ کسی خارج صلوٰۃ امام نے آمین کہا ہو اور مقتدیون نے بھی اگر ہو تو پیش کیجئے ثانیاً اگر ہم تسلیم بھی کرلین کہ خارج صلوٰۃ بھی آمین کا کہنا مشروع ہے تو بھی ہمارے مدعا کے کچھ منافی نہین ہے کیونکہ حدیث کا لفظ یہ ہے اذا امن الامام یعنی جب امام آمین

من روایۃ الزبیدی فی حدیث الباب عن ابن شہاب کان اذا فرغ من قرأۃ ام القرآن سہع صوتہ وقال آمین۔ ترجمہ روح بن عبادہ نے امام مالک اس حدیث کو روایت کیا ہے ابن شہاب سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ولا الضالین کہتے تو آمین کو زور سے فرماتے اس حدیث کو سراج نے اخراج کیا ہے اور ابن حبان اسی حدیث باب کو بواسطہ زبیدی کے لائے ہین کہ ابن شہاب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم جب قرأۃ سورہ فاتحہ سے فارغ ہوتے تھے تو اپنی آواز کو آمین کو ساتھ بلند کرتے روایت سراج وابن حبان سے تصریح اس امر کی معلوم ہوگئی کہ جب رسول اللہ صلعم ولا الضالین کہتے تو آمین زور سے کہتے بخلاف تسبیحات کی روایت کے جسکو آپ نے نقل کیا ہے اوسمین کہین تصریح جہر کی نہین آئی اور نیز وہ روایت حذیفہ کی جسکو آپ نے نقل کیا ہے صلوٰۃ تہجد کی معلوم ہوتی ہے اوس وقت آپ نے تسبیحات کو زور سے پڑھا ہو حذیفہ نے سن لیا ہو بخلاف روایت متنازعہ فیہا کے کہ اوسمین تصریح جہر کی موجود ہے نیز اور روایات بخاری وابوداؤد کی اسکے مویداین بخاری کی روائتین گذرین اور باقی ابوداؤد کی آگے آینگی انشاء اللہ تعالیٰ فانتظر۔

قول مؤلف اگر یہ کہے کہ قسطلانی شرح صحیح بخاری مین لکھا ہے وقد اخرج السراج ھذا الحدیث بلفظ وکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قال ولا الضالین جہر بالتامین تو اسکا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث محض ضعیف ہے حافظ ابن حجر نے فتح الباری مین لکھا ہے۔ وقد روی روح بن عبادۃ عن مالک فی ھذا الحدیث الخ

مین کہتا ہون عبارت فتح الباری کی پوری پوری مع ترجمہ کے پہلے گذر چکی کہین حافظ نے نہین کہا کہ یہ حدیث ضعیف ہے یہ آپکی محض دہوکا دہی ہے کہ اتنا کہکر کہ یہ حدیث ضعیف ہے عبارت عربی فتح الباری کی لکھدی یہ نہ جانا کہ فتح الباری مطبوعہ ہوکر شائع ہوگئی ہے فی الجملہ عبارت فتح الباری کی پہلے گذر چکی کہ اس حدیث کو ...

قول مؤلف المختصر اس حدیث سے غایت ما فی الباب یہ نکلتا ہے کہ امام کو کبھی آمین بالجہر کہنے کا بھی حق ہے اور یہ تو حنفیہ کہتے ہیں کہ بعض اوقات جہاں کے لوگ نماز سے ناواقف ہوں امام آمین وغیرہ تعلیماً زور سے کہہ سکتا ہے الخ۔

مین کہتا ہون جو کچھ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے اوسکی بحث تو گذر چکی مگر یہ تو فرمائے کہ حنفیہ نے کہاں کہا ہے کہ امام تعلیماً آمین بالجہر کہہ سکتا ہے کتاب کا حوالہ دیجئے ظاہر تو آپ کا افترا ہے کیونکہ آپ ایسی باتوں مین مشاق ہین حاصل کلام یہ ہے کہ اس حدیث سے آمین بالجہر امام کا کہنا ثابت ہوا کسی امام کا قائل نہ ہونا حدیث کے مقابلہ مین ہیچ ہے فافھم ولا تکن من الغافلین۔

قول مؤلف اس حدیث کے بعد امام بخاری رح نے لکھا ہے قال ابن شہاب وکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول آمین۔ یعنی ابن شہاب نے کہا کہ آنحضرت صلعم آمین کہا کرتے تھے اس حدیث سے جہر کا استدلال یوں کیا گیا ہے کہ اگر آپ آمین زور سے نہیں کرتے تھے تو کوئی کیونکر جان سکتا ہے کہ آمین کہا کرتے تھے مین کہتا ہوں کہ علم کے اسباب بہت ہین کچھ جہر ہی پر موقوف نہیں الی قولہ المختصر اس حدیث سے استدلال جہر درست نہیں۔

مین کہتا ہون پہلے تو معلوم کر لینا چاہیے کہ اس حدیث کو مسلم و ابو داؤد و امام مالک نے بھی روایت کیا ہے اور اسمین صاف مرقوم ہے کہ رسول اللہ صلعم آمین کہتے تھے ظاہر ہے کہ راوی نے حضرت صلعم کو آمین کہتے سنا اگرچہ علم کے بہت سے اسباب ہین مگر یہاں تو قرینہ قول کا موجود ہے نیز سراج نے جو اس حدیث کو اخراج کیا ہے تو اسمین لفظ جہر کا موجود ہے حافظ ابن حجر فتح الباری مطبوعہ مصر جلد دوم کے صفحہ ۲۱۹ مین ہے۔

وقد روی حفص بن عباد عن مالک فی ھذا الحدیث قال ابن شہاب وکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قال ولا الضالین جھر بآمین اخرجہ السراج ولابن حبان

قول مؤلف - اسکے بعد امام بخاری یون باب منعقد کرتے ہین باب جہر الماموم بالتامین یعنی یہ وہ باب ہے جس سے مقتدیون کی آمین بالجہر ثابت ہوتی ہے یہ باب منعقد کرکے کہتے ہین حدثنا عبد اللہ مسلمہ عن مالک عن سمی مولی ابی بکر عن ابی صالح السمان عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا قال الامام غیر المغضوب علیھم ولا الضالین فقولوا آمین فانہ من وافق قولہ قول الملائکۃ غفر لہ ما تقدم من ذنبہ تابعہ محمد بن عمرو عن ابی سلمۃ عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ونعیم المجمر عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم اس حدیث کے معنی یہ ہین کہ ابو ہریرہ رض سے مروی ہے کہ آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا کہ جب امام غیر المغضوب علیہم ولا الضالین کہے تو تم لوگ آمین کہو کیونکہ جسکی آمین فرشتون کی آمین سے موافق ہوگی اوسکے اگلے گناہ معاف ہوجائینگے ظاہر ہے کہ اس حدیث مین جہر کا کچھہ ذکر نہین حافظ ابن حجر وغیرہ شارحین نے ترجمۃ الباب کے مناسبت کے لئے لکھا ہے کہ جب قول مطلق کے ساتھہ خطاب کیا جاتا ہے تو جہر پر محمول ہوتا ہے اور جب آہستہ یا جی مین کہنا مراد ہوتا ہے تو اوسکی قید لگائی جاتی ہے یہان قولوا مطلق ہے مراد یہ ہے کہ تم زور سے آمین کہو مین کہتا ہون یہ قاعدہ غلط ہے خود صحیحین مین موجود ہے کہ آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا ہے۔ قولوا اللھم صل علی محمد الخ یہان بھی قول مطلق ہے تو کیا درود شریف کو بھی بالجہر پڑھنا چاہیے الی قولہ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

مین کہتا ہون حافظ ابن حجر وغیرہ نے جو لکھا ہے کہ قول کا لفظ جب مطلق بولا جائے تو مراد اس سے جہر ہوتا ہے یہ بات حافظ و دیگر شراح کی موافق قواعد عربیت کے ہے کہ مطلق جب اپنے اطلاق پر چھوڑا جاتا ہے تو فرد کامل اوسکا مراد لیا جاتا ہے یہان پر قول کا فرد کامل جہر ہی ہے لہذا وہی مراد ہوگا یعنی حضرت صلعم نے جو ارشاد فرمایا ہے کہ جب امام ولا الضالین کہے تو تم آمین کہو تو قول کا فرد کامل یہی ہے کہ جہر سے کہو اور قولوا اللھم صل مین دوسرے

حبان وسراج لائے ہین سنداً وہ صحیح ہے نہ ضعیف یہ محض آپ کا مغالطہ ہے۔

قول مؤلف قطع نظر اسکے کہ مرسل ہے نہ متصل یہ حدیث شاذ کی قبیل سے ہے کیونکہ امام مالک سے متعدد لوگون نے ابن شہاب کی اس حدیث کو روایت کیا ہے اس طریق کے سوا کسی مین جہر کا ذکر نہین الی قولہ پس سراج والی حدیث کے ضعف مین کیا کلام رہا۔

مین کہتا ہون ۔ اولاً اس حدیث کی یہی ایک سند سراج کی نہین ہے بلکہ دوسری سند ابن حبان کی بھی موجود ہے جو بواسطہ زبیدی کے ہے جسکا ذکر پہلے گذر چکا تو اب یہ روایت شاذ کیسے ٹھہری ثانیاً آپکو ابتک شاذ کی تعریف بھی معلوم نہین جنابمن شاذ وہ روایت ہوتی ہے جو ایک ثقہ مخالف دوسرے ثقات کے بیان کرے نہ یہ کہ جو ایک ثقہ نے زیادتی جملہ کی بیان کی وہ شاذ ہے سید شریف رسالہ اصول حدیث مین فرماتے ہین الشافعی رحمۃ اللہ الشاذ ما رواہ الثقۃ مخالفا لما رواہ الناس قال ابن صلاح فیہ تفصیل فما خالف مفردہ احفظ منہ واضبط فشاذ مردود وان لم یخالف وھو عدل ضابط فصحیح ۔ خلاصہ اس عبارت کا وہی ہے جو پہلے لکھا گیا حاصل کلام کا یہ ہے کہ یہ روایت شاذ نہین ہے جو اسپر ضعف کا حکم لگایا جائے اور یہ روایت اگرچہ مرسل ہے مگر اور احادیث موصولہ سے معتضد ہے جیسا کہ حافظ نے فتح الباری مین لکھا ہے لہذا احتجاج اس سے درست ہے اور حنفیہ کے نزدیک تو مرسل بھی حجت ہے۔

قول مؤلف حدیث ابن شہاب کے بعد امام بخاری یون لکھتے ہین باب فضل التامین الخ ۔

مین کہتا ہون اس روایت مین امام بخاری نے فضیلت آمین کہنے کو بیان کیا ہے امام مقتدی سبھی کو چاہیے کہ آمین کہین ۔

نحو حدیث الباب ويتقوى ذلك بما تقدم عن عطاء ان من خلفه ابن الزبير كانوا يؤمنون جهرا۔ **ترجمہ** ابن رشید نے جو اس حدیث کو باب سے چند وجہ سے مناسبت بتلائی بعض ونمین سے یہ ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا جب امام کہے تو تم بھی کہو یہان قول کا قول سے مقابلہ ہوا اور امام تو جہر سے کہتا ہے پس ظاہر یہ ہے کہ مقتدی کا بھی اتفاق امام کے ساتھ آمین مین ہو اور بعض انمین سے یہ ہے کہ حضرت صلعم نے مطلق لفظ تو بولو اسکا فرمایا ہے جہر وغیرہ کی قید نہین لگائی اس طلق پر پہلے دلیل سے جہر پر عمل ہو چکا ہے یعنی مسئلہ امام مین اور مطلق پر جب ایک صورت مین عمل ہوجاتا ہے تو دوسری صورت مین اتفاق ثابت نہین رہتا اور بعض اونمین سے یہ ہے کہ یہ بات پہلے گذر چکی ہے کہ مقتدی کو حکم ہے کہ امام کی اقتدا کرے اور پہلے یہ بات ہو چکی ہے کہ امام آمین زور سے کہتا ہے پس بباعث جہر امام کے مقتدی کو بھی جہر سے آمین کہنا لازم آیا اسیلئے اس وجہ وغیرہ کو ابن بطال نے پہلے سے بیان کیا ہے اور اس وجہ پر قید وارد کیا گیا ہے کہ اس سے لازم آتا ہے کہ مقتدی قراۃ بھی امام کے پیچھے زور سے کرے کیونکہ امام نے اوسکو بھی زور سے پڑھا ہے لیکن اس تعقب کے جواب کا احتمال ہے کہ زور سے پڑھنا امام کے پیچھے ممنوع ہے پس آمین کا زور سے پڑھنا تحت مین عموم امر اتباع کے باقی رہا اور اسکی مضبوطی اوس اثر سے ہوتی ہے جو ابن زبیر رضی کا پہلے گذر چکا کہ جو اونکے مقتدی تھے سب آمین جہر کہتے تھے۔ ختم ہوا ترجمہ عبارت فتح کا۔ عبارت فتح الباری سے پوری طور سے علاقہ اس حدیث کا ترجمہ باب سے ثابت ہوا۔ اور جو آپ نے لکھا ہے کہ حدیث صحیحین مین ہے کہ قولوا اللہم صل علی محمد الخ درود کو زور سے کیون نہین پڑھتے اسکا جواب اولاً تو یہ ہے کہ درود وغیرہ چونکہ تابع التحیات ہے اور التحیات کا آہستہ پڑھنا حدیث مین آچکا ہے ترمذی صفحہ ۳۸ وغیرہ مین عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ التحیات کا آہستہ پڑھنا سنت ہے تو اب اس دلیل سے التحیات واوسکے جو تابع درود وغیرہ دعائین ہین اونکو آہستہ

تنبیہ سے مراد قول سے ہے جسکا بیان کی بحث عنقریب اچھا اس امر کو آپ جانے دیجیے
فقولوا کا مصدر قول ہے جسکے معنی فارسی مین گفتن و ہندی مین کہنے کے ہین مین تسلیم
کرتا ہون کہ یہ لفظ مشترک ہے درمیان جہر و اخفاء کے جیسا کہ آپ کہتے ہین جو لفظ کہ مشترک
المعنی ہوتا ہے انمین ایک معنی کی تعیین کسی قرینہ سے کی جاتی ہے جیسے عین کا لفظ کہ
مشترک ہے اسکے معنی آنکھ چشمہ جرم شمس و سونا وغیرہا کے ہین جب بولتے ہین رایت عینا
جاریۃ تو مراد چشمہ ہوتا ہے بقرینہ جاریۃ کے جب یہ بات معلوم ہولی تو مین کہتا ہون کہ
اسی مقام متنازعہ فیہ مین بھی قرینہ جہر کا موجود ہے وہ یہ کہ حضرت صلعم نے ارشاد فرمایا
واذا قال الامام غیر المغضوب علیہم ولا الضالین فقولوا امین۔ حضرت صلعم کے
قول مین تقابل دو قول کا ہے یعنی ایک امام کے قول کا دوسرے مقتدی کے قول کا
امام کے قول سے جہر بالاتفاق مراد ہے یعنی غیر المغضوب الخ کا زور سے کہنا تو اب مقتدی
کے قول سے بھی بقرینہ قول امام جہر مراد ہوگا تاکہ مناسبت فی الصفۃ دونون قولون مین
ہو جاوے جسکو ادنی بھی عربیت کا مذاق ہے وہ اس سے انکار نہ کریگا حافظ ابن
حجر فتح الباری مین فرماتے ہین قال ابن رشید تؤخذ المناسبۃ منہ من جہات
منہا انہ قال اذا قال الامام فقولوا فقابل القول بالقول والامام انما قال ذلک
جہرا فکان الظاہر الاتفاق فی الصفۃ ومنہا انہ قال فقولوا ولم یقیدہ لا
بجہر ولا غیرہ وہو مطلق فی سیاق الاثبات وقد عمل بہ فی الجہر بدلیل ما تقدم
یعنی فی المسئلۃ الامام والمطلق اذا عمل بہ فی صورۃ لم یکن حجۃ فی غیرہا
باتفاق ومنہا انہ تقدم ان المأموم مأمور بالاقتداء بالامام وقد تقدم
ان الامام یجہر فلزم جہرہ بجہرہ وہذا الاخیر سبق الیہ ابن بطال وتعقب
بانہ یستلزم ان یجہر المأموم بالقرأۃ لان الامام جہر بہا لکن یمکن ان
ینفصل منہ بان الجہر بالقرأۃ خلف الامام قد نہی عنہ فبقی التامین داخلا

یا بسر اصطلاح سانس کھینچ کے پڑھے کہ آس پاس والے سن لین تو رفع صوت کا اطلاق ہو سکتا ہے الی قولہ وہ ان الفاظ سے پاک ہین +

مین کہتا ہون جواب اسکا مفصل پہلے لکھا گیا کہ رفع صوت کے معنی سری کے کہین نہین آئے یہ سب آپکی طبع زاد باتین ہین ۔ مفصل بحث اسکی گذرچکی آپ ایک بات کو بار بار اعادہ کرتے ہین جواب اسکا بحث تطبیق مین دیکھ لیجیو اور روایت حمیدی کا بھی جواب پہلے گذر چکا فتذکر +

قول مؤلف اور اس حدیث مین جو لفظ اذا اور کان ہے جس سے لوگ استمرار نکالتے ہین وہ حقیقت مین پچھلے راویون کے الفاظ ہین الخ

مین کہتا ہون آپکو کیسے معلوم ہوا کہ یہ لفظ وائل بن حجر کی زبان سے نہین نکلا اور پچھلے راویون کے الفاظ ہین حالانکہ اس حدیث کے راوی سب ثقہ عادل ضابط ہین جنھون نے وائل سے حدیث کو یاد کیا ہے پھر بمجرد آپ کے گمان سے کیسے کہہ سکتے ہین کہ یہ پچھلے راویون کے الفاظ ہین +

قول مؤلف جن لوگون کو فن حدیث مین مہارت نہین ہوتی وہ جھٹ پٹ اس قسم کے الفاظ سے استمرار و مواظبت ثابت کرنے لگتے ہین اور یہ نہین دیکھتے کہ یہ حدیث اور طرق سے مروی ہے اومین کس قسم کے الفاظ ہین اسکے علاوہ کان کا استمرار کے لئے ہونا خود غیر مسلم ہے +

مین کہتا ہون اس حدیث کے اکثر طرق مین لفظ کان و اذا وغیرہ موجود ہے اور کان کا استمرار کے لئے ہونا اسی رسالے کے صفحہ ۲۷ مین آپ تسلیم کرچکے ہین اب یہان اگر ہمارے مقابلے مین غیر مسلم بتاتے ہین یہ آپکی ہٹ دھرمی نہین تو کیا ہے چونکہ کان کا استمرار کے لئے ہونا مسلم ہوچکا ہے لہذا آپکی عبارت لکھدینا کافی ہے صفحہ ۲۷ مین آپ نے لکھا ہے (کان لا یجھرون اور لم یکن یجھر ان سے حسب قاعدہ علم معانی ثابت ہے کہ ترک جہر آمین پر ان دونون

پڑھا تاہے - ثانیاً یہان جو درود مین قولوا کا لفظ آیا ہے تو اس جگہہ کوئی قرینہ نہین ہے
جس سے جہر مراد ہو بلکہ حضرت صلعم وجملہ اصحاب کبار و تبع تابعین کا آہستہ پڑھنا درود کا
قرینہ والہ آہستہ پڑھنے کو ہے اس لئے درود وغیرہ دعائین آہستہ پڑھی جاتی ہین اور
آمین کے جہر پر قرائن متعددہ جنکا پہلے ذکر ہوا موجود ہین اس لئے قولوا آمین سے جہر
مراد لیا جاتا ہے فافهم ولا تكن من الغافلين - امام بخاری کو ہر چند کئی لاکھہ حدیث
یاد تھین اونمین سے جو انھون نے اپنی شرط کے موافق روایت آمین بالجہر پائین اوسکو
ذکر کیا چونکہ جو مقصود بخاری تھا وہ انھین روایتون مین سے جو مذکور ہوئین ثابت
تھا لہذا دوسری روایتین جو اونکی شروط کے موافق نہ تھین اونکو وہ نہین لائے اور محدثین
مثل امام ابو داؤد و ترمذی ابن ماجہ نسائی وغیرہم نے اونکو اپنی اپنی سنن مین ذکر کیا بخلاف
آمین بالاخفا کے کہ اسکی کوئی روایت حضرت صلعم سے اور کسی صحابی سے کتب امہات
ستہ مین پائی نہین جاتی دوسری کتابون مین اگر ایک روایت ہے بھی تو وہ بھی شاذ
مردود ہے - جن احادیث کو امام بخاری نے ذکر کیا تھا انھین کو مسلم نے بھی ذکر کیا ہے حضرت
نیموی صاحب نے اوسپر کچھہ اعتراض نہین کیا اور نہ روایات موطا کی نسبت کچھہ کلام کیا
ہے اب روایات ابو داود کی نسبت جو آپ نے درافشانی کی ہے اوسکا جواب دیا
جاتا ہے •

قول مؤلف سنن ابی داود مین سات حدیثین باب التامین مین مروی ہین پہلی
حدیث یہ ہے حدثنا محمد بن كثير انا سفيان عن سلمة عن حجر ابي العنبس الحضرمي عن
وائل بن حجر قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا قرأ ولا الضالين قال
آمين رفع بها صوته - یعنی وائل بن حجر سے مروی ہے کہ آنحضرت جب ولا الضالین پڑھتے
تھے تو زور سے آمین کہتے تھے مین کہتا ہون کہ اس حدیث سے جہر مابہ النزاع ثابت نہین
ہوتا کیونکہ رفع صوت سری اور رفع صوت جہری دونون ممکن ہین اگر کوئی شخص آمین

سننا تو جہر نہین ہے الخ) یہان آکر بقول دروغ گورا حافظہ نباشد دو ایک کے سننے پر بھی آپ نے اطلاق جہر کا کر دیا یہ اوسی شخص کی حالت ہوتی ہے جسکو تعصب مذہبی نے اندھا کر دیا ہوتا ہے وہ نہین جانتا کہ مین نے پہلے کیا کہا تھا اب کیا کہرہا ہون غرض کچھہ بھی ہو گو دو ایک سننے پر اطلاق جہر آوے یا نہ آوے مدعا ہمارا جہر کا ثابت ہے کہ حضرت صلعم نے آمین بالجہر کہی اور دوسری روایتون مین کان و اذا وغیرہ الفاظ آچکے ہین جن سے جہر بخوبی ثابت ہے اب اسکے بعد جو تیسری حدیث آپ نے نقل کی ہے جسکا یہہ مضمون ہے کہ حضرت صلعم آمین بالجہر ایسے آواز سے کہتے تھے کہ آس پاس والے لوگ سُن لیتے تھے اور اوسکی تائید آپ نے مسند حمیدی کی روایت سے کی ہے سو ان دونون روایتون کا جواب پہلے گذر چکا کہ یہہ دونون روایتین ضعیفہ قابل احتجاج کے نہین اور نہ اہل حدیث اس روایت سے استدلال کرتے ہین لہذا ان روایات سے ہمارے مقابلہ مین استدلال پکڑنا آپکی خوش فہمی ہے اور چوتھی و پانچوین حدیث وہی ہین جو بخاری کی روایات گذر چکین اور آپ نے بھی اونکو نقل نہین کیا لہذا ہم بھی اعادہ اونکا بیکار سمجھتے ہین ❖

قول مولف چھٹی حدیث یہ ہے حدثنا اسحاق بن ابراھیم بن راھویہ انا وکیع عن سفیان عن عاصم عن ابی عثمان عن بلال انه قال یا رسول الله لا تسبقنی بآمین یعنی بلال نے کہا کہ یا رسول الله مجھہ سے پیشتر آپ آمین نہ کہیے مین کہتا ہون کہ اس سے جہر آمین ثابت نہین ہوتا الی قولہ اسکے لئے کچھہ جہر لازم نہین ۔

مین کہتا ہون بیشک اس حدیث سے آمین بالجہر ثابت ہوتا ہے کیونکہ اگر آنحضرت صلعم زور سے آمین نہ کہتے تو بلال رض کو کیسے معلوم ہوتا کہ حضرت صلعم نے مجھہ سے پیشتر آمین کہی ہے کیونکہ آہستہ آمین مین تو تین احتمال ہین کبھی

حضرات کا استدلال تھا) رسالہ درہم صرہ کی عبارت کا جو جواب آپ دینگے وہی ہماری طرف سے بھی دیا جائیگا +

قول مؤلف دوسری حدیث یہ ہے حدثنا مخلد بن خالد الشعیری نا ابن نمیر نا علی بن صالح عن سلمة بن کھیل عن حجر بن عنبس عن وائل بن حجر انه صلی خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجہر بآمین وسلم عن یمینه وعن شماله حتی رایت بیاض خدہ

یعنی وائل بن حجر سے مروی ہے کہ میں نے آنحضرت صلعم کے پیچھے نماز پڑھی آپ نے زور سے آمین کہی اور دہنی بائیں اس طرح سلام کیا کہ میں نے آپکے رخسارہ مبارک کی چمک دمک دیکھ لی چونکہ اسمیں جہر کا لفظ ہے آمین بالجہر والے حضرات نہایت فخر سے کہتے ہیں کہ صراحةً آپکی آمین بالجہر ثابت ہے میں کہتا ہوں کہ یہان راوی نے نقل بالمعنی کی ہے جہر کے بدلہ اصل میں رفع صوت ہے الی قولہ کما مر تحقیقہ +

میں کہتا ہوں - بیشک اس حدیث سے آنحضرت صلعم کا صراحةً آمین بالجہر کہنا ثابت ہے چونکہ اس حدیث کے راوی سب ثقہ ضابط عادل ہیں پھر کیونکر ہو سکتا ہے کہ راوی نے نقل بالمعنی کی ہو ورنہ ضبط میں اونکے فرق آجائیگا اگر ہم تسلیم بھی کرلیں کہ اصل میں لفظ رفع بہا صوته کا ہے یہان راوی نے نقل بالمعنی کی ہے تو بھی ہمارے مدعا کے کچھ مخالف نہیں بلکہ عین ہمارے مدعا کی اس سے تائید ہوتی ہے کیونکہ جہر کا تقابل اخفا ہے اور رفع کا خفض ہے رفع بہا صوته سے تو اعلی درجہ کا جہر ثابت ہوتا ہے اور اسکی تحقیق مع محاورات کے پہلے گذر چکی اور آپکی تحقیق کا جواب دیا گیا فتنبہ -

قول مؤلف اور اگر بالفرض اصل میں جہر کا لفظ ہی ہو تو بھی مدعا ثابت نہیں کیونکہ دو ایک ثقہ [illegible] خفی کی حالت میں جہر کا اطلاق ہوتا ہے الخ -

[illegible] رسالہ [illegible] میں [illegible]

[illegible]

آپکا رفع و مد کے معنی بھی بحث تطبیق مین گذرچکی اور آپ نے خود اقرار کر لیا ہے
کہ دونون کا مطلب ایک ہی ہے اور دونون کے ایک معنی ہین مگر بالفعل ایک روایت
اور پیش کیجاتی ہے بخاری جلد ثانی صفحہ ۷۵۴ باب مد القرأۃ مین ہے ۔ حدثنا عمرو بن
عاصم قال حدثنا ھمام عن قتادۃ قال سئل انس کیف کانت قرأۃ النبی صلی اللہ
علیہ وسلم فقال کانت مدا ثم قرأ بسم اللہ ویمد بالرحمن ویمد بالرحیم ۔
ترجمہ قتادہ نے کہا انس رض پوچھے گئے کہ قرأۃ نبی صلعم کی کس طرح تھی کہا درازی آواز
سے پھر پڑھا بسم اللہ کو کھینچکر پھر رحمن کو کھینچا پھر رحیم کو اب مین آپ سے پوچھتا ہون کہ
کیا سانس کھینچکر حضرت صلعم قرأۃ کیا کرتے تھے یا بلند آواز سے مع درازی صوت کے
اگر اس جگہہ درازی صوت مع رفع صوت کے ہے تو روایت ترمذی مین بھی آپ کو
یہی کہنا پڑے گا اور یہ جو مکرر سہ کرر آپ لکھتے چلے جاتے ہین کہ وائل حضرت کے قریب کھڑے
تھے اسکا کیا ثبوت ہے کہ وائل صف اول مین تھے اور پھر آپکے پیچھے ہی تھے بحث اسکی پہلے
گذر چکی اور واحدی کا قول جو آپ نے نقل کیا ہے خود ہی آپ نے اوسکو رد کر دیا ہے
عبارت آپکی یہ ہے (ظاہر معنی یہی ہین کہ آپ آمین کی آواز کو کھینچ کے کہتے تھے لہذا علامہ
واحدی وغیرہ کا قول مجھے پسند نہین) جبکہ واحدی کے قول کا یہ حال ہے تو پھر آپ نے
اوسکو نقل کیون کیا شائد محض حجم بڑھانا رسالہ کا منظور ہوگا ورنہ ظاہرا کوئی فائدہ
نظر نہین آتا ؀

قول مؤلف اس حدیث کی تحسین کے بعد ترمذی نے یہ کہا ہے وبہ یقول غیر واحد
من اھل العلم من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم والتابعین ومن بعدھم
یرون ان یرفع الرجل صوتہ بالتامین ولا یخفیھا وبہ یقول الشافعی واحمد واسحاق
یعنی بہت سے اہل علم جنمین صحابہ اور تابعین وغیرہم ہین اسکے قائل ہین کہ آمین باواز بلند
پڑھے اخفا نہ کرے امام شافعی اور احمد اور اسحاق بھی اسیکے قائل ہین ۔ ترمذی کے

آمین امام کی آمین کے ساتھ ہوگی کبھی آگے کبھی پیچھے لفظ تسبقنی سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صلعم زور سے آمین کہا کرتے تھے اور موئد اسکے دوسری روایتین ہین جن مین صراحۃ آنحضرت صلعم کا آمین بالجہر کہنا ثابت ہے اور جو کچھہ آپ نے لکھا ہے اسکا جواب پہلے مکرر سہ کرر گذر چکا اور حدیث ساتوین جسکا مضمون یہ ہے کہ ایک شخص کو حضرت صلعم نے دعا کرتے سنا تو فرمایا کہ اگر اسنے آمین پر دعا کو ختم کیا تو واجب کر لیا اس سے آمین کی فضیلت ثابت ہوتی ہے اہل حدیث اس روایت کو آمین بالجہر مین پیش نہین کرتے ہان اتنی بات اس سے معلوم ہوگی کہ وہ صحابی دعا اسقدر زور سے مانگ رہا تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکو سن لیا اور اسکو منع نہ کیا کہ تو دعا زور سے مت مانگ معلوم ہوتا ہے کہ آیت ادعو ربکم الخ سے ممانعت زور سے دعا مانگنے کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ سمجھی اسلیئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکو منع نہ کیا اب جو کچھہ آپ نے ترمذی کے احادیث کے باب مین لکھا ہے اوسکا جواب دیا جاتا ہے ؛

بحث حدیث ترمذی شریف

قول مؤلف ترمذی نے اس حدیث کی تحسین کی ہے اسکے معنی یہ ہین کہ وائل بن حجر نے کہا کہ مین نے سنا کہ آنحضرت صلعم نے غیر المغضوب علیہم ولا الضالین پڑھا اور آمین کہی اور مد صوت کیا اس حدیث کے متعلق بحث ابو داؤد کی حدیثون مین گذر چکی اسمین بجاے رفع بہا صوتہ مد بہا صوتہ مروی ہے دونون کا مطلب ایک ہے ؛

مین کہتا ہون جو بحث آپکی اوپر گذر چکی اوسکا جواب بھی دندان شکن گذر

کہتے اور جب اُٹھتے تو اللہ اکبر کہتے پھر بعد سلام کہا کہ قسم ہے اوس ذات کی جسکے ہاتھ مین میری
جان ہے یہ میری نماز آنحضرت کی نماز کے ساتھ نہایت ہی مشابہ ہے دارقطنی و بیہقی وغیرہ
نے اس کی تصحیح کی ہے لوگ اس سے جہر آمین یون نکالتے ہین کہ ابوہریرہ رضا اور اونکے مقتدیون
نے زور سے آمین نہین کہی تو نعیم مجمر کو اسکا علم کیونکر ہوا اسکا جواب وہی ہے جو بخاری کی حدیثون
مین گذرا کسی چیز کا مسموع ہونا جہر پر دال نہین نماز سریہ مین خود آنحضرت سے بعض آیتین مسموع ہو
جاتی تھین الی قولہ بہر کیف یہ اثر تو ہو چکا۔

مین کہتا ہون کہ بخاری کی حدیثون کی نسبت جو کچھ آپ نے لکھا تھا اوسکا جواب
بھی گذر چکا۔ اور اس حدیث ابونعیم سے بہت اچھی طرح سے آمین بالجہر ثابت ہوتی ہے کیونکہ
ابونعیم کہتے ہین کہ ابوہریرہ اور سب لوگون نے آمین کہی ابونعیم نے ابوہریرہ و سب
لوگون کی جو مقتدی تھے آمین سنی اور ظاہر ہے کہ کوئی تو اونمین سے آخر صف مین ہوگا
کوئی دائین کوئی بائین یہ نہین کہ ابونعیم نے دو تین آدمی جو اوسکے اغل بغل تھے اونکی آمین
سنی کیونکہ حدیث مین لفظ الناس معرف باللام واقع ہے جسکا مفاد استغراق ہے تو اب
آمین نزاعی کے ثبوت مین کیا شک رہا اور حضرت صلعم نے نماز سریہ مین بعض آیات جہراً
پڑھی ہین تو وہ کاہے لگاہے اس لئے پڑہی ہین تا کہ معلوم ہوجاے کہ نماز سریہ مین قرأۃ
ہے بخلاف آمین بالجہر کے کہ حضرت صلعم نے اوسپر مداومت کی ہے اور مقتدیون نے بھی
اوسکو زور سے کہا اگر فقط تعلیم کے لئے ہوتا تو مقتدی آمین نہ کہتے اگر مقتدیون نے بتبعیت
امام آمین بالجہر کہی تھی تو حضرت صلعم یا ابوہریرہ بعد نماز کے اونکو منع کردیتے اور فرمادیتے
کہ مین نے تو تعلیما آمین کہی تھی تم لوگون نے کیون کہی آیندہ پھر نہ کہنا جیسے سورہ فاتحہ
کے ماسوا دوسری سورتون کے خلف الامام قرأۃ سے آپ نے منع کردیا تھا اور بسم اللہ کا
زور سے پڑھنا اسی حدیث سے بیشک ثابت ہے مگر دوسری روایات تو یہ بخاری و
مسلم سے جو متفق علیہا ہین اونمین صاف آچکا ہے کہ حضرت صلعم بسم اللہ کو آہستہ

نہ قول وفعل نکالتے ہیں کہ بہت سے صحابہ وتابعین جو ... تحقیق کہتا ہون کہ ترمذی نے اجتہادا
لکھا ہے ورنہ کسی حدیث سے ثابت نہین کہ صحابہ نماز مین آمین بالجہر کہا کرتے تھے بلکہ حضرت
عمر وغیرہ کا ترک جہر بسند حسن صراحۃ مروی ہے الی قولہ جسکے متعلق بحث
گذر چکی ٭

مین کہتا ہون ترمذی نے تو مذہب صحابہ وتابعین ومجتہدین کا نقل کیا ہے نقل
مین اجتہاد کو کیا دخل یہ کونسی اجتہاد کی بات تھی جو ترمذی نے اجتہادا لکھدیا ہے ذرا جہد
اتو سوچا ہوتا یہ آپ کا فرمانا کہ کسی حدیث سے ثابت نہین ہے کہ صحابہ نماز مین آمین بالجہر
کہا کرتے تھے محض خلاف واقع ہے کچھ آپکو شرم وحیا بھی ہے یا نہین اسکے دو سطر کے
بعد آپ ہی نے لکھا ہے کہ بات ابن زبیر اور انکے مقتدیون کی آمین بالجہر ثابت ہے اور
پھر اسی رسالہ کے صفحہ ۹۶ مین بواسطہ سنن کبری بیہقی آپ نے عطا سے نقل کیا ہے کہ دو سو
صحابہ نے آمین کا شور مچایا گیا ابن زبیر اور انکے مقتدی دو سو صحابہ آپکے نزدیک صحابی
تھے یا نہ تھے غرض سب اہل صحابہ آمین بالجہر کہتے تھے کسی صحابی سے بسند صحیح منقول نہین
کہ اونھون نے آمین بالاخفا کہی ہو روایت حضرت عمر کا حال پہلے لکھا گیا۔ الحاصل ترمذی کا یہ
نقل کرنا اجتہادی نہین بلکہ موافق واقع کے ہے اور امام ترمذی نے جو حدیث شعبہ
پر بخاری کے تین اعتراض نقل کئے تھے اوسکی نسبت جو کچھ آپ نے لکھا اوسکا مفصل
جواب گذر چکا ٭

بحث احادیث نسائی شریف

قول مولف یعنی نعیم مجمر سے ابا آمین نے ابوہریرہ کے پیچھے نماز پڑھی اونھون
نے بسم اللہ پڑھی پھر سورہ فاتحہ یہانتک کہ غیر المغضوب علیہم ولا الضالین تک پہونچے
پھر آمین کہی اور لوگون نے بھی آمین کہی اور ابوہریرہ جب سجدہ کرتے تو اللہ اکبر

قول مؤلف تیسری حدیث یون روایت کی ہے یعنی ابو ہریرہ نے کہا کہ لوگون نے آمین کہنا چھوڑدیا حالانکہ رسول اللہ صلعم جب غیر المغضوب علیہم ولا الضالین پڑھ چکتے تو آمین کہتے یہانتک کہ اوسکو پہلی صف والے سنتے اور آپکی آمین کی آواز سے مسجد گونج جاتی مین کہتا ہون کہ یہ حدیث محض ضعیف ہے ہرگز قابل احتجاج نہین اسمین جو بشر بن رافع ہین بہتیرے محدثین نے اونکی تضعیف کی ہے

مین کہتا ہون بشر بن رافع اگرچہ مختلف فیہ ہین مگر ابوداؤد نے اس حدیث کے بعد سکوت کیا ہے اور آپ اپنے اسی رسالے کے صـ۵ مین لکھہ چکے ہین کہ (ابوداود جس پر سکوت کیا ہے اور جس حدیث پروہ سکوت کرتے ہین وہ انکے نزدیک صحیح ہوتی ہے) تو بقول آپکے ابوداود جیسے محدث کے نزدیک یہ روایت صحیح ٹھہری اور خلاصہ مین مرقوم ہے بشر بن رافع الحرثی ابو الاسباط امام مسجد نجران عن یحیی بن ابی کثیر وعنہ حاتم بن اسمعیل وعبد الرزاق وثقہ ابن معین وابن عدی وقال البخاری لایتابع اور منذری ترغیب وترہیب مین لکھتے ہین بشر بن رافع ابو الاسباط النجرانی ضعفہ احمد وغیرہ وقواہ ابن معین وغیرہ وقال ابن عدی لاباس باخبارہ لم ار لہ حدیثا منکرا عبارت خلاصہ وترغیب سے معلوم ہوا کہ یحیی بن معین وابن عدی وغیرہما نے بشر کی توثیق بھی کی ہے تو اب بشر کی روایت ایسی ضعیف نہ ٹھہری کہ بالکل ساقط الاعتبار ہو اچھا یہ روایت ضعیفہ بھی سہی تو بھی شواہد ومتابعت کے لئے کافی ہے اہل حدیث اس روایت سے بطور اصول کی استدلال نہین کرتے لہذا جو کچھہ اس روایت کی بابت آپ نے کلام کیا ہے محض بیکار ہے ۔

قول مؤلف چوتھی حدیث یہ ہے یعنی حضرت علی نے کہا کہ مین نے آنحضرت کو وقت پڑھنے و لا الضالین کے آمین کہتے سُنا مین کہتا ہون کہ اولاً یہ حدیث

پڑھتے اور بعض اوقات بسم اللہ جہر کو بھی اہل حدیث جائز رکھتے ہین اس باب مین حافظ ابن قیم نے جوزادالمعاد مین لکھا ہے وہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہے یعنی حضرت صلعم نے بسم اللہ کو گاہے بگاہے جہر ابھی پڑھا ہے اور اکثر اوقات مین آہستہ پڑھا ہے اب جو کوئی بسم اللہ زور سے پڑھے اوسپر کچھہ اعتراض نہین ہ

قول مؤلف یعنی عبدالجبار نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ انھون نے کہا کہ مین نے آنحضرت صلعم کے ساتھہ نماز پڑھی پس جب آپ نے نماز شروع کی تو تکبیر کہی اور کانون تک ہاتھہ اٹھائے پھر سورہ فاتحہ پڑھی اور زور سے آمین کہی مین کہتا ہون کہ اولاً یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ عبدالجبار کو سماع عن ابیہ ثابت نہین کما سیجئی ثانیاً رفع صوت سے آمین بالجہر ما بہ النزاع ثابت نہین ہوتی الی قولہ سن لیا اور مین آپ کے پیچھے کھڑا تھا۔ ۔ ۔

مین کہتا ہون عبدالجبار کا سماع عن ابیہ مختلف فیہ ہے مگر مین تسلیم کرتا ہون کہ یہ روایت منقطع ہے مگر چونکہ دوسرے طرق سے یہ روایت موصول ہے اس لئے متابعت کے لئے کافی ہے اور رفع صوت کا خود ترجمہ آپ نے کیا ہے زور سے آمین کہی جس سے مطلب ہمارا ثابت ہے اور اور رفع صوت کا محاورہ پہلے گذر چکا کہ اس سے اعلیٰ درجہ کا جہر ثابت ہوتا ہے اور دوسری روایت نسائی کی جو آپ نے اپنے معنی کی تائید مین لکھی ہے اوسکا جواب مکرر گذر چکا کہ یہ ثابت نہین ہے کہ وائل بن حجر حضرت ص کے قریب کھڑے تھے اور خلفہ کا اطلاق جسقدر امام کے مقتدی ہوتے ہین سب پر ہوتا ہے کل مقتدی امام کے پیچھے ہوتے ہین اس سے کسی طرح کی تائید آپکی نہین ہوسکتی۔ نسائی کی روایات جو آپنے لکھی تھین جب اونکے جواب سے فراغت ہوئی تو اب سنن ابن ماجہ کی روایات کی نسبت جو آپ نے کلام کیا ہے اوسکا جواب دیا جاتا ہے ۔

بحث احادیث ابن ماجہ

جسمین امام بخاری وغیرہ کی توثیق مذکور تھی اوسکو آپ نے چھوڑ دیا ہے یہ تو آپکی دیانت
ہے ایسے ہی میزان الاعتدال مین ذہبی نے ابن ابی لیلی کے حق مین ترمذی کا قول کہ ابن
ابی لیلی حسن الحدیث ہے مین لکھا تھا اوسکو بھی چھوڑ دیا (وقول الترمذی ہی اولی) یعنی ترمذی
نے جو ابن ابی لیلی کی حدیث کی تحسین کی ہے تو ترمذی کا قول اولی ہے اسکو بھی آپ نے چھوڑ دیا ہے
اور ترمذی نے مواضع متعددہ مین ابن ابی لیلی کی حدیث کی تحسین کی ہے باب ماجاء
فی سورۃ البقرۃ وآیۃ الکرسی اور باب من جہز غازیا اور باب ماجاء فی الشکر لمن
احسن مین ترمذی نے ابن ابی لیلی کی حدیث کی تحسین کی ہے بلکہ بعض جگہہ تو حدیث
ابن ابی لیلی کی تصحیح کی ہے دیکھو باب ماجاء متی یقطع التلبیۃ فی العمرۃ کو حاصل کلام
وخلاصہ مرام یہ ہے کہ ابن ابی لیلی کی روایت حسن سے کم نہین ہے جو قابل حجت ہے +

قول مؤلف ثانیا سماع یا مد صوت سے جہر ما بہ النزاع ثابت نہین کما مر۔

مین کہتا ہون اسکا جواب بھی گذرا کہ مد صوت وسمعت سے جہر عرفی ثابت ہے
یہان اعادہ سے کچھہ فائدہ نہین۔ اسکے بعد جو آپ نے پانچوین حدیث بواسطہ عبد الجبار
بن وائل نقل کی ہے اور اوسکے حق مین لکھا ہے کہ وہ منقطع ہے مین کہتا ہون اگرچہ
یہ روایت پانچوین منقطع ہے مگر متابعت کے واسطے کافی ہے کیونکہ اعتضاد اسکا روایات
موصولہ سے جو وائل بن حجر سے بواسطہ حجر بن عنبس وغیرہ کے آئی ہین ہوتا ہے۔ اسمین کچھہ
شک نہین کہ عبد الجبار نے اپنے باپ سے نہین سنا اور نہ علقمہ نے دونون کی روایت
اپنے باپ سے مرسل ہے۔ عبد الجبار کی عدم سماع عن ابیہ کے تو ہمارے مخاطب صاحب
بھی قائل ہین البتہ عدم سماع علقمہ سے آپکو انکار ہے سو اسکی بحث اوپر مفصل ہم
لکھہ آئے ہین اور ہم نے ثابت کر دیا ہے کہ علقمہ نے بھی اپنے باپ سے نہین سنا +

قول مؤلف چھٹی حدیث یعنی عائشہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا کہ
یہود جسقدر سلام اور آمین کی وجہ سے تمپر حسد کرتے ہین ایسا کسی چیز پر حسد نہین

ضعیف ہے ابن ماجہ اور ابو جریر طبری دونون کی سند مین ابن ابی لیلی واقع ہوئے ہین انکا حافظہ نہایت ہی خراب تھا الی قولہ تقریب مین لکھا ہے صدوق سی الحفظ جدا *

مین کہتا ہون ابن ابی لیلی چار ہین اول عبدالرحمن دوم عیسی بن عبدالرحمن سوم عبداللہ بن عیسی چہارم محمد بن عبدالرحمن یہ آپ کو کس نے کہا کہ یہ محمد بن عبدالرحمن ہین بلکہ یہ تو عیسی یا عبداللہ ہین اور اسکا محمد شاہ حنفی نے بھی اقرار کیا ہے اور یہ دونون ثقہ ہین اور اگر فرض کیا جاوے کہ یہ راوی محمد بن عبدالرحمن ہی ہین تو بھی یہ صدوق ہین جیسا کہ عبارت حافظ ابن حجر سے جسکو آپ نے بواسطہ تقریب نقل کیا ہے معلوم ہوتا ہے ہان سی الحفظ بیشک ضرور ہین اسیلئے انکی روایت درجہ حسن تک پہونچتی ہے ترمذی اپنی جامع مین فرماتے ہین وقال احمد بن الحسن سمعت احمد بن حنبل یقول ابن ابی لیلی لا یحتج بحدیثہ قال محمد بن اسمعیل ابن ابی لیلی صدوق ولکن لا یعرف صحیح حدیثہ من سقیمہ ولا اروی عنہ شیئا وابن ابی لیلی ھو صدوق فقیہ ربما یھم فی الاسناد حدثنا نصر بن علی ثنا عبد اللہ بن داؤد عن سفیان الثوری قال فقہاءنا ابن ابی لیلی و عبد اللہ بن شبرمہ - ترجمہ احمد بن حسن کہتے ہین مین نے احمد بن حنبل سے سنا کہتے تھے کہ ابن ابی لیلی کی حدیث سے حجت نہ پکڑی جائے محمد بن اسمعیل یعنی امام بخاری نے کہا کہ ابن ابی لیلی سچا ہے لیکن اوسکی صحیح حدیث ضعیف سے پہچانی نہین جاتی ہین اوس سے کچھہ روایت نہین کرتا ابن ابی لیلی سچا ہے اور فقیہ ہے ہان اسناد مین اونکو وہم ہو جاتا ہے ہم سے حدیث بیان کی نصر بن علی نے انھون نے کہا مجھ سے حدیث بیان کی عبد اللہ بن داؤد نے وہ سفیان ثوری سے روایت کرتے ہین فرمایا ہمارے فقہا سے ابن ابی لیلی اور عبد اللہ بن شبرمہ ہین -

عبارت ترمذی کا آپ نے فقط اپنے مطلب کے موافق ایک ٹکڑا نقل کیا اور اگلی عبارت

بطور ظاہر حدیث کے مخالف ہے کیونکہ رسول اللہ صلعم نے یہود کا جلنا دو چیزون سے ارشاد فرمایا ہے ایک سلام کا کرنا دوسرا آمین ظاہر ہے کہ یہود لوگ سلام کو مسلمانون سے سنکر جلتے تھے یعنی مسلمان لوگ جب آپس مین السلام علیکم کیا کرتے تھے ایسے ہی آمین کی آواز کو سنکر یہود جلتے تھے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسلمان جو اسوقت صحابہ تھے اسقدر زور سے آمین کہتے تھے کہ باہر سے یہود لوگ سنکر جلتے تھے اب بھی جو آمین کی آواز سے جلے آپ ہی فرمائے اوسمین اور یہود مین کیا فرق ہے المختصر اس حدیث سے آمین بالجہر کا ثبوت بہت اچھی طرح سے ہوتا ہے الحمد للہ کہ ابن ماجہ کی احادیث کی نسبت جو کچھ آپ نے لکھا تھا اوسکا جواب ختم ہوا اب آپکے تکملہ کا تکملہ کیا جاتا ہے تاکہ باقی تسمہ لگا نہ رہے ؛

بحث احادیث متفرقہ جنکو نیموی صاحب تکملہ مین لائے ہین

قول مؤلف ایک حدیث یہ ہے اسحاق بن راہویہ نے اپنی مسند مین روایت کیا ہے اخبرنا النضر بن شمیل ثنا ھارون الاعور عن اسمعیل بن مسلم عن ابی اسحاق عن ابن ام الحصین عن امه انها صلت خلف رسول اللہ صلے اللہ علیه وسلم فلما قال ولا الضالین قال آمین فسمعته وھی فی صف النساء ـ یعنی ام الحصین سے مروی ہے کہ انھون نے آنحضرت کے پیچھے نماز پڑہی جب آپ نے ولا الضالین پڑہا تو آمین کہی اور ام الحصین نے باوجودیکہ وہ عورتون کی صف مین تھین آپکی آمین سن لی مین کہتا ہون کہ یہ حدیث محض ضعیف ہے اسمین اسمعیل بن مسلم جو واقع ہوئے ہین وہ منکر الحدیث و متروک ہین الخ ؛

مین کہتا ہون ـ اولاً آپ یہ تو فرمائے کہ مسند اسحاق بن راہویہ آپ نے کہان دیکھی اور وہ کس کتاب خانہ مین ہے جھوٹے حوالہ دینے مین آپ خوب مشاق ہین اب مین آپکو اس روایت کا پتہ بتائے دیتا ہون کہ حافظ زیلعی نے اپنی تخریج مین اس

کرینگے ساتوین حدیث جو ابن عباس سے مروی ہے کہ آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا کہ یہود جسقدر آمین کی وجہ سے تمپر حسد کرتے ہین کسی اور چیز کی وجہ سے اتنا حسد نہین کرتے تم لوگ آمین زیادہ کہا کرو الی قولہ ان حدیثون کے مضمون وہ ہمارے کچھہ خلاف نہین ان سے نفس آمین کی فضیلت ثابت ہوتی ہے ان سے جہر آمین کا استدلال صحیح نہین کیونکہ اہل کتاب اور اہل اسلام دونون مین بہت کچھہ آمد و رفت تھی ایک دوسرے کے پاس آیا جایا کرتے تھے مسلمانون نے فخراً یا ان کے چڑہانے کو کہا ہوگا کہ ہم لوگ سورہ فاتحہ کے بعد آمین بھی کہتے ہین چونکہ آمین ایک متبرک کلمہ ہے اور سورہ فاتحہ مین مغضوب علیہم سے یہود و نصاریٰ ہین یہود کو حسد و بغض پیدا ہوا ہوگا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر ملی ہوگی کہ یہود اس کلمہ سے حسد کرتے ہین آپنے یہ حدیث ارشاد فرمائی ہوگی اور مسلمانون کو اکثار آمین کی تحریک کی ہوگی ۔

مین کہتا ہون ۔ یہ اوہام فاسدہ و خیالات کاسدہ شاعرانہ (ہوگی اور ہوگا) کو رہنے دیجئے ظاہر مطالب حدیث پر ایمان لائیے جب آپ کو یہ امر مسلم ہے کہ چھٹی حدیث عائشہ رضہ کی صحیح ہے اور اسکی صحت کی گواہی حافظ منذری و حافظ مغلطائی نے دی ہے اور یہ بھی آپکو تسلیم ہے کہ امام احمد و طبرانی کی روایت مین صاف آچکا ہے کہ یہود لوگ نماز مین خلف امام آمین کہنے سے جلتے ہین ۔ تو بتائیے کہ یہ حدیث آپکے خلاف کیون نہ ٹھہری اس حدیث سے تو جہر آمین صاف صاف طور سے ثابت ہوتا ہے کیونکہ کسی خاص چیز سے جلنا اوسی وقت ہوگا جب وہ اوسکو سنیگا ۔ رہا مجرد علم اگر یہان پر مجرد علم سے یہود کا جلنا مراد ہوتا تو حضرت صلعم آمین کی کثرت کا حکم نہ دیتے آپکے حکم کثرت کا دینے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مقصود رسول اللہ صلعم کا یہ تھا کہ یہود لوگ سنکر جلین یہ آپ کا فرمانا کہ یہود سے صحابہ نے کہا ہوگا کہ ہم لوگ نماز مین آمین کہتے ہین تو وہ جلے ہونگے یہ مجرد احتمال آپ کا عقلی ہے جسپر کوئی دلیل نہین

مین کہتا ہون یہ بات تو آپکو بھی تسلیم ہے کہ امام دارقطنی نے اس حدیث کو حسن کہا ہے
اور حاکم نے صحیح الاسناد اور حافظ ابن قیم نے بھی اس روایت کی صحت کو تسلیم کر لیا ہے
اور سبل السلام مین بھی اسکو حجت ٹھہرایا ہے اسقدر تو آپکو تسلیم ہے اور سُنئے کہ حافظ
ابن حجر تلخیص الحبیر ص۸۹ مین اس حدیث کی نسبت کہتے ہین کا نہ بیشیر الی ما رواہ الدارقطنی
والحاکم من طریق الزبیدی عن الزہری عن سعید وابی سلمۃ عن ابی ہریرۃ
قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا فرغ من قراءۃ ام القرآن رفع صوتہ
وقال آمین قال الدارقطنی اسنادہ حسن والحاکم صحیح علی شرطہما والبیہقی حسن
صحیح - ترجمہ گویا کہ مؤلف نے اشارہ کیا ہے اوس حدیث کی طرف جسکو دارقطنی
اور حاکم نے طریق زبیدی سے روایت کیا ہے اور وہ زہری سے روایت کرتے ہین وہ سعید
اور ابی سلمہ سے وہ ابوہریرہ سے کہ رسول اللہ صلعم جب قراۃ سورہ فاتحہ سے فارغ ہوتے
تو اپنی آواز کو آمین کے لفظ سے بلند کرتے دارقطنی نے کہا اسناد اسکی حسن ہے اور حاکم
نے کہا شرط شیخین پر ہے بیہقی نے کہا حسن صحیح ہے نیز حافظ ابن حجر بلوغ المرام مین فرماتے
ہین رواہ الدارقطنی وحسنہ والحاکم وصححہ یعنی اس حدیث کو دارقطنی نے روایت کیا ہے
اور حسن کہا ہے اور حاکم نے روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے - عبارت تلخیص وبلوغ المرام سے
معلوم ہوا کہ حافظ ابن حجر نے بھی دارقطنی کی تحسین وحاکم کی تصحیح کو قبول کر لیا ہے امام شوکانی
نیل الاوطار مین فرماتے ہین رواہ الدارقطنی وقال اسنادہ حسن والحاکم وقال صحیح
علی شرطہما والبیہقی وقال حسن صحیح واشار الیہ الترمذی + ترجمہ - اس حدیث
کو دارقطنی نے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ اسناد اسکی حسن ہے اور حاکم نے روایت
کیا ہے اور کہا ہے کہ اسناد اسکی صحیح شیخین کی شرط پر ہے اور بیہقی نے روایت کیا اور
کہا کہ اسناد اسکی حسن صحیح ہے انتہی عبارت سے معلوم ہوا کہ امام شوکانی نے
بھی اس حدیث کی صحت کو تسلیم کر لیا ہے جبکہ اسقدر حفاظ حدیث نے اس

حدیث نقل کیا ہے دیکھو زیلعی مطبوعہ مطبع علوی صفحہ ۱۹۶ مین ہے ثانیاً اسمعیل بن مسلم اس
روایت مین عبدی بصری ہین تقریب مین انکے حق مین لکھا ہے اسمعیل بن مسلم العبدی
ابو محمد البصری القاضی ثقة من السادسة اور خلاصہ مین مرقوم ہے اسمعیل بن
مسلم العبدی ابو محمد البصری قاضی جزیرة قیس عن الحسن ومحمد بن واسع و
عنه ابن المبارک وابن عیینة وابن مهدی ویحیی القطان قال ابن المدینی روی
نحو من ثلاثین حدیثا وثقه ابو حاتم حاصل کلام کا یہ ہے کہ یہ اسمعیل عبدی بصری
ہین اور یہ ثقہ ہین نہ اسمعیل بصری مکی جو ضعیف ہین ہان البتہ طبرانی کی روایت مین
اسمعیل بن مسلم مکی ہین نہ بصری اور مسند اسحاق مین یہ اسمعیل نہین ہین دلیل اسپر
یہ ہے کہ حافظ زیلعی نے بعد تخریج حدیث مسند اسحاق بن راہویہ کے اسپر کچھہ کلام نہین
کیا اگر اسمین اسمعیل بن مسلم مکی ہوتے تو ضرور حافظ زیلعی اوسپر کلام کرکے اوسکا ضعف
بیان کرتے الغرض یہ روایت صحیح ہے نہ ضعیف اس روایت سے بخوبی معلوم ہوتا ہے
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آمین بہت بلند آواز سے فرماتے تھے +

قول مؤلف دوسری حدیث یہ ہے دارقطنی نے اپنی سنن مین روایت کی ہے حدثنا
محمد بن اسمعیل الفارسی ثنا یحیی بن عثمان بن صالح ثنا اسحاق بن ابراهیم
حدثنی عمرو ابن الحارث حدثنی عبد الله بن سالم عن الزبیدی حدثنی
الزهری عن ابی سلمة وسعید عن ابی هریرة قال کان النبی صلی الله علیه
وسلم اذا فرغ من قرأة ام القرآن رفع صوته وقال آمین هذا اسناد حسن

اقول ـ مین کہتا ہون کہ اولاً یہ حدیث ضعیف ہے حاکم وغیرہ کی تصحیح محض بیکار ہے
ثانیاً مدعا مسنون حنفیہ کے کچھہ خلاف نہین اس حدیث کے کل طرق مین اسحاق بن
ابراہیم بن علاء زبیدی واقع ہوئے ہین جنکو ابن زبریق بھی کہتے ہین تقریب مین
لکھا ہے یہم کثیرا الخ +

واخبرنی عبد الرحمن بن الحسن القاضی بھمدان ثنا ابراھیم بن الحسین ثنا آدم بن ابی ایاس ثنا شعبة عن عاصم بن سلیمان ان ابا عثمان النھدی حدثه عن بلال ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال لا تسبقنی بآمین ھذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین ولم یخرجاہ وابو عثمان النھدی مخضرم قد ادرک الطبقة الاولی من الصحابة اس حدیث کے معنی یہ ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تو مجھ سے پہلے آمین نہ کہا کر اس حدیث سے جہر یون استنباط کیا جاتا ہے کہ بصورت ترک جہر سبقت کی ممانعت کے کیا معنی مین کہتا ہون کہ حاکم نے اگرچہ اس حدیث کی صحت کا یہانتک مبالغہ کیا ہے کہ اسکو علی شرط الشیخین قرار دیا ہے مگر حقیقت مین یہ حدیث بوجہ اضطراب فی المتن معلول وضعیف ہے کیونکہ عاصم کے کئی تلامذہ اسکا اولٹا روایت کرتے ہین یعنی بلال رضی نے آنحضرت سے کہا کہ لا تسبقنی بآمین الی قولہ اگرچہ روایت حاکم کی متابعت طبرانی وغیرہ مین موجود ہے مگر بوجہ کثرت طرق یہ ثابت ہوتا ہے کہ حقیقت مین بلال رضی نے آنحضرت سے کہا تھا کہ لا تسبقنی بآمین یعنی یا رسول اللہ آپ مجھ سے آمین پر سبقت نکر جائے۔

مین کہتا ہون کہ آپ نے جو اس حدیث کو ضعیف ٹھہرایا ہے تو آپ نے اسکی دو وجہ بیان کی ہین اول یہ کہ یہ حدیث معلول ہے مگر کوئی علت آپ نے بیان نہین کی جس سے معلوم ہو کہ یہ روایت معلول ہے اور نہ اس روایت مین کوئی علت ہے اگر ہو تو آپ بیان کیجیے دوسری وجہ آپنے یہ بیان کی ہے کہ یہ روایت مضطرب ہے اور وجہ اضطراب کی آپنے یہ بیان کی ہے کہ عاصم کے کئے تلامذہ اس روایت کا اولٹا بیان کرتے ہین مین کہتا ہون یہ وجہ اضطراب کی ہرگز نہین ہوسکتی آپ کتب اصول کو دیکھ لیجیے ہان یہ وجہ شاذ کی ہوسکتی ہے سو جواب اسکا یہ ہے کہ آپ کو خود مسلم ہے کہ شعبہ نے جو عاصم سے روایت کی ہے تو روایت طبرانی مین اسکی متابعت موجود ہے اور نیز محمد بن فضیل نے بھی شعبہ کی متابعت کی ہے

حدیث کی صحت و تحسین کو قبول کرلیا ہے اور اسکو ثقہ اور حسن کہا ہے تو آپ کس گنتی
اور شمار مین ہین کہ آپ کے کہنے سے اس حدیث کو ضعیف تسلیم کر لیا جاوے - اور جو جرح
اسحاق بن ابراہیم کی نسبت آپ نے نقل کی ہین وہ تو قواعد اصول سے محض لا اصل لہ ہے
کیونکہ وہم راوی کا کوئی چیز نہین ہے اسکے آپ خود بھی قائل ہین اسی رسالہ کے صفحہ مین آپ
لکھ چکے ہین اور یہان پر یہ بھی ثابت ہے کہ اس راوی کو وہم نہین ہوا کیونکہ آمین بالجہر
کی روایت متعدد رواۃ سے آچکی ہے لہٰذا تقریب کی عبارت مذکور کا جواب ہو گیا اور محمد
بن عوف کی جرح کا جواب یہ ہے کہ جرح اس شخص کی معتبر ہوتی ہے جو قابل جرح ہو محمد بن
عوف جرح تعدیل کے قابل نہین اور نہ وہ اس قابل ہین کہ اونکی جرح مقبول ہو حافظ ابن
حجر نے اسیواسطے انکی جرح کا خیال نہین کیا حاصل کلام یہ ہے کہ یہ روایت حسن سے کم
نہین جیساکہ دارقطنی نے کہا ہے اور دوسرے راوی یحییٰ بن عثمان ہین اونکی نسبت بھی
کوئی جرح آپنے نقل نہین کی جسکا جواب دیا جائے حافظ ابن حجر نے انکو صدوق کہا ہے
اور ذہبی نے میزان مین فرمایا ہے هو صدوق انشاء الله حاصل کلام وخلاصہ مرام
یہ ہے کہ بات وہی ٹھیک ہے جسکو دارقطنی وبیہقی وحاکم وحافظ ابن قیم وحافظ ابن حجر
وشوکانی وغیرہم نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے ذرا آپ ہی انصاف کیجئے کہ ان محققین
محدثین کے مقابلہ آپکی بات کی کیا وقعت ہے بحث جرح تعدیل کو بہت مادہ چاہیے اور آپکی حدیث
دانی کا حال ہمکو خوب معلوم ہے اور ناظرین رسالہ ہذا کو بھی آپکی ہمہ دانی اس جواب
سے معلوم ہو جائیگی اور رفع صوت کے معنی مین جو آپنے کلام کیا ہے اوسکا جواب چند مرتبہ
گذر چکا کہ رفع صوت کے معنی کسی کتاب لغت مین صوت سری کے نہین آئے روایت مسند حمیدی
کو محض ضعیف لا اصل کہا ہے -

قولہ مؤلف تیسری حدیث یہ ہے حاکم نے مستدرک مین روایت کیا ہے حدثنا ابو بکر احمد
بن سلیمان الفقیہ ببغداد ثنا الحسن بن مکرم البزاز ثنا روح بن عبادۃ ثنا شعبۃ

پہلے مؤلف کے قول میں لکھی گئی وہ بھی نسخہ صحیحہ مدینہ منورہ سے مین نے نقل کی ہے اور
اوسپر شہادت حافظ عبداللہ صاحب غازیپوری وغیرہ کی ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ یہہ
روایت بلال کی شاذ نہین ہے اور روایت مضطرب وہ ہوتی ہے کہ جسکو ایک راوی یا
چند راوی متن یا سند کی روایت کرنے مین مختلف طور سے روایت کرین اور دونون درجہ مین
مساوی ہون جب کوئی اونمین احفظ یا زیادہ صحبت رکہنے والا اپنے شیخ سے ہوگا تو روایت
مضطرب نہ ہوگی حافظ ابن صلاح مقدمہ مین فرماتے ہین۔ المضطرب من الحدیث
ھو الذی تختلف الروایۃ فیہ فیرویہ بعضھم علی وجہ وبعضھم علی وجہ آخر
مخالفا لہ وانما نسمیہ مضطربا اذا تساوت الروایتان اما اذا ترجحت احدٰہما
بحیث لا یقاومہا الاخری بان یکون راویہا احفظ واکثر صحبۃ للمروی عنہ او
غیر ذلک من وجوہ الترجیحات المعتمدۃ فالحکم للراجحۃ ولا یطلق علیہ حینئذ
وصف المضطرب ولا لہ حکمہ۔ اس عبارت کا خلاصہ وہی ہے جو اوپر مذکور ہوا اب
مین کہتا ہون کہ شعبہ و محمد بن فضیل عاصم کے اور شاگردون سے اپنے شیخ کی صحبت مین زیادہ
رہے ہین دیکھو تہذیب التہذیب وغیرہ کتب اسماء الرجال تو اب اضطراب اس روایت مین
نہین ہوسکتا اور نہ ان دونون روایتون یعنی جسکو آپ نے بواسطہ ابو داؤد نقل کیا
ہے اور روایت شعبہ مین کچھہ مخالفت ہے کیونکہ کبھی ایسا اتفاق ہوا کہ بلال نے آمین حضرت
صلعم سے پیشتر کہی تو حضرت صلعم نے اوسکو منع کر دیا اور بلال جو صفوف وغیرہ درست کرنے مین کبھی
مصروف ہوجاتے تھے تو اونھون نے حضرت صلعم سے یہ کہا کہ یا رسول اللہ آپ مجھہ سے پہلے
آمین مت کہا کیجیے۔ **فائدہ** ہمارے مخاطب نیموی صاحب نے شعبہ کی روایت جسکو
ہم نے بواسطہ بیہقی نقل کیا ہے اور جسکو خود انھون نے بواسطہ مستدرک نقل کیا ہے
چار روایتین مخالف اسکے نقل کی ہین اول ابو داؤد کی دوسری مصنف ابن ابی شیبہ کی
واسطے تیسری مسند امام احمد کی۔ اس طرح سے حدثنا عبد اللہ قال حدثنی ابی ثنا

سنن کبری بیہقی مین ہے - اخبرنا ابو عبد اللہ الحافظ ثنا ابو بکر احمد بن سلیمان الفقیہ ثنا الحسن بن مکرم ثنا روح بن عبادة ثنا شعبة واخبرنی عبد الرحمن بن الحسن القاضی ثنا ابراہیم بن الحسین ثنا آدم بن ایاس ثنا شعبة عن عاصم بن سلیمان قال وفی حدیث روح قال ابی عاصم بن سلیمان ان ابا عثمان النهدی حدثه عن بلال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تسبقنی بآمین کذلک رواه محمد بن فضیل عن عاصم اخبرنا ابو عبد اللہ الحافظ ثنا احمد بن جعفر القطیعی فی المسند ثنا عبد اللہ بن احمد بن حنبل حدثنی ابی ثنا محمد بن فضیل ثنا عاصم عن ابی عثمان قال قال بلال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تسبقنی بآمین قال الشیخ فکان بلال یؤمن قبل تامین النبی صلعم فقال لا تسبقنی بآمین کما قال اذا امن الامام فامنوا - ترجمہ بلال سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ تم مجھ سے پہلے آمین مت کہا کرو اس حدیث کو محمد بن فضیل نے بھی ایسے ہی روایت کیا ہے ہمکو خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے کہا ہم سے حدیث بیان کی احمد بن جعفر قطیعی نے مسند مین کہا ہم سے حدیث بیان کی عبد اللہ بن احمد بن حنبل نے انھون نے کہا مجھ سے حدیث بیان کی میرے باپ نے انھون نے کہا ہم سے حدیث بیان کی محمد بن فضیل نے کہا ہمسے حدیث بیان کی عاصم نے وہ ابی عثمان سے روایت کرتے ہین کہ بلال نے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مجھ سے پہلے آمین مت کہا کرو شیخ بیہقی نے کہا کہ بلال آنحضرت صلعم کی آمین کے پہلے آمین کہتے تھے پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم مجھ سے پہلے آمین مت کہا کرو جیسا کہ فرمایا جب امام آمین کہے تب تم آمین کہو - یہ روایت مدینہ منورہ کے کتب خانہ شیخ محمود سے مین نے نقل کی تھی سنن کبری [illegible] مین یہ حدیث ہے اور مولوی نظیر [illegible] ساکن قصبہ [illegible] سے یہ روایت ہمکو [illegible] اور [illegible] مستدرک کی جو

مسند امام احمد مین جسکو خاکسار نے پٹنہ مین (مکان جناب میر احمد حسین صاحب مرحوم مع مولوی صاحب ابو شفور صاحب
کے دیکھا او سمین حدیث وائل کی یون ہے ۔ حدثنا عبد اللہ حدثنی ابی ثنا وکیع ثنا سفیان
عن سلمۃ بن کہیل عن حجر بن عنبس عن وائل بن حجر قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم
قرأ ولا الضالین فقال آمین یمد بہا صوتہ **ترجمہ** وائل بن حجر سے روایت ہے کہا مین نے
نبی صلعم کو سنا کہ آپ نے ولا الضالین پڑھا اور آمین کو آواز بلند کھینچ کر پڑھا - المختصر ان روایات
کا ضعف کچھہ ہمارے مضر نہین ہے -

قول مولف چھٹی حدیث یہ ہے ابن ابی شیبہ نے اپنے مصنف مین روایت کی ہے حدثنا
وکیع قال حدثنا مطر قال سمعت عکرمۃ یقول ادرکت الناس ولہم رجۃ فی مساجدہم
بآمین اذا قال الامام غیر المغضوب علیہم ولا الضالین یعنی عکرمہ کو یہ کہتے ہوئے
سنا کہ مین نے لوگون کو پایا کہ جسوقت اونکا امام غیر المغضوب علیہم ولا الضالین کہتا تو اونکی مسجدین
اونکی آمین کے شور سے گونج جاتی تھین مین کہتا ہون کہ اولا یہ اثر محض ضعیف ہے مطر جو اوسکا
راوی ہے وہ منکر الحدیث اور متہم ہے -

مین کہتا ہون اس حدیث مین راوی مطر بن طہمان وراق ہین نہ مطر بن میمون
اور عکرمہ سے جو مطر روایت کرتے ہین وہ اکثر وراق ہی آئے ہین ابو داؤد مطبوعہ مصر صفحہ ۱۴۱
مین ہے ثنا ابو قدامۃ عن مطر الوراق عن عکرمۃ ابو داؤد کی روایت مین موجود
ہے کہ جو عکرمہ سے روایت کرتے ہین وہ وراق ہین اور مطر وراق رواۃ مسلم سے ہین
جنکی حدیث حسن سے کسی طرح کم نہین ہے چنانچہ حافظ ذہبی نے میزان الاعتدال مین اس
امر کو تسلیم کر لیا ہے عبارت میزان کی یہ ہے فمطر من رجال مسلم حسن الحدیث
یعنی مطر مسلم کے رجال سے ہین حدیث انکی حسن ہے اور حافظ ابن حجر نے تقریب مین اونکو
صدوق لکھا ہے اور ابن حبان نے انکو ثقہ کہا ہے المختصر یہ مطر وراق ہین جنکی حدیث
قرارداد حافظ ناقد ذہبی کے حسن ہے اور حدیث حسن بھی مثل صحیح کے حجت ہے

محمد بن فضیل ثنا عاصم عن ابی عثمان قال قال بلال یا رسول اللہ لا تسبقنی بآمین
حالانکہ مطبع نسخہ مسند امام احمد میں ہے قال بلال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
لا تسبقنی بآمین ہے چنانچہ یہ روایت سنن کبریٰ کے واسطے سے پہلے منقول ہوئی اب
ناظرین دیانت و امانت حضرت نیموی صاحب کا اندازہ فرماویں اور اسپر اور روایات منقولہ
غیر محرفہ کو قیاس کریں +

قول مؤلف چوتھی حدیث یہ ہے مسند امام احمد میں ہے - حدثنا عبد اللہ حدثنی
ابی ثنا اسود بن عامر ثنا شریک عن ابی اسحاق عن علقمۃ بن وائل عن ابیہ
قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم جہر بآمین یعنی وائل سے مروی ہے کہ میں نے
آنحضرت صلعم کو زور سے آمین کہتے سنا میں کہتا ہوں کہ اولاً یہ حدیث بوجہ اختلاط فی العقل
اور بار شریک ضعیف ہے -

میں کہتا ہوں - ایسے ہی آپ نے مسند امام احمد سے جو حدیث پانچویں نقل کی ہے
اسکو ضعیف بتایا ہے دونوں کا جواب دو وجہ سے ہے **اوّل** اگر ہم تسلیم کرلیں
کہ مسند امام احمد میں یہ حدیث چوتھی پانچویں یوں ہی ہے اسپر بھی میں کہتا ہوں کہ
چوتھی حدیث میں جو راوی شریک ہیں انکی نسبت خود آپ نے ابن سعد سے نقل کیا ہے کہ کان عاقلا صدوقا محدثا یعنی شریک عقلمند سچے محدث
تھے کوئی جرح آپ نے نقل نہیں کی جسکا جواب دیا جاوے انکی حدیث صحیح نہیں تو حسن سے
تو کم نہیں ہے - **دوم** اگر تسلیم کرلیں کہ دونوں روایتیں ضعیفہ ہیں تو بھی ہمارے
کچھ مضر نہیں کیونکہ شواہد و متابعات کے لئے یہی کافی و وافی ہیں اور وائل بن حجر سے متعدد روایات
صحیحہ سنن ابی داود نسائی ابن ماجہ ترمذی کی گذر چکیں جن پر آپ سے کوئی جرح
نہیں ہوسکی اور جس نسخہ مسند امام احمد سے آپ نے یہ دو حدیث نقل کی ہیں یعنی میر احمد حسین
صاحب مرحوم کے نسخہ سے اوسمیں یہ حدیث وائل کی بسند صحیح بھی مرقوم ہے مگر آپ نے
چالاکی کر کے اسکو نقل نہ کیا اور روایات جو بطور متابعات کے تھیں اونکو نقل کر دیا چنانچہ

ابن معین ثقة۔ وضعفه ابو داؤد وقال ابن عدی حسن الحدیث وقال ابو حاتم امام فی الفقه تعرف وتنکر قال الازرقی مات سنة ثمان ومائتة۔ عبارت خلاصہ سے معلوم ہوا کہ مسلم بن خالد امام اور فقیہ ہین اور امام شافعی وحمیدی جیسے ثقہ ضابط انسے روایت کرتے ہین اور انکے شاگرد ہین۔ اور یحیی بن معین جو سخت دین۔مئے الجرح سے ہین اونھون نے انکی توثیق کی ہے اور ابن عدی نے انکی حدیث کو حسن کہا ہے اور ابو حاتم نے انکو امام فی الفقه بتایا ہے۔ اور حافظ ابن حجر نے تقریب مین انکو صدوق فرمایا ہے رہی جروح سو مین کہتا ہون کہ انکے حق مین کوئی جرح مفسر نہین ہے ابو داود نے جو انکو ضعیف کہا تو کوئی وجہہ ضعف کی نہین بتائی اینسے ہی اور لوگون نے بھی اور یہ قاعدہ اصول کا ہے کہ جس راوی کے حق مین بعض کی توثیق ہو اور بعض کی جرح تو حدیث اوسکی درجہ حسن سے کم نہین ہوتی آپکے مجدد العصر محدث لکھنوی ظفر الامانی مین فرماتے ہین۔ فقد حکی السیوطی فی شرح نظم الدرر عن الزرکشی انه قال رایت بخط الامام الحافظ ابی الحجاج یوسف ان الحسن من الحدیث منزلة بین منزلة الصحیح والضعیف ومن طرقه ان یکون احد رواته مختلفا وثقه قوم وضعفه آخرون ولا یکون ما ضعف به مفسرا۔ یعنی سیوطی نے شرح نظم الدرر مین زرکشی سے روایت کی ہے کہ انھون نے کہا کہ مین نے امام حافظ ابو الحجاج یوسف کے ہاتھ سے لکھے ہوئے خط مین دیکھا ہے کہ حدیث حسن ایک مرتبہ ہے درمیان صحیح اور ضعیف کے اور اوسکی سند مین کوئی راوی مختلف فیہ ہوتا ہے ایک قوم نے اوسکی تضعیف کی ہوتی ہے اور دوسرے نے توثیق اور جرح اوسکی مفسر نہ ہو آپکے محدث لکھنوی نے جو نقل کیا ہے اوس سے معلوم ہوا کہ حدیث حسن کے رواۃ سے کوئی راوی مختلف فیہ ہوتا ہے مین کہتا ہون مسلم بن خالد بھی

کما لا یخفی علی ماہر الاصول ؂

قول مؤلف ثانیاً بعض صحابہ کی تعلیماً آمین بالجہر سے مجھے انکار نہین ؂

مین کہتا ہون حدیث کے الفاظ تو پہلے لکہے گئے جنکا مضمون یہ ہے کہ امام جب ولا الضالین کہتا تو لوگ آمین کہا کرتے ظاہر ہے کہ الناس معرف باللام ہے یعنی کل لوگ مسجد کے آمین بالجہر کہا کرتے تھے تو اب تعلیم کسکو دی جاتی تھی اور تعلیم وقت ضرورت کے ہوتا ہے یا امام دیا ماموم دونون تعلیم کیا کرتے ہین آپ ہی جیسے لوگون نے ایسی ایسی تاویلون سے دین کو بدل ڈالا ایسی باتین زبان سے نکالتے ہو کچھ تو شرم کرو خدا کو کیا منہ دکھاؤ گے ؂

قول مؤلف ساتوین حدیث مسند امام شافعی مین ہے اخبرنا مسلم بن خالد عن ابن جریج عن عطاء قال کنت اسمع الائمة وذکر ابن الزبیر ومن بعده یقولون آمین ومن خلفه حتی ان للمسجد للجة یعنی عطاء سے روایت ہے کہتے تھے سنا ابن زبیر اور جو لوگ اونکے بعد امام ہوئے انکو اور اونکے مقتدیون کو الخ زور سے آمین کہتے ہوئے مین سنتا تھا کہ مسجد گونج جاتی تھی اس اثر سے علاوہ ابن زبیر کے اور ائمہ کا بھی آمین بالجہر کہنا ثابت ہوتا ہے مین کہتا ہون کہ یہ اثر بھی محض ضعیف ہے مسلم بن خالد زنجی سے امام شافعی نے روایت کیا ہے وہ ضعیف ہین کذا قال الحافظ العینی یعنی فی البنایہ الی قولہ اور رہے مجھے بعض صحابہ کی تعلیماً آمین بالجہر سے انکار نہین۔

مین کہتا ہون مسلم بن خالد ایسے ضعیف نہین کہ اونکی روایت ساقط کی جاوے حافظ صفی الدین خلاصہ مین اونکا ترجمہ یون لکھتے ہین (د ق) مسلم بن خالد المخزومی مولاہم ابو خالد المکی الفقیہ الامام المعروف بالزنجی قال اسحاق الحربی لانه اشقر بالضد قال سوید بن سعید کان شدید الادمة عن ابن ابی ملیکة وزید بن اسلم وطائفة وعنه الشافعی وابن وهب والحمیدی وطائفة قال

ساٹھ برس کی عمر مین انھون نے نماز شروع کی ہوگی تو چار برس تک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ نماز پڑھی گویا آخر زمانہ نبوی کے نماز کی کیفیت دیکھی پھر خلفاء اربعہ کے ساتھہ رہکر اونکی نماز کی کیفیت دیکھی تو اب انکی نماز بیشک حضرت صلعم کی نماز اور خلفاء راشدین کی نماز کے مطابق ہوگی جس سے حضرت صلعم کا آمین بالجہر پڑھنا آخر زمانہ مین ثابت ہوا اور پھر اثر عبد اللہ بن زبیر پر بھی کچھہ حصر نہین احادیث مرفوعہ صحیحہ صریحہ سے حضرت صلعم کا آمین بالجہر کہنا پہلے ثابت ہو چکا ہے اور یہ بھی آپ کا مغالطہ ہے کہ خلفاء اربعہ سے حضرت عمر وعلی آہستہ آمین کہتے تھے حالانکہ اونسے آہستہ آمین کا پڑھنا ثابت نہین ہوا بحث اسکی مفصل پہلے گذر چکی اور کے بلکہ آمین بالجہر تعلیمی کا جواب بھی مکرر گذرا اگر مقتدیان عبد اللہ بن زبیر رضی کو دیکھا دیکھی آمین بالجہر کہتے تو پھر لازم ہے کہ عبد اللہ بن زبیر اونسے کہدیتے کہ مین تو تعلیماً آمین بالجہر کہتا تھا تم لوگ کیون آمین بالجہر کہنے لگے عبد اللہ بن زبیر کا مقتدیون کو منع نکرنا اور اونکا اونکے مقتدیون کا آمین بالجہر کہنا صاف دال ہے کہ یہ لوگ سنت نبوی سمجھکر آمین بالجہر کہتے تھے اور امام شافعی نے مقتدیون کے حق مین آمین بالجہر سے ہرگز رجوع نہین کیا امام شافعی پر یہ آپ کا محض بہتان ہے ۔ امام شافعی کے قول کی مفصل بحث پہلے لکھی جا چکی فتذکر ۔

قول مؤلف آٹھوین حدیث بیہقی نے سنن کبیر مین روایت کی ہے اخبرنا ابو یعلی حمزة بن عبد العزیز الصیدلانی قال انبا نا ابو بکر محمد بن الحسین القطان ثنا احمد بن منصور المروزی ثنا علی بن الحسن بن شقیق انا نا ابو حمزة عن مطرف عن خالد بن ابی نوف عن عطاء قال ادرکت ما ئتین من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی ھذا المسجد اذا قال الامام غیر المغضوب علیھم ولا الضالین سمعت لھم رجة

اتنی تمثیل سے آپ نے اپنی حدیث ... سے کم نہیں ہے اور حدیث حسن بھی حجت ہوتی
ہے ور ابن زبیر کا اثر جسکو آپ نے بواسطہ عبد الرزاق نقل کیا ہے بحث احادیث
بخاری میں ہم نے اسکو نقل کر دیا اور آپکی کل باتون کا جنکو آپ نے یہاں دہرایا
ہے جواب دیدیا ہے بعض صحابہ کی تعلیماً آمین بالجہر کا جملہ آپ بار بار لکھتے ہین اسکا جواب
مدرسے ملاحظہ کیجئے ہے اور یہ بھی لکھا گیا کہ اثر ابن زبیر سے حضرت ابن زبیر اور انکے
مقتدیون کو دو آمین بالجہر کہنا ثابت ہے کیونکہ کان کا لفظ موجود ہے +

قول مولف ابن زبیر کی آمین بالجہر سے ہرگز نہیں نکلتا کہ آنحضرت زور سے
آمین پڑھا کرتے تھے کیونکہ یہ بھی دیکھنا ہوگا کہ اونکو آنحضرت کی صحبت کتنے دن اور کس
زمانہ میں ہوئی ہے اور خصوصاً ابن زبیر کا عمل کس طرح تھا اسماء الرجال سے خوب ثابت ہے کہ
ابن ہجرت کے پہلے سال پیدا ہوئے تھے آنحضرت کی وفات کے زمانہ میں کل دس
گیارہ برس کے تھے ایسے لڑکپن کا زمانہ دوسرے ظاہر ہو کہ آنحضرت کے ساتھ کم نماز پڑھنے
کا اتفاق ہوا ہوگا بخلاف حضرت عمر اور حضرت علی کے کہ یہ دونون کس پایہ کے لوگ
تھے الی قول امام شافعی باوجودیکہ اثر ابن زبیر کے راوی ہین مقتدیان ابن زبیر کے
جہر آمین کو کافی نہ سمجھا اور پچھان ہین کے بعد مقتدیون کے حق مین آمین بالاخفا کے
قائل ہوئے اور اپنے قدیم قول سے رجوع کی +

مین کہتا ہون اثر ابن زبیر سے بخوبی معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلعم کا آخری فعل
بھی آمین بالجہر تھا کیونکہ آپنے اقرار کیا ہے کہ آنحضرت صلعم کی وفات کے وقت ابن زبیر
گیارہ برس کے تھے اور شارع نے بھی حکم دیا ہے کہ لڑکون کو سات برس کی عمر
مین نماز کا حکم کرو اور دس برس مین مارو ظاہر ہے کہ عبد اللہ بن زبیر جو حضرت صلعم کی
پھوپھی کے پوتے حضرت ابوبکر رض کے نواسے حضرت عائشہ صدیقہ کے بھانجے حضرت صلعم کے
حواری وپھوپی زاد حضرت زبیر کے لڑکے تھے وہ کتنے بڑے شائق عبادت ہونگے

ابن اسمعیل وعنہ یزید بن ابی حبیب وثقہ ابن حبان سے عبارت تقریب خلاصہ
سے معلوم ہوا کہ خالد بن کثیر ہمدانی الحسین کو بخاری نے ابن ابی نوف بھی کہا ہے یہ ثقہ
ہین اب ترجمہ خالد شیبانی کا سنو حافظ ابن حجر تقریب مین فرماتے ہین خالد بن
دینار النیلی بکسر النون بعدہا تحتانیۃ نسبۃ الی النیل بلد بین الواسط
والکوفۃ ابو الولید الشیبانی صدوق من الخامسۃ اور خلاصہ مین ہے
خالد بن دینار الشیبانی بمعجمۃ ابو الولید النیلی بکسر النون عن الحسن
وسالم بن عبد اللہ وعنہ الثوری ویزید بن شریح وثقہ احمد بن حنبل
حاصل کلام وخلاصہ مرام یہ ہے کہ اصلی قول تو خالد کے بارے مین وہی ہے
کہ یہ سجستان کے ہین اور خالد ہمدانی اور شیبانی یہ بھی ثقہ ہین تو اب خالد
کو جو چاہے کہو کوئی اعتراض نہین رہا ✣

قول مؤلف دوسرے نسائی کے سوا اصحاب ستہ مین سے کسی نے انکی
حدیث روایت نہین کی اور نسائی نے جو روایت کی ہے وہ صرف ایک حدیث
ہے جو باب ذکر بیر بضاعہ مین مروی ہے ۔

مین کہتا ہون یہ کوئی جرح نہین بہت سے راوی ایسے ہین کہ جن سے اصحاب
صحاح ستہ نے روایت نہین کی دیکھو امام ابوحنیفہ سے اصحاب صحاح ستہ نے روایت
نہین کی اور نہ کسی کتاب اصول مین یہ لکھا ہے کہ جس سے اصحاب صحاح ستہ روایت
نہ کرین وہ ضعیف ہے لہذا یہ قول آپ کا محض فضول ہے ۔

قول مؤلف تیسرے باوجود قلیل الحدیث ہونے کے ابن عباس سے تین حدیثین مرسل
روایت کی ہین جس سے نکلتا ہے کہ انکی عادت تدلیس کی ہے ✣

مین کہتا ہون اولاً جس خالد نے ابن عباس سے تین حدیثین مرسل روایت کی ہین وہ شیبانی نہین
ہے بلکہ سجستانی ہے جیسا کہ حافظ ابن حجر کی عبارت تہذیب سے جسکو آپ نے خود نقل کیا ہے معلوم ہوتا ہے

باماسین سے [illegible] تھا سے روی ہے [illegible] تجدید مین [illegible] کہ پایا کہ جب امام
ولا الضالین کہا تو اون لوگون نے آمین کا ایک شور مچایا۔

[illegible] ہون کہ یہ حدیث صحیح ہے آپ نے بھی اسکے کسی راوی پر کلام نہین کیا
بابت خالد بن ابی نوف کی نسبت چند شبہات اپنے ذہنی وارد کئے ہین سو انکا جواب
دیا جاتا ہے ٭

قال مؤلف ان عبارات سے چند باتین مستفاد ہوتی ہین ایک تو یہ کہ خالد
ابن ابی نوف کون ہین محدثین کا اختلاف ہے کسی نے خالد سجستانی کسی
نے خالد شیبانی کسی نے خالد ہمدانی قرار دیا ہے ٭

مین کہتا ہون آپ نے پہلے عبارت کتاب الثقات ابن حبان کی نقل کی ہے
اوسمین خالد ابن ابی نوف کو سجستانی لکہا ہے اور تہذیب التہذیب کی عبارت
یون ہے خالد بن ابی نوف السجستانی وقیل هو خالد الشیبانی الذی
یروی عن ابن عباس مرسلا اور کاشف وخلاصہ مین کوئی نسبت خالد کی
مذکور نہین ہے۔ عبارت ابن حبان وتہذیب التہذیب سے ظاہر ہے کہ خالد ابن ابی
نوف سجستانی ہو کیونکہ ابن حبان نے تو خالد کو سوای سجستانی کے اور کچہہ نہین لکہا
اور حافظ ابن حجر نے البتہ تہذیب مین اصل قول سجستانی کا لکہا ہے اور صیغہ قیل
سے جو ضعف پر دلالت کرتا ہے شیبانی کا قول بھی نقل کیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ
محدثین کو نسبت خالد کی اصل مین کوئی اختلاف نہین ہے ہان لفظ قیل سے بعض اقوال
ضعیفہ کو بتلادیا ہے اور چاہئے تم خالد کو شیبانی کہو یا ہمدانی یا سجستانی یہ تینون
خالد ثقہ ہین حافظ ابن حجر تقریب مین لکہتے ہین خالد بن کثیر الہمدانی الکوفی لیس
به باس من السادسة واخطأ من قال له صحبة وعند البخاری انه ابن
ابی نوف اور خلاصہ مین ہے خالد بن کثیر الہمدانی الکوفی [illegible]

هو ابن کثیر الهمدانی الخ ۔ دیکھئے اونکو مقبول کہا ہے اور جس راوی کے حق مین یہ
کلمہ اطلاق کرتے ہین اوسکی حدیث بغیر متابع ضعیف رہتی ہے چنانچہ حافظ ابن حجر نے
دیباچہ تقریب مین اس اصطلاح کی تصریح کردی ہے السادسۃ من لیس لہ من
الحدیث الا القلیل ولم یثبت فیہ ما یترک حدیثہ من اجلہ والیہ الاشارۃ
بلفظ مقبول حیث یتابع والا فلین الحدیث ۔

مین کہتا ہون عبارت دیباچہ تقریب کی جو آپ نے نقل کی ہے تو اوسمین بھی
آپ نے مغالطہ دیا ہے مین عبارت دیباچہ تقریب مع ترجمہ و مطلب کے لکھتا ہون
جس سے ناظرین پر آپ کے مغالطہ کا حال کھل جائیگا ۔ حافظ ابن حجر تقریب مین فرماتے ہین
السادسۃ من لیس لہ من الحدیث الا القلیل ولم یثبت فیہ ما یترک حدیثہ
من اجلہ والیہ الاشارۃ بلفظ مقبول حیث یتابع والا فلین الحدیث ۔
جو راوی اس قسم کا ہو کہ جسنے بہت کم حدیثین روایت کیا ہو اور کوئی علت وضعف
اوسمین پایا نہین گیا ہو تو ایسا راوی دو حال سے خالی نہین ہے یا تو دوسرون نے
اوسکی متابعت کی ہوگی تو وہ راوی بلفظ مقبول تعبیر کیا گیا ہے اور اگر دوسرون نے
اوسکی متابعت نہین کی تو وہ بلفظ لین الحدیث تعبیر کیا گیا ہے ۔ فرق مقبول
ولین الحدیث مین متابعت وعدم متابعت کا ہے تعریف مقبول کے یہ ہوئی کہ جس راوی
نے حدیث بہت کم روایت کی ہو اور کوئی علت وضعف اوسمین ثابت نہ ہو اور دوسرے
رواۃ نے اوسکی متابعت کی ہو تو اب جس راوی کے حق مین حافظ ابن حجر لفظ مقبول کا
استعمال کرینگے وہ اونکی اصطلاح کے مطابق وہ راوی قلیل الروایۃ ہے اور علت و
ضعف سے پاک ہے اور لوگ اوسکی متابعت بھی کرتے ہین تو خالد کے ترجمہ مین حافظ
نے خالد کو مقبول کہا ہے تو اونکی اصطلاح کی مطابق وہ قلیل الروایہ ہین اور کوئی جرح
اونپر ثابت نہین اور لوگ اونکی متابعت کرتے ہین کیونکہ جس راوی مین یہ تین وصف

تو خالد سجستانی پر اب یہ اعتراض نہ رہا تا نیاً مرسل روایت کرنا یہ کوئی جرح نہین اور نہ مرسل روایت کرنے والا ضعیف کہلاتا ہے نہ مدلس ورنہ سعید بن مسیب طاوس عطا عکرمہ بہت سے ثقات کو جنھون نے مرسل کو کثرت سے روایت کیا ہے ضعیف کہنا پڑے گا

اذ لیس فلیس *

قول مؤلف - چوتھے ابن حبان کے سوا کسی اور سے انکی توثیق ثابت نہین ورنہ حافظ ابن حجر دوسرون کی تعدیلات سے اغماض نہ کرتے الی قولہ سکوت کیا۔

مین کہتا ہون حافظ ابن حجر نے توثیق ابن حبان کو نقل کرکے اوسکو تسلیم کرلیا ہے تو اب یہ خالد حافظ ابن حجر کے نزدیک بھی ثقہ ہی ٹھہرے اگر انکو کسی نے ضعیف کہا ہوتا یا انکے حق مین کوئی اور جرح کسی نے کی ہوتی تو بیشک حافظ ابن حجر اوسکو بھی نقل کردیتے حافظ ابن حجر و دیگر مورخین کا کوئی جرح نہ نقل کرنا صاف اسکے ثقہ ہونے پر دلالت کرتا ہے یہ آپ کا کہنا کہ صرف توثیق ابن حبان پر محدثین کو اعتبار نہین محض بے سند بات قابل لحاظ نہین ہے بلکہ مکذب اس دعوی باطلہ کا عمل درآمد محدثین ہے دیکھو حافظ ابن حجر نے تہذیب التہذیب مین علامہ صفی الدین نے خلاصہ مین شیخ جلال الدین سیوطی نے اسعاف المبطا برجال الموطا مین حافظ ذہبی نے اپنی مؤلفات متعددہ مین سیکڑون جگہہ توثیق ابن حبان پر اکتفا کیا ہے ماہرین فن اسماء رجال پر یہ امر پوشیدہ نہین ہے ہے نا واقف سو اونپر یہ بات مخفی ہے ہان جب توثیق ابن حبان معارض تضعیف دیگر حفاظ کی ہو تو اوسوقت ترجیح قول ابن حبان کو نہوگی آپکے جو منہمین آتا ہے کہتے چلے جاتے ہین گو بیچ ہو یا جو ٹھہ کتاب کا حجم بڑھا دینا آپکا کام ہے

قول مؤلف اور حافظ ابن حجر نے تقریب مین جسمین اصح اور اعدل قول لکھنے کا وعدہ کیا ہے خالد بن ابی نوف کا ترجمہ یون لکھا ہے خالد بن ابی نوف بفتح النون مقبول من السادسۃ قیل ہو خالد السجستانی الذی یرسل عن ابن عباس قیل،

سماع ہین کسی طرح کا شک نہین اور مخالف کو چاہیے کہ تصریحات ائمہ جرح و تعدیل سے
خالد بن ابی نوف کا نہ روایت کرنا عطار سے ثابت کرے اور اسکو آگے جو آپ نے لکھا ہے
کہ عطار کس درجہ کے تھے اور اونکا ترجمہ بھی آپ نے لکھدیا ہے کہ عطار نے ختنین کا زمانہ
پایا ہے اور حضرت علی کے زمانہ وفات مین عطا چودہ برس کے تھے جس سے نکلتا ہے
کہ چھا قل بالغ ہوچکے تھے - اوس زمانہ مین دوسو کیا دوہزار بلکہ پچاسون ہزار
صحابہ موجود تھے جنمین بدری واہل حدیبیہ وغیرہم رضی اللہ عنہم تھے اور عطا کیسے کچھہ ثقہ
فقیہ تھے کہ جنکے حق مین امام ابوحنیفہ نے فرمایا ہے ما لقیت افضل من عطاء یعنی مینے
عطار سے بڑھکر کسیکو نہین پایا اور مفتی مکہ معظمہ تھے عطار کا ترجمہ امام صفی الدین خلاصہ
مین یون نقل کرتے ہین (ع) عطاء بن ابی رباح القرشی مولاهم ابو محمد
الجندی الیمانی نزیل مکة واحد الفقهاء الاربعة عن عثمان وعتاب بن
اسید مرسلا وعن اسامة بن زید وعایشة وابی هریرة وام سلمة وعروة
بن زبیر وطائفة وعنه ایوب وحبیب بن ابی ثابت وجعفر بن محمد وجریر
بن حازم وابن جریج وخلق قال ابن سعد کان ثقة عالما کثیر الحدیث
انتهت الیه الفتوی بمکة قال ابو حنیفة ما لقیت افضل من عطاء وقال ابن
عباس وقد سئل عن شئ یا اهل مکة تجتمعون علی وعندکم عطاء وقیل انه
حج اکثر من سبعین حجة قال حماد بن سلمة حججت سنة مات عطاء سنة اربع
عشرة ومائة اور حافظ ذہبی نے طبقات الحفاظ مین اور مفصل ترجمہ انکا لکھا ہے
ابن عباس جیسے حبر امت عطار کے حق مین فرماتے ہین کہ عطار ہوتے میرے پاس
جمع مت ہو عطا نشیہ امام مفتی مکہ تھے ایسا شخص جو روایت کرے گا بیشک وہ بہت
سمجھکر اعلی درجہ کے لوگون سے روایت کریگا اور پہلے ہمنے اچھی طرح سے ثابت کردیا
ہے کہ کسی صحابی سے آمین بالاخفا کا کہنا ثابت نہین ہے ہمارے مخاطب صاحب

نہوت وہ راوی ابن حجر کی اصطلاح کی موافق مقبول نہین ہے پس جبکہ حافظ نے خالد کو مقبول کہا تو انکے نزدیک اوسکا متابع فی الروایۃ ہونا ثابت ہوگیا ہے اگر ثابت نہ ہوتا تو بالفظ مقبول کیونکر تعبیر کرتے اگر دوسرے شخص کو بجہت عدم تتبع وعدم عبور طرق اسانید کی خالد کی متابعین پر وقوف نہو تو حافظ ابن حجر کی اس اصطلاح پر کوئی اعتراض وارد نہین ہوتا ہے اور نہ خالد کے مقبول ہونے مین کچھہ دہبا لگتا ہے۔

در لین احدیث وہ ہے کہ راوی قلیل الروایۃ ہو ضعف وعلت اوسمین ثابت نہو اور کوئی متابع اوسکا نہ ہو تو فرق درمیان دونون کے متابعت وعدم متابعت ہے جب کسی راوی کی حق مین حافظ لین الحدیث کہین گے سمجہا جاویگا کہ کوئی اوسکا متابع نہین ہے اور جب مقبول کہین گے تو سمجہا جاویگا کہ متابع اوسکا ضرور ہے۔ زیادہ وہ سکے ابن حبان نے خالد کی توثیق بھی کی ہے تو اب خالد کے محتج بہ ہونے مین کوئی شک باقی نہین رہا۔

قول مؤلف دوسرا انکی روایت عطا رسے اگرچہ لوگون نے لکہا مگر کہین نہ روایت مین سمعت یا حدثنی کا لفظ نہین ہے جو سماع پر دال ہو۔

مین کہتا ہون کسی کتاب اصول مین سماع کے لئے حدثنی یا سمعت کو شرط نہین لکہا ہے من یدعی خلاف ذلک فعلیہ البیان اور آپکو اقرار ہے کہ انکی روایت عطا سے لوگون نے لکہا ہے مین کہتا ہون کہ یہ راوی مدلس بھی نہین ہے جب انکا عنعنہ مقبول ہے اور مذہب جمہور کا یہی ہے اور بخاری کے نزدیک معتبر عنعنہ وہ نہین ہے بلکہ اس راوی کا عنعنہ مردود ہے کہ جسکی نسبت اپنے شیخ سے روایت کرنے مین سماع کا بالکل کسی طریقے سے حال نہ معلوم ہو بخلاف اسکے کہ آپکو اقرار ہے کہ انکی روایت کو عطا رسے بعض لوگون نے لکہا ہے سماع کے لئے اسیقدر ثبوت کافی ہے بہرحال خالد بن ابی نوف کے

أنبأنا أحمد بن محمد بن عبدوس الطرائفي ثنا معاذ بن نجدة ثنا خلاد بن يحيى انبا سفيان عن سلمة بن كهيل عن حجر بن عنبس عن وائل بن حجر قال كان النبي صلى الله عليه وسلم إذا قال آمين رفع بها صوته انتهى حديث الفقيه وفي رواية السلمي قال سمعت النبي صلعم إذا قال ولا الضالين قال آمين رفع بها صوته۔ ترجمہ وائل بن حجر سے روایت ہے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب ولا الضالین کہتے تو اپنی آواز کو آمین کے ساتھ بلند کرتے سوم أخبرنا ابو عبد اللہ الحافظ قال حدثنی علی بن حمشاد ثنا یزید بن الہیثم ثنا ابراہیم بن ابی اللیث ثنی الاشجعی عن سفیان فذکر باسناده مثله وقال رایت رسول اللہ صلعم لما قال غیر المغضوب علیہم ولا الضالین قال آمین یمد بہا صوته وكذلك رواه وكيع بن الجراح عن سفیان یمد بہا صوته وقال الفریابی عن سفیان فی هذا الحدیث رفع صوته بآمین وطول بها ومعناه رواه العلاء بن صالح ومحمد بن سلمة بن کهیل عن سلمة بن کهیل یعنی رسول اللہ صلعم جب ولا الضالین فرماتے تو اپنی آواز کو آمین کے ساتھ دراز کرتے۔ چہارم دارمی طبع نظامی صفحہ ۱۴۷ میں ہے باب الجہر بالتامین أخبرنا محمد بن کثیر انا سفیان بن سعید عن سلمة بن کهیل عن حجر بن العنبس عن وائل بن حجر قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم إذا قرأ ولا الضالین قال آمین ویرفع بہا صوته یعنی وائل بن حجر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ولا الضالین پڑھتے تو بلند آواز سے آمین فرماتے ان احادیث میں اذا کان وغیرہما موجود ہیں جن سے آپ کا ہمیشہ آمین کہنا معلوم ہوتا ہے کیونکہ دارمی وغیرہ میں ہے کہ جب رسول اللہ صلعم ولا الضالین پڑھتے تو آمین کو بلند آواز سے پڑھتے ظاہر ہے کہ آپ کا ولا الضالین کا پڑھنا دواماً تھا تو آمین کا پڑھنا بھی دواماً ثابت ہوا کیونکہ جمہور اہل اصول کے نزدیک

بار بار حضرت عمر و علی رضا کا ذکر کرتے ہین حالانکہ جواب اسکا گذر چکا +

قولہ مؤلف میرا قصد تھا کہ آمین بالجہر کی حدیثین صحاح ستہ کے علاوہ بھی جہانتک ملسکین مع اسناد اس رسالے مین درج کرکے انپر انصافانہ بحث کرون کہ کچھہ تسمہ لگا نہ رہے چنانچہ یہ چند حدیثین نہایت کوشش سے بہم پہونچین انکو علاوہ کوئی نئی حدیث کہین نظر سے نہ گذری الی قولہ میرا خیال ہے کہ غالبا کوئی کتاب نہ ملیگی جسمین اسقدر آمین بالجہر کی حدیثین مع اسناد درج ہون ۔

ہم کہتا ہین اگر آپ انصافانہ کی جگہہ متعصبانہ کا لفظ لکھتے تو خوب ہوتا ان روایات کی نسبت جو کچھہ متعصبانہ آپ نے کلام کیا ہے مع جواب ہدیۂ ناظرین ہوا اور آپ نے جسقدر حدیثین لکھی ہین یہ سب اہل حدیث پہلے لکھہ چکے ہین آپ نے انھین کے کتابون سے التقاط کی ہین اور نہین تو رسالہ التامین لاہل التامین والجہر بالتامین و حاشیۂ دارقطنی مولوی شمس الحق صاحب اور اونکے رسالے الکلام المبین کو ملاحظہ کر جائے اور غالبا آپ نے ان کتابون سے ضرور استفادہ حاصل کیا ہوگا اس شد و مد پر اب بھی آپ سے بہت سی روایات باقی رہ گئین ہین بطور نمونہ مین لکھہ دیتا ہون **اول** مصنف ابن ابی شیبہ مین ہے ۔ حدثنا وکیع قال حدثنا سفیان عن سلمۃ بن کھیل عن حجر بن عنبس عن وائل بن حجر قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم قرأ ولا الضالین فقال آمین ومد بھا صوتہ ۔ یعنی وائل بن حجر کہتے ہین کہ مین نے نبی صلعم کو سنا کہ ولا الضالین پڑھا پس آمین کہا اور آمین کے کہنے کے ساتھہ اپنی آواز کو کھینچا ۔ اس حدیث کے کل راوی ثقہ عادل ضابط ہین ۔ **دوم** سنن کبرے بیہقی صـ۲۸ موجودہ کتابخانہ محمودیہ واقع مدینہ منورہ مین ہے اخبرنا ابو طاھر الفقیہ من اصلہ انبا ابو طاھر محمد بن الحسن المحمد ابادی ثنا العباس بن محمد الدوری ثنا ابو داؤد الحضرمی عن سفیان الثوری ح وحدثنا ابو عبد الرحمن السلمی

مین کہتا ہون اکثر کیا معنی آنحضرت صلعم سے ایک دفعہ آمین کا آہستہ کہنا بھی ثابت نہین ہوا آپ سند صحیح سے ایک ہی مرتبہ آنحضرت صلعم کا آمین آہستہ کہنا ثابت کر دین بخلاف آمین بالجہر کے کہ حضرت صلعم کا آمین بالجہر کہنا احادیث صحیحہ مرفوعہ سے ثابت ہے۔

قول مؤلف - رابعاً بفحوائے علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین ہم لوگون کو دیکھنا چاہیے کہ آپ کے خلفا نے آمین کو کس طرح پڑھا ہے الخ۔

مین کہتا ہون کسی خلیفہ راشد سے آمین کا آہستہ کہنا ثابت نہین ہے بلکہ یہ لوگ حضرت صلعم کے کمال درجہ کے متبع تھے تو ظاہر ہے کہ یہ لوگ آمین بالجہر ہی کہتے ہونگے اور عبد اللہ بن زبیر نے اپنی نماز حضرت ابوبکر صدیق سے سیکھی تھی جیسا کہ روایت بیہقی مین وارد ہوا ہے اور عبد اللہ بن زبیر آمین بالجہر پڑھتے تھے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابوبکر رض بھی آمین بالجہر پڑھتے ہونگے۔

قول مؤلف خامساً بعض آثار سے گو غریب و معلق سہی ترک جہر کے باب مین بعض صحابہ کا فتوے بھی پایا جاتا ہے الخ۔

مین کہتا ہون کسی صحابی کا فتوی نہین پایا جاتا بعض متعصبین مقلدین کی یہ بنائی ہوئی باتین ہین بحث اسکی مفصل گذر چکی۔

قول مؤلف سادساً کسی امام قائل آمین بالسر کا اخفا سے جہر کی طرف رجوع کرنا ثابت نہین اور امام شافعی کا بعد ایک زمانہ کے الخ۔

مین کہتا ہون امام شافعی نے آمین بالجہر سے ہرگز رجوع نہین کیا۔ امام شافعی پر یہ محض افترا ہے بحث اسکی گذر چکی۔

قول مؤلف سابعاً اخفاء آمین مین ایک خاص حکمت ہے جسکو فقہ

ذا عموم وقت کے لیے آتا ہے **پنجم مصنف** ابن ابی شیبہ موجودہ کتاب خانہ
قبہ محمودیہ واقع مدینہ منورہ مین ہے حدثنا وکیع قال حدثنا الربیع عن عطاء قال
لقد کان دوی فی مسجدنا ہذا بآمین اذا قال الامام غیر المغضوب علیهم
ولا الضالین یعنی عطاء سے روایت ہے کہا کہ ہماری اس مسجد مین شور آمین کا ہوتا جب
امام غیر المغضوب علیهم ولا الضالین پڑھتا اس حدیث کے راوی سب ثقہ ہین انھین
پانچ مثالون پر مین اکتفا کرتا ہون اگر معجم طبرانی و صحیح ابن حبان و مسند ابن ابی شیبہ
وغیرہم کی روایات جمع کی جاوین تو ایک مستقل کتاب اسمین ہوجائے عامل کے لیے اسی
قدر کافی وافی شافی ہین قول فیصل ہین جو پہلی باتون کا آپ نے اعادہ کیا ہے سبکا
جواب پہلے لکھا گیا ہان آمین بالسر کے ترجیح کے باب مین جو وجوہ آپ نے لکھی ہین انکا
جواب دیا جاتا ہے ؞

قول مؤلف اولاً اخفاء آمین قرآن سے نکلتا ہے الخ ۔

مین کہتا ہون کہ قرآن سے آمین کا اخفا نہین نکلتا بلکہ حسب تفسیر مفسر
قرآن حبر امت ابن عباس قرآن سے آمین کا جہر سے کہنا ثابت ہوتا ہے اور بحث
اسکی پہلے گذر چکی ؞

قول مؤلف ثانیاً جہر کو تعلیم پر محمول کرکے آمین آہستہ کہنے مین
کل آیات و احادیث و آثار کی تطبیق بوجہ احسن ہوجاتی ہے ۔

مین کہتا ہون اگر قراۃ کو بھی تعلیم پر محمول کرکے آہستہ پڑھا کیجیے تو آمین
کو بھی آہستہ پڑھیے ورنہ جیسے قراۃ کا دواما جہر سے پڑھنا ثابت ہے ایسے ہی
آمین کا بھی دواما جہر سے پڑھنا ثابت ہے ابھی اسکی بحث گذر چکی ۔

قول مؤلف ثالثاً اسمین تو کوئی شک نہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے اکثر آمین آہستہ کہی ہے ؞

ثالثاً۔ آمین بالجہر فعل رسول اللہ صلعم کا ہے اور حضرت کا ارشاد ہے۔ صلوا کما رایتمونی اصلی تو اب حسب ارشاد نبوی متبعان طریقہ رسول کو چاہیے کہ آمین بالجہر کہا کرین ۔

رابعاً طریقہ خلفار راشدین مثل حضرت ابوبکر صدیق رضہ و حضرت عمر رضہ و عبد اللہ بن زبیر رضہ کا بھی آمین بالجہر رہا تو اب بفحوائے علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین ہم لوگون کو چاہیے کہ آمین بالجہر کہا کرین ۔

خامساً۔ حضرت نے ارشاد فرمایا ہے کہ فرقہ ناجیہ وہ ہے جو طریقہ ما انا علیہ و اصحابی پر چلیگا حضرت م اور صحابہ کا طریقہ روایت بیہقی و ابن ابی شیبہ سے علوم ہوگیا کہ آمین بالجہر تھا تو فرقہ ناجیہ مین جو داخل ہونا چاہے اوسکو چاہیے کہ آمین بالجہر کا طریقہ اختیار کرے ۔

سادساً۔ کثرت راے مجتہدین و ائمہ محدثین کی اسیطرف ہے کہ آمین بالجہر کہنا چاہیے تو کثرت راے کو اختیار کرنا اولی ہے ۔

سابعاً یہ وجہ خاص حنفیہ کے ساتھہ متعلق ہے محققین حنفیہ مثل ابن الہمام و زیلعی و مولوی عبد الحی مرحوم نے بھی آمین بالجہر کو ترجیح دی ہے تو حنفیہ کو چاہیے کہ اپنے محققین کا طریقہ اختیار کرین ۔

ثامناً ۔ آمین بالجہر مین ایک خاص حکمت ہے اور اس حکمت کو وہی شخص سمجھیگا جسکو اتباع سنت نبوی کا شوق و ذوق ہے وہ یہہ کہ حضرت صلعم نے مخالفت اہل کتاب کا حکم دیا ہے اور یہود ی آمین بالجہر سے جلتے تھے تو حضرت صلعم نے مسلمانون کو حکم دیا کہ نماز مین خوب زور سے آمین کہا کردتا کہ یہود خوب جلین تو اب اہل اسلام کو چاہیے کہ مخالفت اہل کتاب مین حسب ارشاد نبوی خوب کوشش کرکے آمین بالجہر

فی الدین سے تعلق ہے اور وہی شخص اوسکی کنہ کو پہونچ سکتا ہے جسکو نسبت نعمانی
حاصل ہے وہ یہ کہ نماز مین قرآن کے سوا کسی چیز کا باواز بلند پڑھنا بجز اشد ضرورت
کے نہ تو امام کیلئے مشروع ہے نہ مقتدیون کے لئے الی قولہ ھذا ما الھمنی ربی
والحمد للہ علی ذلک ۔

مین کہتا ہون اگر فقہ فی الدین ونسبت نعمانی کا یہی نتیجہ ہے تو ایسی نسبت
نعمانی کو سلام ہے بھلا نعمانی صاحب یہ تو فرمائے کیا امام تکبیرات زور سے نہین کہتا
اچھا تکبیرات انتقال کے لئے سہی سمع اللہ لمن حمدہ بالجہر کہنے کی کیا حاجت ہے
بس شارع نے سمع اللہ لمن حمدہ کو بالجہر کہا ہے اوسی نے آمین کو بھی بالجہر فرمایا ہے
اور مقتدیون کو آمین کہنے کا حکم دیا ہے ۔ حاصل کلام وخلاصہ مرام یہ ہے کہ ثنا
تسبیحات التحیات ورود کو شارع نے آہستہ پڑھا اور قرأۃ تسمیع آمین کو جہر سے
تو جن چیزونکو شارع نے جہر سے پڑھا ہے اونکو جہر سے پڑھنا چاہئے اور جنکو آہستہ
پڑھا انکو آہستہ پڑھنا چاہئے جنکو اتباع سنت کا مذاق ہے اور آیت قل ان کنتم
تحبون اللہ فاتبعونی کے معنی کو سمجھا ہے وہ اسکو بخوبی سمجھینگے فلیکن ھذا اخر الکلام
فی سد کید الد الخصام فالحمد للہ علی الابتداء والاختتام والصلوۃ و
السلام علی رسولہ واھل بیتہ واصحابہ واتباعہ الکرام ۔

ترجیح آمین بالجہر کی وجوہ

اولاً آمین بالجہر کا کہنا آیت قرآنی ادعوا ربکم تضرعا کے بسبب تفسیر حبر الامۃ
وفقیہ قرآنی یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہ ثابت ہوتا ہے ۔

ثانیاً آمین بالجہر کہنے کا حکم احادیث مرفوعہ صحیحہ سے ثابت ہے چنانچہ بہت سی احادیث
اسکی نسبت گذر چکین ۔

تحریر جناب مولانا علامہ فہامہ محقق کامل جناب مولوی شمس الحق صاحب ساکن ڈیانوان

مکرمی جناب مولوی صاحب دام لطفکم — بعد سلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ — التماس اینکہ آپکی اس حق پسندی و انصاف سے دل میرا نہایت شادان و خوش ہوا کہ آپنے محض پر قلب کے اطمینان کر لینے صرف اپنے ہی پر اکتفا نہین فرمایا بلکہ دوسرون کے نظر سے بھی اس کتاب کو گذار دیا الحمد للہ والمنۃ کہ اس رسالہ کو مضامین نفیسہ سے مملو پایا +

تقریظ از سخنور فصیح اللسان نکتہ سنج بلیغ البیان مولوی ابو اسمعیل صاحب بن قاضی محمد حسن صاحب خانپوری

حمد ہے تجھکو الٰہی خارج از حد و حساب
اور تیرے پیارے محمد پر درود مستطاب

انکے آل اصحاب پر ہر دم تحیات و رضا
بعد ازان تقریظ میری ہو عیان فصل الخطاب

چونکہ تھی حبل المتین ہمسنگ تار عنکبوت
جسکو مولانا ظہیر احسن نے سمجھا تھا جواب

انکی تفسیر و حدیث و فقہ و نثر و نظم کو
نیز ادب منطق کو اونسنے کر دیا بالکل خراب

کیا ضرورت تھی کہ اسکا رد کرین ارباب علم
جبکہ سب تحقیق اسکی خود ہی تھی مثل حباب

انکی سلجھن نے پھنسایا انکو در زلف دراز
اپنے دام رد سے الجھے آپ ہی در پیچ و تاب

اثبت التامین جہرا بالدلیل المرتضی
ما دری ما یدعی من سرہ عین الکتاب

جیسے رکھکر گھاس کو جگنو پہ پھونکین بوزنے
ایسے ہی انکے دلائل کو یہ سمجھین آفتاب

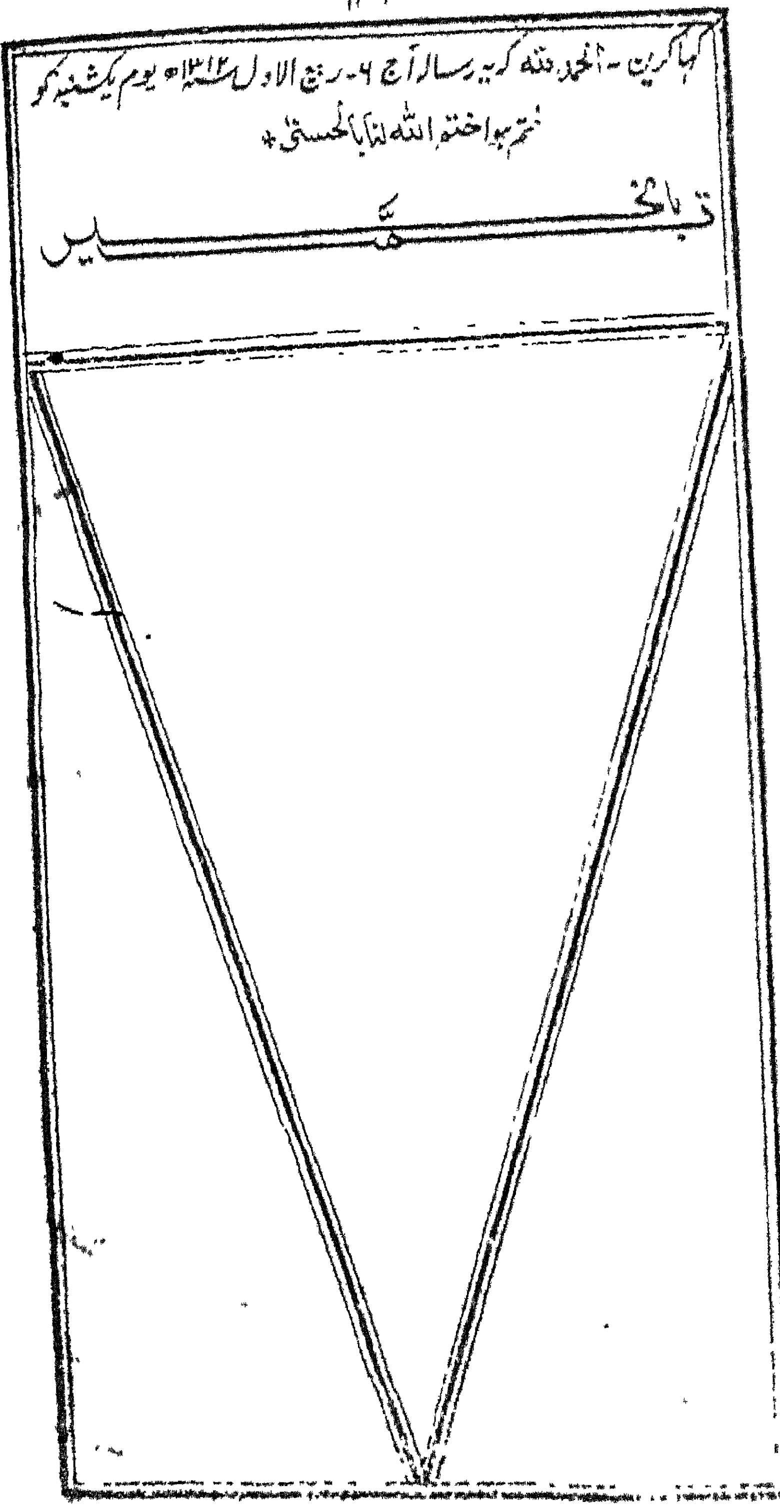
فاتحہ کو جانتے ہین سب کہ ہے بیشک دعا
صیغ دلیل و جمع مین پھر کیون جانین صواب

تلبیہ تہلیل جو حج مین پکارین مؤمنین
کیا نہین ہے وہ دعا یا ہے دعا نا مستجاب

لفظ اسرار اور اخفا کے ہین معنی سر و جہر
دیکھ لین اسکو لغت مین تو کہو کشف الحجاب

کیا کریں ۔ الحمد للہ کہ یہ رسالہ آج ۶ ۔ ربیع الاول ۱۳۱۲ھ یوم یکشنبہ کو
ختم ہوا ختم اللہ لنا بالحسنیٰ ◆

تمّت



[illegible] — [illegible]

[illegible] کیا ثابت ہے عقیدت — [illegible] حرکات [illegible] بجا ہی جناب

حجت و تبدیل [illegible] کی مانند شب ظلمت فزا — [illegible] حنیفوں سے لڑا اسکی کلید فتح باب

[illegible] بانگ [illegible] — اور دوات کرو اسکے [illegible] کا انتخاب

[illegible] — [illegible] مقلد جان لو [illegible]

[illegible] والا امام اہل قرآن و حدیث — جمع نقل و عقل [illegible] خوش آب

[illegible] علم [illegible] نام محمود صاحب — [illegible] صدق [illegible] اضطراب

ان نے اسکا دکھا فی النور اور [illegible] — تا قیامت [illegible] کا سامان [illegible]

جہر آمین کو کیا ثابت ببرہان حدیث — کر دیا مجمل کہ [illegible] صواب

مرد میدان کے مقابل میں ہو کر آ سکی تمام — صبر کے بدلے ہوا انکا مصائب انقلاب

فضل مالک سے ہوا ابطال باطل برملا — جہر آمین مان لی [illegible]

فکر سال طبع اس رجوزہ سنت کی جب — [illegible] دل [illegible]

دور کر کے [illegible] شرک کے — کیا عجب [illegible] علی [illegible] المتقین [illegible]

میں ہوں صابر [illegible] مصطفے — خادم خدام عثمان خاک نعل بوتراب

تقریظ جناب مولوی مولا بخش صاحب براکری بہاری

خدای جہان آفرین کو ہزار ہزار سپاس و ثنا جو اپنی کمال رحمت و رافت سے نصرت مؤمنین [illegible] کفیل و وکیل ہوا - اور آیت پر بشارت وکان حقا علینا نصر المؤمنین سے انکی [illegible] مستحکم فرمایا - اور رسول رحمۃ للعالمین پر [illegible] صلوۃ و سلام تازہ [illegible] حدیث لا یزال طائفۃ من امتی [illegible] اہل حدیث کو [illegible] عطا فرمایا [illegible] انکو آل و اصحاب پر ہزار رحمت [illegible] اتباع سنت [illegible]